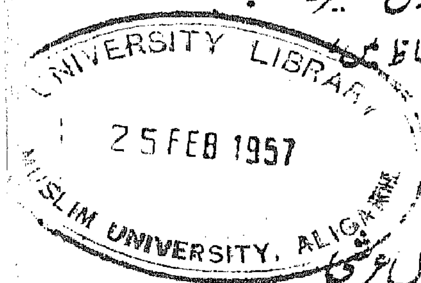
فرہنگِ غالب

یعنی

فارسی، عربی، ترکی، سنسکرت، ہندی اور اُردو
لغات کی تحقیق و تشریح، میرزا غالب
کے اپنے الفاظ میں



مرتبہ

امتیاز علی خاں عرشی

ناظم کتاب خانۂ رامپور

بار اول

١٩٧٨ء

جملہ حقوق محفوظ

پیشکش

بحضورِ کسی که ذوقِ مرا
آفرین گفت و شادانم کرد

مولف

مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

ایرانی آج تک ہندیوں کی خدمت زبانِ فارسی کا بقدرِ بایست شکریہ ادا نہیں کرتے، حالانکہ مسعودِ سعد سلمان لاہوری، حضرت امیر خسرو ترک اللہ دہلوی، میرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی، میرزا اسداللہ خاں غالب دہلوی، مولانا عبدالجبار خاں آصفی رامپوری اور علامہ اقبال مرحوم وغیرہ کی شاعرانہ نکتہ سنجیوں سے قطع نظر کرلی جائے، تو بھی خالص لسانیاتی کام جس کیفیت و کمیت کا ہندوستانی علما نے انجام دیا ہے، ایران کے اہلِ زبان اُس کا عشرِ عشیر بھی نہ کرسکے۔

قواعدِ فارسی| فارسی زبان کی صرف و نحو، معانی و بیان و بدیع اور عروض و قوافی پر ہندوستان میں جو کتابیں تالیف ہوئیں، اُن میں سے چند کے نام یہ ہیں[1]:-

---

[1] یہ سب کتابیں کتاب خانۂ عالیہ رامپور میں محفوظ ہیں۔

۱۔ بدایع البیان، ملک العلما قاضی شہاب الدین، دولت آبادی، متوفی ۸۴۸ھ = ۱۴۴۵ء۔

۲۔ مجمع الصنائع، نظام الدین احمد صدیقی، صاحب کرامات الاولیا، مصنفہ ۱۰۶۰ھ = ۱۶۵۰ء

۳۔ رسالۂ قوانین، میر عبدالواسع ہانسوی، معاصر شہنشاہِ عالمگیر۔

۴۔ ضوابطِ عظیم، محمد عظیم قریشی اٹاوی، مصنفہ ۱۱۳۸ھ = ۱۷۲۵ء

۵۔ منار الضوابط، عبدالباسط بن محمد صالح امیٹھوی مصنفہ ۱۱۳۸ھ تقریباً = ۱۷۲۵ء

۶۔ موہبتِ عظمیٰ، و عطیۂ کبری، علامہ سراج الدین علی خان آرزو اکبرآبادی، متوفی ۱۱۶۹ھ = ۱۷۵۶ء۔

۷۔ جواہر الحروف، لالہ ٹیک چند بہار، مصنفہ ۱۱۵۲ھ تقریباً = ۱۷۳۹ء۔

۸۔ حدایق البلاغۃ، میر شمس الدین فقیر دہلوی، مصنفہ ۱۱۶۸ھ = ۱۷۵۵ء۔

۹۔ تکملۃ الفارسی، ملک العلمای فارسی قطب علی

عرف تمن بریلوی، مصنفہ ۱۱۷۵ھ = ۱۷۶۱ء۔

۱۰۔ مجمع البحرین، نظام شاہجہانپوری، مصنفہ ۱۱۸۸ھ = ۱۷۷۴ء۔

۱۱۔ بحر القوائد، روشن علی انصاری جونپوری، متوفی ۱۲۲۵ھ تقریباً = ۱۸۱۰ء۔

۱۲۔ شجرۃ الامانی، محمد حسن قتیل فرید آبادی، مصنفہ ۱۲۰۶ھ = ۱۷۹۱ء۔

۱۳۔ منتخب النحو، سید منیر حسین بلگرامی، مصنفہ ۱۲۱۴ھ = ۱۷۹۹ء

۱۴۔ مقدمۂ جواہر الکلام، عنبر شاہ خاں عنبر و آشفتہ رامپوری متوفی ۱۲۳۹ھ = ۱۸۲۳ء

۱۵۔ آمد نامہ، خلیفہ غیاث الدین عزت رامپوری، متوفی ۱۲۶۸ھ = ۱۸۵۲ء۔

۱۶۔ گاہن اکبر، مولوی محمد عثمان خاں بہادر قیس مدار المہام ریاست رامپور، مصنفہ ۱۲۶۶ھ = ۱۸۵۰ء۔

۱۷۔ نہج الادب، مصنفہ مولوی نجم الغنی خاں مرحوم رامپوری، متوفی ۱۹۱۳ء۔

ہندوستانیوں کی سیکڑوں کتابوں میں سے یہ گنتی کے نام بھی اثبات مدعا کے لیے کافی ہیں، کیونکہ یہ کتابیں

ایرانیوں کے لیے بھی سنگِ میل کا کام دیتی رہی ہیں، بالخصوص آخری کتاب کی تصنیف پر، جو قواعدِ زبانِ فارسی کی انسائیکلو پیڈیا ہے، وزارتِ معارفِ ایران نے مولف کو تمغا عطا کیا تھا۔

لغاتِ فارسی| لغاتِ فارسی کے متعلق بھی صورتِ حال یہی ہے۔ اگر لغتِ فرسِ اسدی طوسی، مجمع الفرسِ سروری کاشانی، اور ایسی ہی ایک دو اور کتابوں کو الگ کر کے دیکھا جائے، تو سارے عالم میں فارسی الفاظ کی تحقیق و تشریح کا دار و مدار انھیں مولفات پر نظر آئے گا، جو یا تو ہندیوں نے لکھی ہیں، یا ہندوستانی سلاطین و امرا کی فرمایش پر لکھی گئی ہیں۔ ایرانیوں کے پاس لے دے کر ایک فرہنگِ انجمن آرای ناصری ہے، جو یکسر انھیں ہندیوں کی تصنیفات کی رہینِ منت ہے۔

ہندوستان میں فارسی لغات پر مبنی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں، اُن کا احصا طویل فرصت چاہتا ہے یہاں صرف اُن چند تالیفات کے نام لکھے جاتے ہیں، جو یا چھپ چکی ہیں، یا کتاب خانۂ عالیۂ رامپور اور دوسرے

مشہور کتاب خانوں میں محفوظ ہیں۔

۱- دستورالافاضل، حاجت خیرات دہلوی۔ مصنفہ ۷۴۳ھ = ۱۳۴۲ء۔

۲- بحرالفضائل[۲]، محمود بن قوام البلخی الکرئی، مصنفہ ۷۹۵ھ تقریباً = ۱۳۹۳ء۔

۳- اداة الفضلا[۳]، قاضی بدر محمد دہلوی، مصنفہ بعد ۸۱۲ھ = ۱۴۰۹ء۔

۴- مفتاح الفضلا[۴]، محمد بن داود شادیابادی مصنفہ ۸۷۳ھ = ۱۴۶۸ء۔

۵- شرف نامہ منیری، ابراہیم قوام فاروقی، مصنفہ قبل ۸۷۹ھ = ۱۴۷۴ء

۱- فہرست ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال، کرزن کلکشن: ۳۷۱-

۲- فہرست کتابخانۂ انڈیا آفس، نمبر ۱۲ ۲۵ و ۲۷ ۲۹ و فہرست کتابخانۂ آصفیہ، و کتابخانۂ رامپور در فن لغت فارسی نمبر ۲-

۳- فہرست کتابخانۂ باڈلین، نمبر ۱۶۱۲ و برٹش میوزیم: ۳۹۱ ۴۳-

۴- فہرست برٹش میوزیم، ضمیمہ: ۱۱۷-

۶۔ مجمل العجم[۱]، عاصم شعیب عبدوسی، مصنفۂ ۸۹۹ھ = ۱۴۹۴ء

۷۔ تحفۃ السعادہ، محمود بن شیخ ضیاء الدین محمد دہلوی، مصنفۂ ۹۱۶ھ = ۱۵۱۰ء

۸۔ مؤید الفضلا، شیخ محمد خضری بن شیخ لاڈ دہلوی مصنفۂ ۹۲۵ھ = ۱۵۱۹ء

۹۔ کشف اللغات[۲]، شیخ عبد الرحیم بن احمد سور بہاری شاگرد شیخ محمد بن لاڈ دہلوی، مصنفۂ ۹۵۰ھ تقریباً = ۱۵۴۳ء

۱۰۔ فرہنگ شیر خانی، شیر خاں سور، مصنفۂ ۹۵۵ھ = ۱۵۴۸ء۔

۱۱۔ حل لغات الشعر، عبد اللطیف بن سید کمال الدین مشہور بہ یمین، مصنفۂ ۹۹۱ھ = ۱۵۸۳ء

۱۲۔ انیس الشعرا، عبد الکریم کریمی بن قاضی راجن ہمیرپوری، مصنفۂ ۹۹۸ھ = ۱۵۹۰ء۔

۱۳۔ مدار الافاضل، ملا الہ داد فیضی بن علی سرہندی

۱۔ فہرست برٹش میوزیم: ۲/۴۹۳۔

۲۔ فہرست کتابخانۂ انڈیا آفس، لندن، نمبر ۲۴۶۵۔

سرہندی، مصنفہ ۱۰۰۱ھ = ۱۵۹۳ء

۱۴- فرہنگ جہانگیری، عضدالدولہ میر جمال الدین حسین انجوی شیرازی، مصنفہ ۱۰۱۷ھ = ۱۶۰۸ء

۱۵- دُرِّ دری[1]، تصنیف علی یوسفی شروانی برای شاہزادہ خسرو بن جہانگیر شاہ بادشاہِ ہندوستان، مصنفہ ۱۰۱۸ھ = ۱۶۰۹ء۔

۱۶- مجمع اللغاتِ خانی[2]، نعمت اللہ حسینی شیرازی، مصنفہ ۱۰۵۳ھ = ۱۶۴۳ء۔

۱۷- برہانِ قاطع، تصنیفِ محمد حسین ابن خلف تبریزی، مصنفہ ۱۰۶۲ھ = ۱۶۵۱ء

۱۸- فرہنگِ رشیدی، ملا عبدالرشید حسنی ٹھٹھوی، مصنفہ ۱۰۷۷ھ = ۱۶۶۶ء

۱۹- فرہنگِ حسینی، حسین بن احمد، معاصر شہنشاہِ عالمگیر۔

۱- فہرست کتابخانۂ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، کرزن کلکشن: ۳۷۶

۲- فہرست کتابخانۂ ایشیاٹک سوسائٹی: ۶۷۷۔

۳۰- اشہر اللغات[1]، غلام اللہ بھیکن ہانسوی، مصنفہ ۱۱۸۲ھ = ۱۷۶۸ء-

۲۱- فرہنگ جمیلی[2]، عبدالجلیل بن محمد جمیل بدخشی دہلوی مصنفہ ۱۱۳۴ھ = ۱۷۲۲ء

۲۲- سراج اللغۃ، سراج الدین علی خان آرزو اکبرآبادی مصنفہ ۱۱۴۷ھ = ۱۷۳۴ء-

۲۳- چراغ ہدایت، خان آرزو مذکور-

۲۴- مصطلحات شعرا، سیالکوٹی مل وارستہ لاہوری مصنفہ ۱۱۵۰ھ = ۱۷۳۸ء

۲۵- بہار عجم، لالہ ٹیک چند بہار، مصنفہ ۱۱۵۶ھ = ۱۷۴۳ء

۲۶- نوادر المصادر[3]، بہار مذکور-

۲۷- مرآۃ الاصطلاح[4]، آنند رام مخلص مصنفہ ۱۱۵۸ھ = ۱۷۴۵ء-

۱- فہرست کتابخانۂ ایشیاٹک سوسائٹی: ۶۷۹ و فہرست کتابخانۂ بانکی پور، پٹنہ ۲،۵۰
۲- فہرست کتاب خانہ باڈلین نمبر ۱۷۵۵-
۳- فہرست کتابخانۂ بانکی پور، پٹنہ، نمبر ۸۱۱-
۴- اس کا ایک معمولی نسخہ کتاب خانۂ رامپور میں اور دوسرا بانکی پور پٹنہ میں اور تیسرا خود مصنف کا نوشتہ نہایت خوشخط عالی جناب ڈاکٹر سید اظہر علی صاحب، ایم اے، پی ایچ ڈی، پروفیسر سینٹ اسٹیفنس کالج، دہلی، کے پاس ہے-

۲۸- عین عطا[1]، عطاء اللہ دانشور خاں ندرت تخلص،
مصنفہ ۱۱۶۲ھ = ۱۷۴۹ء۔

۲۹- فرہنگِ خانی[2]، شیخ خان محمد صدیقی ہرہرپوری،
مصنفہ ۱۱۷۴ھ = ۱۷۶۰ء۔

۳۰- مدینۃ الاصطلاح[3]، نجم الدین علی بن محمد مراد حسینی
دربھنگوی، مصنفہ ۱۱۹۱ھ = ۱۷۷۷ء

۳۱- رقیمۃ الاصطلاح[4]، یار علی راقم بہاری حاجی پوری،
مصنفہ ۱۲۰۲ھ = ۱۷۸۷ء

۳۲- مفتاح الخزائن، لالہ جیرام کھتری دہلوی،
مصنفہ ۱۲۲۹ھ = ۱۸۱۳ء

۳۳- مرآۃ الاصطلاحات، عنبر شاہ خاں عنبر و آشفتہ
رامپوری، مصنفہ ۱۲۳۴ھ = ۱۸۱۹ء

۳۴- غیاث اللغات، خلیفہ غیاث الدین عزت

۱- فہرست کتاب خانۂ انڈیا آفس، لندن، نمبر ۲۵۱۵
۲- فہرست ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، کرزن کلکشن: ۲۷۷
۳- فہرست ایشیاٹک سوسائٹی، بنگال: ۱۸۱ ۔
۴- فہرست کتاب خانۂ شاہی برلین، جرمنی، نمبر ۱۲۴ ۔

رامپوری، مصنفہ ۱۲۴۲ھ = ۱۸۲۶ء

۳۵۔ لغات اختر، قاضی محمد صادق خاں اختر متوفی ۱۲۷۳ھ = ۱۸۵۴ء

۳۶۔ بحر عجم[1]، محمد حسین قادری راقم تخلص، مصنفہ ۱۲۷۲ھ = ۱۸۵۵ء

۳۷۔ معیار الاغلاط، منشی امیر احمد امیر مینائی، مصنفہ ۱۲۸۱ھ = ۱۸۶۴ء۔

۳۸۔ فرہنگ آنند راج، منشی محمد بادشاہ دیے نگری مصنفہ ۱۳۰۶ھ = ۱۸۸۸ء۔

ان کتابوں کے مرتب کرنے والوں نے اپنی عزیز عمر الفاظ کی تحقیق و تلاش میں صرف کی۔ لغت کی پچھلی کتابوں کے علاوہ، نظم و نثر کی کتابوں کے ہزارہا صفحات کی ورق گردانی کر کے الفاظ و محاورات کا ذخیرہ جمع کیا، اور ایک ایک لفظ کے تلفظ اور معنی اور ہر ہر محاورے کی حقیقت اور محلِ استعمال کا کھوج لگا کر آنیوالی نسلوں کے لیے عظیم الشان ذخیرہ چھوڑ گئے۔

۱۔ فہرست کتاب خانۂ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، کرزن کلکشن: ۳۷۸

یہ حقیقت ہے کہ تحقیق کے اعتبار سے یہ سب لغوی ہمرتبہ نہیں ہیں، گو فارسی زبان سے علاقہ رکھنے والوں کے شکریے کا استحقاق سب کو ہے۔ اہل علم کی رائے میں جن فارسی لغت نویسوں کو محققین میں شمار کیا جانا چاہیے، ان میں تقدم زمانی کے لحاظ سے پہلا شخص عبدالرشید صاحب فرہنگ رشیدی ہے۔ ان کے بعد خان آرزو اکبرآبادی کا درجہ ہے۔ یہ فارسی کے بڑے نکتہ رس اور دقیقہ سنج شاعر اور نقاد تھے۔ سب سے پہلے انھوں نے فارسی و سنسکرت کے لسانی توافق کا نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ان کی نوادرالالفاظ، اردو زبان کے لغات کی اور سراج اللغہ اور چراغ ہدایت، فارسی الفاظ کی تحقیق و تشریح میں تمام دوسری کتابوں سے بلند پایہ ہیں۔

محمد حسین تبریزی کی برہان قاطع اپنی جامعیت کی بدولت فارسی محفل میں بارِ عام حاصل کر چکی تھی۔ انھوں نے سراج اللغہ میں اس کی تمام سہل انگاریوں کو آجاگر کر کے رکھ دیا ہے، اور سروری، جہانگیری اور رشیدی کی

غلط فہمیوں پر بھی روشنی ڈالتے چلے گئے ہیں۔ اپنی بلندیٔ تحقیق، ندرتِ ترتیب، اور جامعیتِ الفاظ کی وجہ سے یہ کتاب بالیقین اس قابل ہے کہ چھاپ کر شائع کی جائے۔ فہل من سامع؟

آرزو کے بعد ٹیک چند بہار کا نمبر ہے، جس کی بہارِ عجم محاورات کا عظیم الشان مجموعہ ہے، اور ایشیا اور یورپ دونوں جگہ معتبر و مستند تسلیم کی جاتی ہے۔

بہار کے بعد خود آرزو کے وطن اکبرآباد میں ایک فارسی کا دلدادہ پیدا ہوا، جو میرزا اسداللہ خاں غالب دہلوی کہلاتا، اور فارسی و اردو کا بہت بڑا شاعر مانا جاتا ہے۔ غالب کو فارسی کا ذوق فطرت سے ودیعت ہوا تھا۔ کثرتِ مطالعہ اور دقتِ نظر نے اُن کی لسانیاتی دقیقہ سنجی اور ادبی نکتہ رسی کو اور زیادہ روشن کر دیا تھا

غالب نے اپنے اوقاتِ فرصت کو برہانِ قاطع کی تصحیح میں صرف کر کے ۱۲۷۸ھ ۱۸۶۲ء میں قاطعِ برہان کے نام سے جو چھوٹا سا رسالہ شائع کیا ہے، وہ مذکورۂ بالا دعوے کا زبردست ثبوت ہے۔ یہ انیسویں صدی کے جمود اور

تقلیدی ہندوستان میں آزاد لغوی نقد و تبصرہ کا پہلا قدم تھا۔ اس کے ذریعے بہت سے دھکے سامنے آئے تھے، جن سے ہمارے بزرگوں کے کان اور آنکھیں قلتِ مطالعہ کے باعث نا آشنا تھیں۔

غالب سے اس سلسلے میں غلطی یہ ہوگئی کہ انھوں نے بیان متانت و تہذیب سے گرا ہوا اختیار کیا۔ ہندوستانی ادیب اسے برداشت نہ کرسکے، اور ملک کے گوشے گوشے سے اُن کے خلاف ترکی بہ ترکی نہیں، ترکی بہ پشتو کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ غالب اور اُن کے دوستوں نے ضد میں برہانِ قاطع کے ساتھ انجو، رشید، وارستہ بہار، قتیل اور ملا غیاث الدین کو بھی بے نقط سنانا شروع کردیں۔ اس صورتِ حال نے لوگوں کو اُن کی درست باتوں کے تسلیم کرنے سے بھی باز رکھا، اور نتیجے میں وہ تمام تحقیقات، جس کی توثیق فرہنگِ انجمن آرائی ناصری نے بھی کی ہے، مخالفت کی گرد میں دب کر رہ گئی۔

غالباً بعض پارسی علما کی صحبت اور اُن کی تصنیفات

کے مطالعے نے غالب میں قدیم فارسی الفاظ کے استعمال کا شوق پیدا کر دیا تھا۔ یہ لفظ عام طور پر ہندی فارسی دانوں کے لیے اجنبی تھے۔ ضخیم لغت کی کتابوں کی ورق گردانی سے بچانے کے لیے اپنی کتابوں کے حاشیوں پر فارسی یا اردو مترادفات پیش کر کے غالب نے ان سب کو حل کیا تھا۔ پنج آہنگ میں اس قسم کے مشکل لفظوں کی تشریح کتاب ہی کے ایک باب میں درج کر دی گئی تھی۔ بعض ایسے لفظ دوستوں کے سوال کرنے پر اردو مراسلات میں زیر بحث آئے تھے۔ ان لفظوں کی بھی خاصی تعداد تھی، جنھیں غالب نے قادر نامے میں نظم کیا تھا۔

۱۹۶۲ء کے آخر میں مجھے خیال ہوا کہ اگر قاطع برہان وغیرہ کے صرف تحقیق و تشریح الفاظ سے متعلق حصے غالب کی دوسری کتابوں کے حل لغات کے ساتھ ایک کتاب میں حروف تہجی پر مرتب کر دیے جائیں، تو ان کی برسوں کی محنت اکارت ہونے سے بچ جائے گی، ورنہ کسے فرصت کہ قاطع برہان وغیرہ کو دیکھے اور تحقیق کی داد دے۔ اور اگر کوئی کرنا بھی چاہے، تو یہ کتابیں

عام طور پر دستیاب کہاں ہوتی ہیں۔

الحمد للہ کہ چند مہینوں کی کنج کاوی سے یہ مجموعہ مرتب ہوگیا۔ چونکہ اس کا ہر ہر لفظ غالب ہی کا تراویدۂ قلم تھا، میں نے اس کا نام فرہنگ غالب تجویز کیا ہے۔

کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلا عربی و فارسی وغیرہ پر اور دوسرا اردو الفاظ پر مشتمل ہے۔ ہر لفظ کی تشریح کے بعد قوسین میں اُن کتابوں کے رموز لکھ دیے گئے ہیں جہاں سے وہ تشریح ماخوذ ہے۔ لیکن حصۂ دوم میں تقریباً ہر جگہ اور اول میں جگہ جگہ یہ رموز ترک بھی ہوئے ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جہاں غالب نے کسی لفظ کو پہلو بہ مترادف تحریر کیا تھا، مگر میں نے اُسے اس لیے مستقل لغت قرار دے لیا ہے کہ جو اصحاب غالب کے چنے ہوئے الفاظ کو اپنی تحریروں میں استعمال کرنے کے خواہاں ہوں وہ مشہور اور مستعمل لفظ کے ذریعے اُس لفظ تک بآسانی رسائی حاصل کرسکیں، جو غالب نے فارسی ذخیرۂ الفاظ میں سے اپنے لیے چنا تھا۔

ان الفاظ کا حوالہ تلاش کرنا مقصود ہو، تو تشریح

کے پہلے مترادف کو اس کی ردیف نکال کر دیکھ لینا چاہیے اور اگر پہلا مترادف بھی حوالے سے خالی ہو، تو پھر بعد دیگرے سب پر نظر ڈال لینا ہے۔ اگرچہ اس زحمت کی ضرورت بہت کم پیش آئے گی۔

آخذ: جن کتابوں سے یہ ذخیرۂ الفاظ چنا گیا ہے، اُن کے نام اور رموز یہ ہیں:

آ اردوئے معلیٰ

ب ابرِ گہربار (مثنوی)

پ پنج آہنگ

پ قظ ایضاً قلمی، مملوکۂ جناب ڈاکٹر سید اظہر علی صاحب ایم اے، پی ایچ ڈی[1]

ت انتخابِ غالب

تیغ تیغ تیز

خ خطوطِ غالب

د دستنبو مطبوعہ

د قظ ایضاً قلمی، مملوکۂ ڈاکٹر صاحب موصوف المذکر۔

---

[1] یہ نسخہ در اصل کلیاتِ نثر فارسی کا ہے، جسے میر مہدی مجروح کے والد بزرگ نے خود مجروح کی فرمائش پر نقل کیا تھا۔

دقع ایضاً قلمی، نسخہ کتاب خانۂ رامپور، جس کے حاشیوں پر متعدد جگہ غالب نے اپنے قلم سے بعض الفاظ کے معنی لکھے ہیں۔

س سبد چین

ع عود ہندی۔

عس ادبی خطوطِ غالب، از مرزا محمد عسکری صاحب لکھنوی۔

فش درفش کاویانی۔

ق قاطع برہان

قن قادر نامہ

کلق کلیاتِ غالب فارسی، قلمی

کلم ایضاً، مطبوعہ

مم مہر نیمروز۔

مک مکاتیبِ غالب

ن نادر خطوطِ غالب[۱]

۱ - یہ کتاب جعلی خطوط کا مجموعہ ہے۔ لیکن یہ جعلی عبارتیں نہیں، گفتنی سے غالب کے متعلق نقل میں آیا ہے، عبارت غالب ہی کے مطبوعہ خطوط کے تار و پود سے بنا ہے، اس لیے دو چار باتیں اس سے اخذ کر لی گئی ہیں۔

دہلی اردو اخبار، نمبر۱۴ جلد ۱۵ بابت ۳ ماہ اپریل
۱۸۵۳ء مطابق ۲۳ جمادی الآخر ۱۲۶۹ھ جس کے تتمے
میں غالب کا قصیدہ، "داد گوتا ستم براندازد" چند مشکل
لفظوں کے حل کے ساتھ شائع ہوا تھا۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ کسی لفظ
کے ساتھ چند حوالوں کے ذکر کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ان
سب میں تشریحی الفاظ ایک ہیں۔ ہر کتاب کے پورے
تشریحی لفظ نقل کرنا غیر ضروری طوالت کا موجب تھا،
اس لیے صرف مفصل یا واضح تفسیر کو اختیار کر لیا گیا ہے۔
ہاں، بعض جگہ دوسری تشریحات کے مفید مطلب ٹکڑوں
کو بھی جوں کا توں اس تشریح کے کسی مناسب حصے میں سمو دینے
کی کوشش کی ہے، مگر یہ مواقع نسبتۃً کم ہیں۔

اردو تشریحات کا فارسی تشریحوں میں کھپانا سفید
کپڑے میں رنگین پیوند لگانا تھا۔ ایسے مواقع پر مخصوص
اردو مترادفات لفظ کو متن میں اور پوری عبارت کو حاشیے
میں تحریر کیا ہے۔ اسی طرح جس لفظ کی فارسی تشریح خود
میرزا غالب نے نہیں کی تھی، اس کی اردو تشریح میں سے

فارسی عبارت کے ہم آہنگ الفاظ چن کر متن کے اندر اور کل عبارت حاشیے میں لکھ دی ہے۔ صرف دس پانچ جگہیں ضرور ایسی رہ گئی ہیں جہاں متن میں اردو تفسیر منقول ہے مگر ان مقامات پر مولف کی نظر میں یہی طریق عمل مناسب تھا۔

حواشی و اعراب | مذکورۂ بالا حاشیوں کے علاوہ، جو غالب کے منہیات کہے جا سکتے ہیں، مولف نے بھی جگہ جگہ توضیحی حاشیے لکھے ہیں۔ ان سے مقصود یا تو غالب کی تائید و توثیق ہے، یا یہ واضح کرنا ہے کہ غالب نے جو رائے ظاہر کی ہے، اُس سے لغت نویسوں کو اختلاف ہے اور یا اُن الفاظ کے اعراب کی سند پیش کرنا ہے، جنھیں غالب نے مُعرّا چھوڑ دیا تھا۔ اگر ان موارد میں کچھ سہو ہوا ہو، تو اس کی ذمہ داری غالب پر نہیں، مولف فرہنگ پر عائد کی جائے۔

ان حاشیوں میں اس کا التزام رہا ہے کہ بغیر مستند حوالے کے کوئی لفظ نہ لکھا جائے، اس لیے امید ہے کہ مطالعہ کرنیوالوں کو مزید تحقیق میں کسی طرح کی دشواری پیدا نہ ہوگی، اور وہ مآخذِ حواشی تک بآسانی رجوع کر سکیں گے۔

ایک کتاب دری کتنا کا ذکر حاشیوں میں جا بجا نظر آئے گا۔ یہ کتاب مولوی نجف علی خاں جھجری کی تالیف ہے جو برہان قاطع کے ادبی جھگڑے میں غالب کے حامی و مددگار، اور اس سلسلے کی مشہور کتاب دافع ہذیان کے مولف تھے۔ ان کی فنی حیثیت زیادہ قابلِ اعتنا و تمیز مگر میں نے دری کتنا کو صرف اس بنا پر پیش نظر رکھا ہے کہ غالب نے اس کی تقریظ میں، جو نسخۂ مطبوعہ کے آخر میں چھپی بھی ہے، کتاب اور مولف دونوں کی تعریف کی ہے، حالانکہ اس میں اکثر جگہ غالب سے اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

اس اختلاف کے باقی رہ جانے کا سبب غالب کی سہل انگاری ہو، کہ انھوں نے کتاب دیکھے بغیر اُس پر مُہرِ تصدیق ثبت فرما دی، یا خود مولف کا اپنی رائے پر اصرار، بہر حال میری رائے میں یہ اختلاف قابلِ اظہار تھا، اس لیے دیدہ ور اصحاب سے اس جراءت کا عذر خواہ ہوں۔

معذرت و تشکر: فرہنگِ غالب کی کاپیاں پڑھنے کے دوران

میں، ترتیب اور حوالوں کی جو کوتاہیاں نظر آئی تھیں، حتی الامکان اُن کی اصلاح کردی گئی ہے۔ اب کہیں کوئی خامی نظر آئے، تو اُسے یہ تصور کیا جائے کہ یا اُس پر میری نظر نہیں پڑی، یا طباعتِ ثانی کی نوبت آنے تک اُس کی درستی ممکن نہ تھی۔

آخر میں، عالی جناب ڈاکٹر عبدالستار صاحب صدیقی ایم، اے، پی ایچ ڈی، کی خدمتِ والا میں شکریہ پیش کرتا ہوں، جنھوں نے ازراہِ لطف دفتیِ کاویانی کا نسخہ عطا کرکے میری بیش قیمت مدد فرمائی۔

امتیاز علی عرشی
ناظم کتاب خانہ

کتاب خانۂ ریاست رامپور
۳۰ جون ۱۹۴۶ء

حصّہ اوّل

فارسی وغیرہ

آ

آب : ترجمہ ماء کا ہندی جس کی پانی۔ اور بمعنیٔ رونق ولطف بھی آتا ہے۔ اور اسلحہ کی صفائی اور جوہر کی تیزی کو بھی کہتے ہیں (قن، نغ)

آباد : در زبانِ پہلوی باوجودِ معنیٔ دیگر بمعنیٔ آفرین نیز ہست۔ (فش، ق)

آبادچہ : بستی۔ (د)

آب بر دستِ کسی ریختن : کنایہ از خدمتِ آن شخص کردن۔ (پ)

آب بر لیمان بستن : اشارہ بتقدیم کاری ناسودمند۔ (پ)

آب بہاون کوفتن : اشارہ بتقدیم کاری ناسودمند۔ (پ)

آب تاختن : بمعنیٔ بول کردن۔ (پ)

آبچین : اسم جامہ ایست کہ پس از شستنِ دست و رو بدان جامہ نم از دست و رو چینند۔ و آن چیزیست کہ در عرف آن را رومال گویند۔ آبچین فارسیٔ قدیم و رومال فارسیٔ جدید۔ ایرانیٔ بمن گفت کہ رومال نامی است نہادۂ خاتونانِ ایران ازان جاکہ طبع اناث وسوسہ زاست، لفظ مشترک بین الحی و المیت بر خاطرہای نازک شان گران آمد۔ لاجرم بہرِ آبچین اسمی دیگر تراشیدند۔ (د، فش، ق)

آبِ حرام : شرابِ انگوری را در مقامِ مذمت نیز آبِ حرام نامند (فش، ق)

آبخورد : بمعنیٔ اقامت۔ (م)

آب در جگر داشتن : بمعنیٔ تمول۔ (فش، ق)

آب دست : بحرکت و سکونِ موحدہ عموماً ترجمۂ غسالہ ید ہے، اور خصوصاً وضو کو کہتے ہیں۔ تعمیم کی سند استاد کا شعر:

بے تکلف رو بسائی کن اگر دل خستۂ
کابدستِ او شفا بخش ہمہ بیمارہاست

تخصیص کی سند ناصر حق کی بیت:

آبدستا و نماز باید کرد ــــ دل مقام گداز باید کرد
(خ)

آبِرُندان : بسکونِ بای موحده، نوعیست از امرود۔ و ہرگاه با لفظِ حریف ترکیب دہند، معنیٔ عاجز و مغلوب دہد۔ (م)

آب دِہِ دست : ہاتھ دُھلانے والا۔

آبِستَن : و آبستنی، باضافۂ یای تحتانی، بمعنیٔ زنِ حاملہ۔ مخفی نماند کہ آبستن مصدر نیست کہ آبست ماضی و آبستہ مفعولِ آن تواند بود۔ بلکہ آبستن اسمیست جامد و لغتی است غیر منصرف۔[1] (پ)

آبِشتَن : بتبدیلِ شینِ منقوطہ بسینِ سادہ آبستن نیز اسمی است جامد غیر منصرف، بمعنیٔ ہر چیز کہ از نظر پنہان باشد عموماً، و بمعنیٔ زنِ باردار خصوصاً۔ و ہم ازین جہت کہ از نظر پنہان باشد و دران محل تنہا روند، آبشتنگاه اسمِ بیت الخلا نہادند۔ آبشتنگاه، آبشتنگہ، و آبشتگاه و آبشتگہ[2] کیست کہ یکی نداند۔ (قش، ق)

آبش زیرِ کاه است : افادۂ معنیٔ خوبی و نیکی باطن نمی کند، مراد آنست کہ حالِ باطنش مجہول است، تا چہ پدید آید و چہ شاید۔

۱۔ ایک خط میں میرزا صاحب نے لکھا ہے: "آبست کوئی لفظ نہیں ہے۔ آبستن اصل لفظ اور آبستنی مزید علیہ۔ یہ دونوں صحیح بلکہ آبستنی زیادہ فصیح۔" (آ)

۲۔ دری کشا : ۲۴، میں آبشتگاه کو بفتح با بمعنی خلوتخانہ لکھا ہے۔

چگونہ کسی باشد (نش، ق)

آبکار: مقلوب کاریِ آب[۱]۔

آبکش: سقا۔ (د)

آب گرفتن: افشردن، فشردن، نچوڑنا۔

آبگیر: بمعنی تالاب۔ (نش، ق)

آبگینہ در جگر شکستن: بمعنی بیقرار کردن۔ (پ)

آبلہ: چھالا۔ (قن)

آبلہ خوردہ: چیچک رو۔ (د)

آبِ مروارید: و آبِ سیاہ، دوگونہ آبست کہ در چشم فرود می آید و بینائی را زیان دارد۔ و آبِ سیاہ بچشم مخصوص نیست در پای اسپ نیز ازین نام نشان یافتہ اند۔ چنانکہ شاعر در مذمتِ اسپ گوید ع سمش آبِ سیہ آرد قلم دار۔ و آبِ خاک آمیختہ را باعتبار رنگ گوہر آب نیز آبِ سیاہ گویند و فتنہ و آشوب را نیز ازان رو کہ تیرہ و طبائع است آبِ سیہ خوانند۔ چنانکہ استاد گوید:

---

[۱] در مؤید: بہ "آبکار" بروزن آبیار، سقا و بادہ کار کہ می فروش باشد۔

جہان اگر ہمہ آبِ سیہ گرفتہ چہ باک!
چو راشمیم بیکی نان و آبِ انگور

آبِ سیاہ در مصرع اول بمعنیٔ فتنہ و آشوب و آبِ انگور در مصرع دوم کنایہ از شراب۔ (فش، ق)

آہمند[ا]: سردار، مالدار، صاحبِ سامان۔ آہمندان: سرداران۔ (د، قغ، فش، ق)

آبی شدنِ کار: بمعنیٔ تباہ شدنِ کار۔ (پ)

آبی کردنِ کار: تباہ کردن۔ کام بگاڑنا۔ (د، قغ)

آتش: بالفِ ممدودہ و تای فوقانی مفتوحہ آدر نار آگ۔ قافیۂ آتش با دالش او عاقبت تاول پذیر آری و در سلکِ قوافی سرکش و مشوش ہزار جا دیدہ ایم۔ (فش، ق)

آتش از چشم پریدن: عبارت از حالتی است کہ در وقتِ رسیدنِ صدمۂ قوی بر دماغ رو دہد۔ (پ)

آتش برگ: اسم سنگ پارہ ایست کہ پُر از شرارہ است (فش، ق)

آتش دان: کانون۔

ا۔ فرہنگ انجمن آرای میں لکھا ہے: "این لغت در فرہنگ‌ہا مدہ واز تصرفاتِ مؤلف است"۔ دری کتاب میں یہ وزن تاب چند معنی دمغز و غنی ہے۔

آتش زنہ: در فارسی و چقماق در ترکی، اسم ابزار آہنین است که چون آن را بر آتش برگ زنند، شرارہ از آن سنگ پارہ بیرون جہد۔ (فش، ق)

آچل: بجیم مضموم عربی جشاء ہندی ڈکار۔ و اسم دیگر آروغ۔ (پ، ق)

آختن: بالف ممدودہ، بیرون کشیدن۔ آخت، آختہ۔ این را مضارع نباشد۔ و آہختن، و آہیخت و آہیختہ نیز گویند۔ (پ، فش، ق)

آخر خشک: بی واو معدولہ و حرکت رای قرشت، جای بی نفع و بی فیض را گویند۔ و آخر چرب، محل کثیر النفع را خوانند خشک آخر و چرب آخر مضاف و مضاف الیہ مقلوب است۔ (فش، ق)

آخر روز: آفتاب زردی۔

آدامش: بمعنی ہمنام کہ عربی آن سمّی است۔ (پ)

آداک: بمعنی جزیرہ۔ (پ، م)

آدر: بدال بی نقطہ، اسم آتش، آگ، نار و بذال منقوطہ زبہار درست و ہم نام ماہ و نام روز کہ آذر بذال می نویسند، ہمہ زای ہوز درکار است۔ (پ، ع، فش، ق، قن)

۱۔ دری کشا: ۲، بذال مہملہ و رای مہملہ در آخر، آتش، بعربی نار۔

آذرگشسپ[1] : برق، بجلی۔ (د، فن)

آذرم : بدالِ ابجد، نمدِ زین را گویند که اسمِ دیگرِ آن تکلتو است
و در عرفِ اہلِ ہند "خوگیر" اسمِ اوست۔ در اصل خوگیر نیز فارسی
است، اما نه بدین صورت، بلکه خوی گیر بواوِ معدوله و یای
تحتانی، "خوی" ترجمهٔ عرق، و گیر صیغهٔ امر از گرفتن (فن، ق)

آذرنگ : بمعنی رنج و محنت۔ (فن، ق)

آذه : بالفِ ممدوده و دالِ ابجد، در فارسی بمعنی نشیمنِ مرغان
آید۔ در ہندی بالفِ مفتوحه و دالِ ثقیلهٔ مشدده گفته می شود۔
(فن، ق)

آذیش : در زبانِ پہلوی قدیم لفظی است بدالِ ثالثه بمعنی تعظیم و
تکریم۔ (فن، ق)

آراستن : آراست، آراسته، آراید، آراینده، آرای، آرائی
بمعنی آرایش۔ آرائی میں مصدری تحتانی آگئی ہے (پ، پنج)

آرامشداد : بسکونِ شین، انتظام۔ (د)

آرامیدن : آرامید، آرامیده، آرامد، آرامنده، آرام

۱- لغتِ فرس: ۹۲، بمعنی آتش پرست۔ دری کشا: ۳۰، بفتحِ کافِ فارسی و شینِ
معجمه و سکونِ رای مهمله و بای فارسی در آخر، بمعنی نامِ فرشتهٔ موکل بر آتش۔

کیستن مصدر بحذف الف نیز آید و حذف الف در مضارع روانیست ۔ (پ)

آرد : آٹا ۔ آرد پریان : سویق ، پیشت ، ستّو ۔ (فن)

آرِش : براءِ مکسور ، بمعنیٔ معنی ۔ (آ ، د ، فش ، ق)

آرَنج : بمعنیٔ مِرفق است کہ آرنا و در ہندی کہنی نامند ۔ (ق ، فن)

آرنگ : بمعنیٔ ہرگز و زنہار آمدہ ۔ (فش)

آروغ : آچُل ، ٹیشا ، ڈکار ۔ (پ ، فن)

آز : حرص ۔ (د ، قغ)

آزُردن : مصدریست مشہور ہم بمعنیٔ لازمی و ہم بمعنیٔ متعدی و آزارد مضارع ، و آزارم از کیسف مضارع صیغۂ متکلم آزار امر ۔ (خ ، فش ، ق)

آزردہ شدن از ناز : پشت چشم نازک کردن ۔

آزمودن : آزمانا ۔ (فن)

آزور : بروزن ناسور ، حریص (د ، فط ، قغ)

آزخ : عربی ثؤلول و ہندی مسّا ۔ (پ ، فن)

---

۱ ۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ " آزار امر ، امر بمعنیٔ اسم جامد آتا ہے ، اور اسم جامد کردن کے ساتھ پیوند پاتا ہے " (خ)

آژدن : بزای مشدّدہ ساکن بروزن یافتن و بافتن ۔ و این را
چہار معنی است : بخیہ زدن، و حجامت یعنی شکافتن تن یا نشتر، و مجدّد ساختن آسیا سنگ، و کشیدن آتو بر جامہ ..... آری
آژدن فی ہست کہ آنرا در ہند گودنا گویند بکاف عجمی مضموم
و واو معروف و دال مختلط التلفظ بہای ہوز ۔ و آن خستن
تن است بزخم سوزن و آگندن نیل در آن رخنہ ہا، چنانکہ
در ہند زنان روستا بیشتر بر سینہ و گردن و ساعد و بازو
این صنعت بکار برند و انواع نقوش انگیزند ..... و در این
مصدر و مشتقات بجای زای فارسی جیم عربی نیز نویسند
(فش، ق)

آژدہ : جامۂ آژدہ دار و بخیہ کار را گویند، یعنی مفعول آژدن ۔
(فش، ن)

آژند : بالف ممدودہ و زای فارسی مفتوح، در ہندی
گارہ خوانند ۔ (پ، د، ن)

آژنگ : شکنی کہ بروی افتد، و بہندی جھرّی گویند (پ، ن، فش)

آژہ : چونا ۔ (د)

آژیہ : آلۂ خستن سنگ و کشیدن آتو، مشتق از آژدن است
(فش، ق)

آس : آسیا، چکی ۔ (قن)

آسا : صیغۂ امر است از آسودن ۔ و آسا بالف ممدوده، لغتی جامد غیر متصرف نیز ہست بمعنی مثل و مانند و بمعنی باشاب و دہان دره که آن را در عربی فاژه و در ہندی جمائی گویند و بمعنی تمکین و وقار نیز آید ۔ (پ، فن، ق)

آستان بر ہوا سفتن : کنایہ از ویرانی خانہ است، چنانکہ خاقانی فرماید : بام شکست و آستان بر ہواست ۔ (پ، فن، ق)

آستر : بالف ممدوده، مقابل ابره، چنانکہ سعدی فرماید :

---

۱ ۔ لغت فرس : ۱۹۰ میں بمعنی آسیا کردن لکھا ہے، اور بمعنی آرد نرم باشد زیر رنگ حاشیے میں لکھا ہے ۔ استشہاد میں کسائی کا یہ شعر : آسمان آسیای گردان است ۔۔ آس مان، آسمان کند ہرمان، اور لبیبی کا یہ شعر : دوستا، جاہی بین و مرد شناس ۔۔ شد نخواہم بآسیای تو آس، اور معزی کا یہ شعر : تا دل من آس شد در آسیای عشق تو ۔۔ ہست پنداری، غبار آسیا بر سر مرا، پیش کیے ہیں ۔ میری دانست میں ان تینوں میں "آرد نرم" کا مفہوم زیادہ واضح ہے اس بنا پر صحیح لغت فرس کا دوسرے نسخے کو حاشیے میں جگہ دینا مناسب نہیں معلوم ہوتا ۔

۲ ۔ درفش کاویانی میں میرزا صاحب نے دوسری جگہ لکھا ہے : "دہان دره و آسا ہمان فاژه است کہ ہندی جمائی و در عربی تثاؤب و مثلی خوانند" فاژه کی تحقیق حرف الف میں ملاحظہ

قبا داشتی ہر دو بہ دو آستر۔ (فش، ق)

آستین افشاندن: عبارت از ترک و تجرید۔ (پ)

آسمان: چرخ، فلک، چنبر و اثر گونہ گردون۔

آسمان با بر و پوشیدن: کنایہ از انکار وجود بدیہی۔ (پ)

آسمان سوراخ شدن: کنایہ از تواتر تنزل بلا۔ (پ)

آسمان غریو: رعد۔ (د)

آسمانہ: سقف، چھت (د، قن)

آسودن: آسود، آسودہ، آساید، آسایندہ، آسای (پ)

آسیا: آس، چکی۔ (قن)

آسیم: در اصل آسام است قلب آماس۔ لاجرم ورم دماغ را سرآسام گویند و سرسام مخفف آنست۔ آسیم ہمان آماہ آسام توان دانست۔ و آسیمہ سر و سراسیمہ را مرکب از آسیم و سر توان گفت۔ بلکہ در کلام قدما تنہا آسیمہ بجای سراسیمہ نیز آمدہ۔ و بجای میم کلمہ واو و بجای بای ہوز نون آوردہ آسیون نیز نوشتہ اند۔ (فش، ق)

آشامیدن: آشامید، آشامیدہ، آشامد، آشامندہ، آشام (پ)

آشفتن: آشفت، آشفتہ، آشوبد، آشوبندہ، آشوب۔ (پ)

آشکار: جہر، ہویدا، نمودار۔
آشیانہ: گھونسلا۔ (فن)
آغشتن: بشین نقطہ دار وغین مکسورہ بروزن دانستن، مصدری است مشہور، در معنی مرادف آلودن، بدین قدر تفاوت کہ آلودن عام است، خواہی بچیزی نمناک خواہی بچیز خشک، و آغشتن خاص است، یعنی آلودن بچیز نمناک۔ و آغارد مضارع این مصدر است۔ آغشتہ، بغین مکسورہ مفعول آغشتن۔ (فن، ق)
آغوش: کنار، بغل۔ (فن، ق)
آف: اگمان گروہی آنست کہ آف اسمی است از اسمای نیر اعظم، و آفتاب مرید علیہ چون ماہ و ماہتاب وجم و جمشید اما بندہ این را نمی پذیرد۔ (فن، ق)
آفتاب: سورج، اسپ، نیر اعظم، سورج۔ خورشید، شمس۔
آفتاب زردی: بہای ساکن و یای معروف کنایہ از آخر روز است۔ (فن، ق)
آفتاب گردش: بسکون بای موحدہ، یعنی از مشرق تا مغرب(؟)

۱۔ لغت فرس: ۲۰۹۔ میں بضم غین لکھ کر فردوسی کا یہ شعر مثال میں پیش کیا ہے: ز ایرانیان من بسی کشتہ ام ٭ زمین را بخون و گل آغشتہ ام

آفریدن: آفرید، آفریده، آفریند، آفریننده، آفرین۔ (پ)

آفرین: لغتی است جامد غیر متصرف، بمعنی تحسین و مرحبا۔ اما
آفرین لغتی دیگر است از مشتقات مصدر آفریدن بمعنی امر
(فش، ق)

آکنده گوش: بکاف عربی، کسی را می توان گفت که گوش او به
پُر و ر کنده از بنا گوش جدا کرده باشند۔ (فش، ق)

آگندن: بکاف فارسی، مصدریست صحیح۔ و آگنده مفعول آن۔
و آگند مضارع[۱]، و آگنه بمعنی حشو قبا و حشو نهالی، صیغه امر
است هم ازین مصدر، بهای مختفی پیوسته، چون استره و آژنه
(پ، فش، ق)

آگنده گوش: بکاف فارسی بمعنی کر که عربی آن اصم است،
آنست که بطلان در حس سامعه وی راه یافته باشد۔ (فش، ق)

آگنه: بمعنی حشو قبا و حشو نهالی۔ (فش، ق)

آلش: بر وزن مالش بمعنی عوض چنانکه گویند "فلانی رخت آلش
کرده" (پ)

آل تمغا: مرکب است از آل و تمغا۔ آل، مطلق رنگ سرخ،

۱۔ پ میں مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ "این را مضارع نباشد۔"

و تمغا بمعنی مشہور ست: نخست باجی که در راه ہا از رہ گذران گیرند، دوم مُہر. و در آلتمغا معنی دومین منظور ست. در دفتر تاجداران تیموریه پیمانہائی که به تاجداران دیگر می نوشتند و یا اسنادِ جاگیر که بمردم می بخشیدند، مہر شنگرف میزدند، و آنرا آلتمغا می گفتند، یعنی مہرِ سرخ. تنہا مہر را تمغا گویند نه آلتمغا۔ (فش، ق)

آلودن: آغشتن۔ مصدر ست۔ آلود، آلوده، و آلاید مضارع، آلاینده و آلای امر، و میالای نہی۔ و مخفف میالای مالای (پا، فش، ق)

آله: افزار۔ جمع آلات۔

آماده: لغتی دیگر ست یا به غیر متصرف و معنی با مہیا متحد یا بدل آموده است۔ ما خود آن را لغتی دیگر گمان می کنیم۔ و اگر ہمان مبدل منه آموده است یعنی مہیا، مجاز خواہد بود (فش، ق)

آماده گریز شدن: دامن بدندان گرفتن۔

آمدن: آنا۔ آمد، آمده، آید، آینده، آی۔ (پا، فش)

آموختن: ہم لازمی و ہم متعدی است۔ آموخت۔ آموخته آموزد، آموزنده، آموز، (پا)

آمودن: مصدر ہست ترجمۂ اندراج عموماً و بمعنیٔ گہر در رشتہ کشیدن خصوصاً۔ آمود ماضی و آمودہ مفعول و آماید مضارع و آمایندہ فاعل و آمای امر۔ (پ، فش، ق)

آمیغ[1]: حقیقت (د، قغ)

آمیغی: بفتحۂ الف و کسر میم و یای معروف، بمعنی حقیقی۔ (آ، پ)

آہنت: بمعنیٔ نہی و زہی۔ (پ)

آواز: فارسی، عربی صدا۔ (فش، ن)

آوازِ اسپ: صہیل، شیہہ۔

آوازِ خوش: دستان۔

آوازِ ہولناک: صیحہ۔

آورخ[2]: بمعنیٔ افسوس۔ (پ)

آوردن: لانا۔ (فن) آورد، آوردہ، آرد، آرندہ، آر۔ نہفتہ مباد کہ مضارع را دربحثی کہ متعلق با اوست، باضافۂ

۱۔ دری کشا: ۶، تحتانی مجہول و غینِ معجمہ، حقیقت مقابلِ مجاز، و آمیغی بیای نسبت در آخر، حقیقی مقابلِ مجازی۔

۲۔ دری کشا: ۶، بفتحۂ واو و سکونِ غاء معجمہ، آہ و افسوس۔

واو نیز آید، آورد بحرکت را، آورنده، آور۔ (پ)

آوند: ترجمۂ ظرف[1] ست مطلق برتن - (د، فش، تغ، ق)

آونگ: بمعنی ریسمانِ خوشۂ انگور- و ریسمان کہ بسقف آویزند وچھینکا در ہندی خوانند۔ (پ، فش، ق، قن)

آونگان: یعنی سرنگون - (م)

آویزہ: پیرایہ ایست کہ در نرمۂ گوش سوراخ کنند وآن پیرایہ را دران اندازند تا آویزان باشد۔ اما آویزہ خصوصیت بگوش ندارد، در کلاہ و تاج و تخت و چتر نیز استعمال یابد۔ (فش، ق)

آہن: حدید، لوہا، (قن)

آہنِ سرد کوفتن: اشارہ بتقدیم کاری ناسودمند۔ (پ)

آہو: عیب، ہرن- (د، قن)

آہیختن: آختن، بیرون کشیدن، آہیخت، آہیخنہ۔ (پ)

آئینہ: آرسی - (قن)

آئینہ دار: آنرا گویند کہ آینہ و شانہ در تحویلِ وی باشد، وچون خواجہ دست نہ رو شوید، شانہ وآینہ پیش نہد، تا خواجہ روی را بنگرد و موی را شانہ زند۔ (فش، ق)

۱۔ لغتنامۂ فرس: ۱۰۴، میں کوزۂ آب اور برتن دو معنی لکھے ہیں۔

ا

ا: در ابتدای کلمه افادهٔ معنئ نفی کند چنانکه "جنبان" بمعنئ متحرک و "اجنبان" بمعنئ ساکن - و این الف در حرکت پیروِ حرفِ مابعدِ خود نباشد و پیوسته مفتوح بود - و بعدِ صیغهٔ امر تنها الف افادهٔ معنئ فاعلیت کند، مانندِ گویا و بینا و دانا - الفی که در وسطِ صیغهٔ مضارع آرند، دعائیه است، و الفی که در آخرِ صیغهٔ مضارع آرند، زائد - (فش، ق)

آبَد: انجامِ جاوید پیوند -

آبْدَان: در عربی جمعِ بدن است - (فش، ق)

آبُر: بدلی - (قن)

آبَر: بفتحتین، ترجمهٔ "علی" و مزید علیه "بر" مشهور است - (فش، ق)

اِبرام درطلبِ چیزی: مکاس۔ ومکیس، امالۂ آن۔
آبکار: مخففِ آبکار۔
آپکندن: افگندن۔
اَثاثُ البیت: کاچار، کاچال، متاعِ خانہ، اسبابِ خانہ۔
اَثیر: بثای مثلثہ وراى بى نقطہ بروزنِ اسیر، درعربی اسم
کرۂ نار است۔ (فش، ق)
اُجاغ: دیگدان، چولھا۔ (قن)
اَجداد: نیاگان۔
اُجنُبان: مرادفِ ناجنندہ، بمعنیٔ ساکن۔ (نش، ق)
اِحتیاج: نیاز۔
اَحمق: نادان، اوُت۔ (قن)
اختر: تارہ۔ (قن)
اختر روز: آفتاب۔ (نش، ق)
اِختلاط: لابہ، لاغ۔
اخگر: انگارہ۔ (قن)
اَخلُگندُو: جھنجھنا۔ (قن، دہلی اردو اخبار، شمارہ ۱۴ ج ۵ بابت
اپریل ۱۸۵۳ء)

اَخْواستی : ترجمۂ غیر ارادی ۔ (غش، ق)

ادب آموز : یعنی استاد ۔ (آ)

ارادی : خواستی ۔

اَژنَنگ : بمعنیٔ مرقعِ تصویرست مطلق[1] ۔ مگر چون آن را بسوی مانی مضاف گردانند، اژنگِ مانی و ارتنگِ مانوی خوانند بکسرۂ کافِ فارسی ۔ (پ، ق، م)

اَرْج : بمعنیٔ قدر و قیمت آید ۔ و بہا مرادفِ آنست ۔ و ارزش نیز ہم چنین ۔ (پ، فش، ق)

اَرْجمند : بمعنیٔ صاحبِ رتبہ، چہ "مند" افادہ بمعنیٔ صاحبی می کند ۔ (فش، ق)

اُردی بہشت : مدتِ ماندنِ آفتاب در ثور ۔ (د)

اَرْز : صیغۂ امر است از ارزیدن، و مثلِ سوز و ساز افادۂ معنیٔ مصدری می کند ۔ و چون ما بعد آن شین نقطہ دار آرند، معنیٔ حاصلِ مصدری دہد، چون سوزش و سازش و "ارج" بدلِ ارز است ۔ (فش، ق)

---

[1] لغت فرس : ۱۶۱، میں لکھا ہے کہ مانی کے مرقعِ تصاویر کا نام ہے اور دری میں یہی ایک لفظ ہے جس میں حرفِ ثا دیکھا گیا ہے ۔ یعنی صاحبِ لغتِ فرس کے نزدیک یہ لفظ ارژنگ کی جگہ اثرنگ ہے ۔

آرزانش : بروزنِ ہروانش، خیرات و ایثار، خیر خیرات۔
(تیغ، د، قش، ق)

آرزانی : محتاج و خیرات خوار۔ (تیغ)

آرزن : قسمتی از غلہ۔ (د)

آرزیدن : ارزید، ارزیدہ، ارزد، ارزندہ، ارز۔ (پ)

آرزیز : رانگ۔ (قن)

آرژنگ : بزای فارسی، اسم است و سہ مسمی دارد کہ ہر سہ
در ازمنۂ مختلفہ سمّی یکدیگر بودہ اند۔ نخست دیوی کہ
رستم آن را کشت۔ دوم گردی کہ طوس آن را کشت۔
سوم دیگر نقاشی کہ ہمچون مانی و بہزاد، درین فن صاحب
دستگاہ و نام آور بود، چنانکہ مولانا نظامی گنجوی، علیہ الرحمۃ
در شیرین و خسرو از زبانِ شیرین فرماید:
بتصویر و دلتم مانی و ارژنگ طرازِ سحر می بستند برسنگ
(پ، قش، ق)

آرژن : مرز، زمین۔ (قن)

آرژنہ : خورہ، اسم کرمی است۔

آرغنون : بغینِ مفتوح۔ اور مخفف اس کا "ارغن" اور مبدلہ

"ارگن" ہے۔ (آ، خ)

اَژَک: بالفِ مفتوح بروزنِ ذرک، قلعۂ کہ درمیانِ حصار باشد، قلعۂ کوچکی کہ درمیانِ قلعہ باشد، قلعۂ درونِ حصار۔ (پ، د، قغ)

اَرمَغان: بمعنیٰ سوغات (پ)

اَرنی: "رے" کی سکون و حرکت کے باب میں قولِ فیصل یہی ہے۔ ... اگر تقطیعِ شعر مساعدت کرجائے اور "ارنی" بروزنِ جمنی گنجایش پائے، تو نعم الاتفاق۔ ورنہ قاعدۂ تصرف مقتضیِ جواز ہے۔ (عس)

اَژوَند: بفتحِ الف، و "الوند" بلام نیز، نامِ کوہی است[1]۔ و نامِ دریائی نیز۔ و بضمۂ الف خلاصہ و زبدہ و بسیط را گویند کہ مقابلِ مرکب است۔

دساتیرِ پنجم مترجمِ دساتیر، اُژوند را بمعنیٰ چیزی آوردہ است کہ ہیچ چیز از خارج داخلِ آن نتواند شد[2]۔ آموزگارِ ہر مزدِ ثم عبدالصمد، گاہ گاہ در مکاتباتِ خود "اژوند بندہ" نوشتی

۱- لغتِ فرس: ۸۷، بمعنیٰ رود دجلہ، و ۱۰۰، بمعنیٰ تجربہ۔ دری کشا ۸۱، بضمِ الف۔

۲- "ترجمہ ہندی زبان میں "ٹھوس" کا لفظ ہوتا ہے۔ عربی میں ان معنوں کا لفظ "صمد" ہے۔" تیغ تیز۔

چون پژوہش رفت، فرمود کہ "اروند بندہ" مضاف و
مضاف الیہ مقلوب است، یعنی بندۂ اروند، بندۂ،
ترجمۂ عبد و اروند ترجمۂ صمد، نیز می فرمودند کہ
چون طبائع لطیف استعارہ را دوست دارند، اروند
را کہ اسم کوہی است، بمعنیٔ تمکین و وقار و شان و شوکت
نیز آرند۔ (فش، ق)

ازپا کار افتادن: بمعنیٔ رفتنِ انتظام و باطل شدنِ ترکیب
(پ)

اَژْوَر: بمعنیٔ لائق۔ (بر)

اَژْلاد: لفتحۂ الف، ہرگز۔ (د، تیغ)

اَژْدَر: اژدہا۔ (د)

اَژْدرشِکر: بشینِ مکسور و کافِ مفتوح، شکار کنندۂ اژدہا
(د، قط، تیغ)

اُسْبُوع: ہفتہ، آٹھوارہ۔

اسپ: گھوڑا۔ (ق)

اسپ سواری: ہیون۔

اِسْپَہْبُد و سِپَہْبُد: بحذفِ الف، سردارِ سپاہ را گویند و مجازاً

نفسِ ناطقہ را نیز نامند[1]۔ (پ)

اِسپید: سپید[2]۔ (تیغ)

اُستُخوان: ہڈی۔ (قن)

اُشتُر: حاشا کہ نامِ دابۂ مشہورہ 'اَشتَر' بفتحتین باشد۔ آن اُشتُر است بہر دو ضمہ بر وزنِ 'پُر دُر'۔ و 'شُتُر' مخفف آن دستور مزید علیہ، چنانکہ سعدی راست:

آن شنیدستی کہ وقتی تاجری — در بیابانی بیفتاد از ستور
گفت: "چشمِ تنگِ دنیادار را — یا قناعت پر کند، یا خاکِ گور"

(نش، ق)

۱۔ میرزا صاحب نے اس لفظ کو ہر جگہ 'اسپہبُد' بضمِ با، لکھا ہے۔ درِ کشا: ۹، اس کی حمایت کرتی ہے۔ لیکن جیسا کہ فرہنگِ انجمن آرای ناصری میں تصریح کی ہے، 'بَد' بفتحِ با کے معنی دارندہ اور صاحب ہیں۔ اور سپہبد وغیرہ کے آخر میں یہی لفظ واقع ہے، اسی لیے بفتحِ با پڑھنا چاہیے۔ فردوسی کہتا ہے: چو برداشت پردہ ز در سپہبد، سیاوش همی بود ترسان ز بد۔ لغتِ فرس: ۱۰۸۔

۲۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں: "اصل اس کی یہ ہے کہ سپید و شکم دو لغت جدا ہیں۔ ان پر الفِ وصل لاتے ہیں، چاہو کہو، یعنی اشکم و اسپید کو لغتِ اصلی اور شکم و سپید کو مخفف کہو۔" (تیغ)

اُشتُرون : بہمزۂ مضمومہ و تای فوقانی مضموم ، زنِ عقیمہ یا بانجھ (فش، ق، قن)

اُشترہ : آلۂ حجامت ۔ (فش، ق)

اِستِعذار : پوزش، پزش

اِستغاثہ : دادخواہی ، جامۂ کاغذی پوشیدن ، مشعل بکف گرفتن۔

استفادہ : در پیش زانو نشستن ۔

استقبال : پزیرہ ۔

آستہ : بر وزنِ دستہ ، بمعنیٔ تخمِ پر خی از میوہ ۔ و آن خود مبدل منۂ ''خستہ'' است ۔ و آن را چنانکہ ''استہ'' گویند ، ''ہستہ'' نیز خوانند ۔ (فش، ق)

استہزا : فسوس، کلاغ گرفتن ۔

اِسفَندارمَز و اسفندارمز : ہم نامِ ماہست ، و ہم نامِ روز ، و ہم نامِ سروش ۔ (فش، ق)

اُسلوب : سان، طرز ۔

اسم : نام (قن)

اُشتُر : اونٹ ۔ (قن)

اُشتُلم : بضمۂ الف و ضمۂ تا و ضمۂ لام ، شدت ۔ (د، تغ)

اِشتیاق : شادخواست ، خواہش ۔
اُشغُر : بوزنِ اُشتُر، اسمِ جانوری است خار دار کہ بہندی "سیہہ" گویند ۔ (پ ، قن)
اِشکم : شکم ۔ (تیغ)
اَشکوب : بوزنِ اَجہود ، عبارت از درجۂ عمارت ۔ (پ)
اِشگرف : شِگرف ، نادر ، عجیب ۔
اِصطِکاک : بمعنیٔ آوازِ گشودنِ در (آ)
اَصَمّ : آگندہ گوش ۔
اِطاعت : سر نہادن ، گردن نہادن ۔
اِعتراض کردن بر کلام : انگشت بحرف نہادن ۔
اِعتراف : خط دادن ، اقرار ۔
اِعتکاف : گوشے میں بیٹھنا ۔ (قن)
اَعُمّ : بنفشہ بلفظِ عربی ۔ (آ ، خ)
اُفتَد : واقع شود ۔ (آ ، خ)
اَفَدسْتائی[1] : یعنی نیایش ۔ (م)

۱۔ لغت فرس : ۵ ، میں "افدستا" کو بسکونِ فا و دال و کسرِ سین لکھ کر بتایا ہے کہ یہ پہلوی لفظ ہے جو "افد" بمعنی شگفت اور "ستا" بمعنی ستایش سے مرکب ہے ۔

افراختن : افراخت، افراخته۔ بجای خا، شین نیز آید، یعنی افراشتن افراشت، افراشته۔ بحث مضارع در ہر دو صورت افرازد، افرازنده، افراز، سراسر بحث بحذفِ الف نیز مسموع است۔ (پ)

افراز : بتقدیم رای بی نقطه، صیغهٔ امر است از افراشتن۔ (فش، ق)

اِفراطِ زحمت و رنج : در آب و آتش بودن۔

افروختن : افروخت، افروخته، افروزد، افروزنده، افروز۔ بحث مضارع بحذفِ الف نیز آید۔ لیکن در بحثِ مصدر حذفِ الف نتوان کرد، چه اندران صورت افروختن و افروخت، فروختن و فروخت می گردد، و آن بمعنی است جداگانه بمعنیٔ جداگانه۔ (پ)

افروختنِ چراغ : برکردنِ چراغ۔

افزا : صیغهٔ امر است از فزودن۔ (فش، ق)

افزار : بتقدیم زای نقطه دار، و در عرفِ ہند اوزار گویند، بمعنیٔ آله که جمع آن آلات است۔ (د، فش، ق)

افزودن : افزود، افزوده، افزاید، افزای۔ سراسر بحث بحذفِ الف نیز جائز۔ (پ)

اَفْسار: بمعنیٔ پوزی۔ (آ، بہ، خ، د، س، قن، م)
اَفْسَر: تاج۔ (آ، خ، د)
اَفْسُردن: افسرد، افسرده، نژند، افسرِد، بحرکتِ را۔ فاعل وامر
مسموع نیست۔ واین بحث بحذفِ الف نیز می آید۔ (پ)
افسوس: بالفِ مفتوح وواوِ مجهول، در فارسی بمعنیٔ حسرت
وحیف ومرادفِ دریغ است۔ (فش، ق)
اَفْشار: نامِ قومی است از مغولِ ایرانیہ۔ قبیلہ مشلہا۔ (فش، ق)
اَفْشُردن وفِشُردن: بیش از سہ معنی ندارد۔ یکی از جامۂ نمناک
یا از میوۂ تازه آب گرفتن، ہندیٔ آن نچوڑنا۔ دوم بزور
در آغوش گرفتن یا بہ شکنجہ کشیدن، ہندیٔ آن بھینچنا۔
سہ دیگر چون با قدم یا باپای استعمال کنند، معنیٔ استوار
کردن دہد، ہندیٔ آن گاڑھنا۔ افشرد، افشرده، افشرِد
بحرکتِ را مضارع ونیز باضافۂ الف، یعنی افشارد۔ وفاعل
وامر ازین مضارع استخراج شاید، افشارنده، افشار
سراسر این بحث بحذفِ الف نیز آید۔ (پ، فش، ق)
افطار: روزه کھولنا۔
اُفقِ شرقی: کنایہ خاوری۔

افکندن: بفتحۂ ہمزہ و فتحۂ کافِ عربی، مصدری است پارسی و آن را "اپکندن" نیز نویسند و مبدلِ آن "اوکندن" است بلکہ "اوژندن" نیز، چنانکہ "شیر افکن" را "شیر اوژن" نویسند در صورتِ اول مضارع "افکند" خواہد آمد و باز "اوکند" و "اپکند" و "اوژند" ہر چہار بحرکتِ اول و ثالث۔ "افکند"، "افکندہ"، "افکند" بحرکتِ نون، "افکنندہ"، "افکن"، سراسر بحذفِ الف نیز مسموع۔ (پ، فش، ق)

اقامت: آبخورد۔

اقرار: خط دادن، اعتراف کردن۔

اَکدِش: بالف و دالِ مکسور، دو تخمہ، خواہی انسان و خواہی اسپ کہ آن را "مُخَنَّس" گویند، آن کہ پدرش از قومِ دیگر باشد و مادرش از قومِ دیگر۔ (پ، فبح، ق)

اُلاغ: خر، گدھا۔ (فن)

الخال: ہمیدن۔

اَلفُغتن: بفتحۂ الف و ضمۂ فا[۱]، بوزنِ افشردن، مرادفِ اندوختن

۱۔ لغتِ فرس: ۳۰۷، میں بفتحِ فا لکھ کر رودکی کا جو شعر مثال میں پیش کیا ہے اُس میں بخت اور لخت قافیے ہیں، نیز لفظِ الفغدہ بمعنئ اندوختہ کو بھی بفتحِ فا ہی لکھا ہے:

۳۳۴۔ دراصل یہ بھی الفغتہ ہی کا ایک لہجہ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسدی کے نزدیک ضمۂ فا کی جگہ فتحہ دیا ہے۔

جمع کرنا۔ الفخت، الفخته یعنی اندوخته، الفخد بفای مفتوح، الفخم بمعنیٔ اندوزم، الفخنده، الفغ۔ معلوم باد که از الفخد که مضارع است، الفخیدن پدید می آید (پ، د، فغ، فش، ق، م)

الفِ صیقل: عبارت از آن خطِ مستطیل است که ہنگامِ زدودنِ آیینهٔ فولادی بر سطحِ آیینه پدید آید۔ (م)

اَلنگ: بفتحهٔ ہمزه و فتحهٔ لام، اسم دیواری است که روبروی لشکر کشند۔ و در ہندی قریب بدین معنی۔ (فش، ق)

امام: پیرو دستور، پیشوای دین۔ (قن)

اُمّت: پرسانِ نبی۔

امروز: آج۔ (قن)

اَمشاسپند: بمعنیٔ فرشتهٔ رحمت۔ (پ)

امید: آس۔ (قن)

اَمیر: مرادفِ نامیرنده۔ و در ہندی نامیرنده را امر بفتحتین گویند۔ (فش، ق)

اَنباشتن: مصدرِ اصلی است، و انبارد مضارع و انبار امر (فش، ق)

۱۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں: "فولاد کی جس چیز کو صیقل کرو گے، بے شبہہ پہلے ایک لکیر پڑے گی۔ اس کو الفِ صیقل کہتے ہیں۔" (آ، خ، ع)

انباغ: بفتحۂ الف، بمعنئ دو زن کہ یک شوہر داشتہ باشند۔ و آن را بہندی سوت و سوکن نامند۔ (پ، قن، م)

انبان: بفتحہ، گون یا بورا۔ (د، قغ)

انبر[1]: بوزنِ قنبر، افزاری کہ آتش بدان کشند، و آن را دسپنا نامند۔ (پ، قن)

انبساط: لاپ، لاغ۔

انبوبہ: بوزنِ منصوبہ، لولہ را نامند کہ ہندی آن ٹونٹی است (پ)

انبودن: مصدر ست بدالِ بی نقطہ[2] بروزنِ افزودن، بمعنئ بہم آوردن و برہم نہادن۔ ع: باغبانی بنفشہ می انبود۔

۱۔ لغتِ فرس: ۱۴۸، اور انجمن آرای ناصری میں 'انبر' کو بفتحِ اول و ضمِ ثالث و سکونِ ثانی لکھا ہے۔ خود میرزا صاحب نے بھی قادر نامہ میں انبر کا مرادف علیہ انبورہ درج کیا ہے، جو اس کا ثبوت ہے کہ انبر کی با مضموم ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہاں انبر کو بوزنِ قنبر لکھنے میں سہو ہوا۔

۲۔ میرزا صاحب کو اس لفظ کے بذالِ منقوطہ اور بمعنئ آفرینش ہونے سے انکار ہے، حالانکہ لغتِ فرس: ۳۹۲ میں بمعنئ آفرینش لکھ کر رودکی کا یہ شعر سند میں پیش کیا ہے:

بود ختت در خاک باشد یا فنی؛ ہمچنان کز خاک بود انبوذنت

یعنی گلہای بنفشہ می چید؛ بردی ہم می نہاد۔ (فش، ق)

اَنْبُوْر: اَنبر، دسپنا۔ (قن)

اَنْبہ: آم۔ (قن)

انتظام: آراستہ شدن۔

انتظاری: بمعنیٔ انتظار۔ (عس)

انجام جاوید پیوند: ترجمۂ ابد۔ (م)

انجامِ گزارش: فرجام۔

انداختن: ڈالنا۔ (قن)

اندام: بنون لغت فارسی است۔ (فش، ق)

اندراج: آمودن۔

اندرز: پند، نصیحت۔ (قن)

اندرزوا: بمعنیٔ سرنگون۔ و "درزوا" نیز مستعمل است۔ (پ)

اندک: کم۔ اور اندکی کا لفظ بھی اس معنی (یعنی سلبِ کلی) میں

آتا ہے، بقولِ نظامی:

۔ میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ "انتظاری بمعنیٔ انتظار اساتذہ

کے اِں فارسی میں موجود ہے۔"

۔ دری کشا: ۱۰، بفتحِ اول و سوم۔

پس و پیش چون آفتابم یکی ست فرو غم فراوان، فریب اندکی ست

یعنی فریب بالکل نہیں، نہ یہ کہ کچھ ہے۔ (فن، ن)

اندوختن : الفتن، جمع کرنا۔ اندوخت، اندوختہ، اندوزد، اندوزندہ، اندوز۔ (پ، د، ق؛ فش)

اندوختی : توختی۔

اندودن : اندود، اندودہ، انداید، اندایندہ، اندای۔ (پ)

آندِی : بالفِ مفتوح و دالِ مکسور، مرادفِ پہنائی، عددِ مجہول را گویند۔ (د۔م)[1]

اندیشیدن : بیگالیدن۔

انقلاب : چادرِ گردش، تغیرِ حال۔

انکارِ وجودِ بدیہی : آسمان با پرہ پوشیدن۔

انگارہ : بمعنئ نقشِ ناتمام است کہ این را گردہ، بلغتہ ڈبیرنگا نیز گویند۔ و حاکا ہندی آنست۔ دیگر ہر آہن و سنگ و چوب را کہ ہیئتی خاص نداشتہ باشد و ہر ہیکیری کہ خواہند ازان توانند ساخت، انگارہ نامند۔ متاخرین کہ استعارہ شیوۂ ایشانست گزارگفتنِ سرگزشت را نیز انگارہ

۱۔ مقع میں ہے: " اندی بروزنِ چندی عددِ مجہول "

کردن سرگزشت، گفته اند و تا تمام گزاشتن گفتار و کردار
را انگارد گزاشتن آن قول و فعل نوشته اند۔ (پ، د،
قش، ق، م)

انگبین: شہد، عسل۔ (آ، قن)

انگشت بحرف نہادن: بمعنی اعتراض کردن بر کلام۔ (پ)

انگشتری: خاتم[1]۔ (آ)

انگوزہ: ہینگ۔ (قن)

انگیختن: انگیخت، انگیختہ، انگیزد، انگیزندہ۔ انگیز۔ (پ)

آوارہ: اوارجہ کہ مزید علیہ اوست، لفظی ست غیر متصرف بمعنی
دفتر حساب۔ (قش، ق)

آوباریدن: ناخائیدہ فرو بردن۔ اوبار صیغۂ امر، و در آخر
تحتانی (اوباری) مثلہ۔ (مک)

آودر: بہر دو فتحہ، بمعنی عم، یعنی برادر پدر، چچا۔ (د، م)

آورگ: بالف مفتوح لواو پیوستہ و رای مفتوح بکاف فارسی
زدہ، بمعنی ریسمانی کہ آن را بسقف یا شاخ درخت بندند
و بپا بران گزارند و بہوا آیند و روند۔ و بہندی جھولا نامند۔ (پ)

۱۔ میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ "خاتم بمعنی نگین غلط"۔ (T)

اُورمُزد: اُرمزد و هُرمزد و هُرمز، هرچهار لفظ بزای هوز اسمِ مشتریست که کوکبِ علم است۔ (فق، ق)

اَوَرنْد: قلبِ اَروندست که بفتحۂ نخستین و سومین می آید و رای قرشت بلام مبدل می گردد۔ و چنانکه پیش ازین نوشتیم استعارۂ فر و شوکت و وقار و عظمت نیز دارد۔ (فق، ق)

اَوْرَنگ: به در آمدنِ رای قرشت در میانِ واو و نون، بمعنی[1] تختشا۔ (فق، ق)

اوژندن: افگندن، اوکندن مبدل من افگندن۔

اوفتادن: اوفتاد، اوفتادہ، اوفتہ، اوفت فاعل این نیز مسموع نیست۔ همانا بجهت این بوده باشد که اوفتادن فعل اضطراریست نه اختیاری۔ دیگر باید دانست که این بحث بحذفِ واو نیز آید، یعنی افتادن بلکه بحذفِ الف نیز رواست یعنی فتادن۔ (پ)

۱۔ میرزا صاحب فرماتے ہیں: "تختہ اورنگ سلاطین کے جلوس کے واسطے ایسا وسادہ و مسند امرا کے جلوس کے واسطے موضوع ہے۔ انظر اسی اصل پر سلطان کو زیب افزای اورنگ یعنی زینت بخش تختِ سلطنت، اور امیر کو زینت بخش مسند، بے افزایشِ لفظ آیا ہے" (نامۂ غالب شاملِ عودِ ہندی)

اوبژہ: ناپاک را گویند۔ (فش، ق)

آی: حرفِ ندا۔ (ش)

ایبک: بہمزۂ مفتوح و موحدۂ مفتوح، قومی از اقوام ترک۔ (کم)

ایپتا: بروزنِ زیبتا، در ہر دو زبان اسم آفتاب۔ (فش، ق)

ایثار: ارزانش۔

ایستادن: دا ستادن و ستادن، بمعنیٔ قیام آمدہ است۔ و چون مصدر بسہ صورت نیست، ہر آئینہ مضارع نیز سہ صورت دارد۔ ایستد، استد و ستد، بسینِ مکسور و تای مفتوح۔ و حال مشتقاتِ دیگر نیز ہمچنین۔ (پ، فش، ق)

ایطا: وہ قافیہ ہے کہ جو دو حرف ایک صورت کے ہوں، جیسے الفِ فاعل گویا و بینا و شنوا، اور نون دالِ مضارع جیسے پزند و شکنند، اور الف نون حالیہ کا مانند گریان و خندان پس اگر یہ مطلع میں آپڑے تو ایطای جلی ہے اور اگر غزل یا قصیدے میں بطریقِ تکرارِ قافیہ ہو، تو ایطای خفی ہے۔ (ل)

اگینیہ: بالفِ مکسور و یای مجہول و کافِ عربی مضموم بمعنیٔ بزرگ و جا ہمند۔ (فش، ق)

ایل: بالفِ مکسور و یای مجہول درزبانِ مغل گروہ را گویند، و بمعنی مطیع نیز آمدہ (فش، ق)

ایلچی: وخشور۔

ایستا: بالف مکسور و یای تحتانی و نون و تای فوقانی زدہ، بمعنی تھمی ہوئی۔ (د، پ ص ۴۸ ک، دہلی اردو اخبار شمارہ ۱۴ جلد ۱۵ بابت ۱۳ اپریل ۱۸۵۳ء)

ایوارہ[1]: بفتح الف، بمعنی سفر روزانہ۔ (د، پ ک، د)

ایوان: محلات بیان در ہندی ترجمۂ ابوالحسن (ق، ق)

۱- انجمن آرا میں اس لفظ کو بروزن دیوار لکھا ہے۔ یہی رائے صاحب دری کشا کی ہے۔ اس نے معنی یہ لکھا ہے کہ "وقت عصر مقابل شبگیر یعنی صبح آتا"

ب

ب: موحدہ "علی" کے معنی بھی دیتی ہے، پس جو کچھ "بر" سے مراد تھی، وہ بای موحدہ سے حاصل ہو گئی۔ اور اگر بای موحدہ کے معنی معیت کے لیں، تو بھی درست ہے۔ (آ، خ)

باب: در۔

باج: ساو، خراج۔

باختر: بمعنی مغرب۔ (ذ، ق، م)

باختن: کھیلنا۔ باختن، باختہ، بازد، بازندہ، باز۔ (ب، قن)

باخرس در جوال شدن: عبارت ہے صحبت سے، خواہ منفعت کے واسطے ہو، خواہ محبت سے۔ (س)

باخہ: اسم کشف۔ (آنرا سنگ پشت نیز گویند کچھوا (پ، قن)

باد: باد۔ (قن)

باد افراہ: (بادافرہ، سزای کردار بد۔ (ب، د، م)

بادِ بریں: بحرکت دال، پچھوا ہوا۔ (د، وتیغ)
بادِپیران: در معنی مرادف بادخوان و بادفروش است، یعنی مردم ستای و خوشامدگوی۔ فرق درین سہ لفظ جز اینقدر نیست که بادخوان و بادفروش آنرا خوانند که ستایش و خوشامد پیشۂ خویش کند و جز این، ہنری نداشته باشد۔ و آنرا در ہندی بھاٹ گویند۔ و بادپیران آنرا نامند که ستایش آیین وی باشد، نه پیشه۔ چنانکه ندیمان امیران را ستایند۔ و تشدید رای مہمله درین لفظ نه ضروریست نه ممنوع، بلکه تخفیف افصح است۔ ظہوری فرماید:

در کوی تو پرواز کنان بلبل و قمری
گل، بادپیران، سرو، ہوادار ندارد

(فش، ق)

بادزه: و بادفره اسمِ چرمی مدور که ریسمانی دران انداخته بگردانند۔ و ہندی آن پھرکی است۔ (پ، فن)
بادنجان: بیگن۔ (فن)
باره: دخل۔ (د)
بارگاه: فرگاه، حضرت۔ (د، س، فش، ق)

بارنامہ: رونق۔ (پ، د)

بارو: فصیل۔ (د، م)

بارہ: قلعہ، دیوار (د، م، فن)

باز: پھر، کھلا۔ باز باوجود معانی دیگر افادۂ معنی مدت نیز می کند، چنانکہ از دیر بازو از کودکی بازو از زمان باز۔ (آ، فش، ق، فن)

باس: در لسانین مشترکست۔ بزبان دری افادہ بمعنی بعید و در عرف اہل ہند ایا بمعنی قریب، چنانکہ آب و نان دیینہ و دو شینہ را باسی خوانند۔ دیگر باس در ہندی بمعنی سکونت ست و در فارسی باش و باشندہ دیدہ و باش نویسند و گویند۔ و تبدل شین منقوطہ بسین بی نقطہ در ہر دو زبان دستور است۔ (فش، ق)

باستان: بیای موحدہ، قدیم۔ (د)

باسک: آسا، دہان درہ، خمیازہ، جمائی۔

باطل شدن ترکیب: از پیکار افتادن۔

باطل کردن: خط کشیدن، قلم کھینچنا، محو کردن۔

بافتن: بافت، بافد، بافندہ، بافت۔ بافندہ، جولاہ، جولا، حائک، جولاہا۔ (دیباچہ، فش، ق)

بالا: ہم قامت را گویند و ہم رفیع را و ہم افادۂ معنی مقدار کند

در بلندی، چون نیزہ بالا و پیل بالا۔ (فش، ق)

بالاخوانی: خود را افزون تر از اندازہ ستودن۔ (پ)

بالان: بموحدہ در فارسی مرادف آستان و دالان بواو مبدل شد آن۔ (فش)

بالش: تکیہ۔ (خ، قق)

بالکانہ: تابدان[1]۔ (پ)

بالیدن: بالید، بالیدہ، بالا، بالندہ، بال (پ)

بام: کوٹھا۔ (قق)

بانگ: آواز۔ (قق)

بانو: بموحدہ والف ونون مضموم و واو مجہول، مرادف خاتون۔ است در فارسی، و بٹو بحذف الف و تشدید نون در ہندی۔ (فش، ق)

باہو[2]: چوبدستی را گویند کہ شبانان دارند۔ (فش)

بایستن: بایست، بایستہ، باید مضارع۔ این را فاعل وامر

۱۔ لغت فرس: ۲۶۴ "بالکانہ دری کوچک بود در دیوار کہ از پنہان بیرون نگرند۔ و بود نیز کہ مشبک باشد۔"

۲۔ غالب نے اس لفظ کو غلطی سے ماہو بالمیم لکھدیا ہے۔

نہ باشد۔ (پ)

بپای: صیغۂ امر ست از پائیدن با ضافۂ بای زائدہ۔ (فش، ق)

بپیکن: مبدل بشکن است کہ آن صیغۂ امر ست از شکستن

بای موحدہ از زوائد است۔ (فش، ق)

بپوستین افتادن: بمعنی غیبت کردن۔ (پ)

بت پرست: دشمن۔

بتیارہ: بہ بای مفتوح[1]، بلا، بجہد مصد۔ (د، قع)

بحر: دریا۔ (ق)

بچراغ رسیدن: بمعنی توانگر شدن۔ (پ)

بخت: ہمالک۔ (ق)

بخشی: شتر مست۔ (م)

بخش: بمعنی حصہ و بہرہ۔ (فش، ق)

بخود فرو شدن: بمعنی متفکر و متحیر بودن۔ (پ)

بخور: کلہ (ق)

بخیہ بر روی کار افتادن: بمعنی ظاہر شدن امری پوشیدہ (پ)

بخیہ زدن: آزردن۔

۱۔ لغت فرس: ۲۳۵، رشیدی اسراج اور دوسری کتابوں میں بہای فارسی لکھا ہے۔

بد : نکوہیدہ ، بُرا۔

بدا : لغتہ بد معروفست ، والف افادۂ معنی کثرت کند۔ بسیار بد۔ (بر ، د ، وقیع ، س ، م ، کمند)

بدخو : دژخیم۔

بدخوئی : خشم ، غصہ۔ (قن)

بدر زدن : اگرچہ لغوی معنی اس کے ہیں باہر مارنا یعنی بدر = باہر اور زدن مارنا۔ لیکن روزمرہ میں اس کا ترجمہ نکل جانا۔ (آ)

بدرمان درمان : درعلاج عاجز۔ (د)

بُدی : مخفف بودی۔ (س)

بذر : بذال ثخذ بوزن و صورت نذر ، در عربی تخم را گویند۔ (ق ، ق)

بر : بر و فر بمعنی علی۔ (ق ق)

برابر دو بدن دوکس : یکجا دو بدن۔

برادر : بھائی۔ (قن)

برادر پدر : اودر ، عم ، چچا۔

برآمدن : در آمدن کا استعمال بعض متاخرین نے عام کر دیا ہے یعنی در آید سے بر آید کے معنی لیے ہیں۔ لیکن درکشیدن اور

ہے اور کشیدن اور کشیدن کی جگہ درکشیدن، بلکہ برکشیدن کی جگہ درکشیدن نہ چاہیے۔ (آ)

برآوَرْد: تخرجہ۔ (د)

بَرایہ: بہای مفتوح سبب۔ (د، دفخ)

بَرلَسْت: بفتحتین، بمعنیٔ قاعدہ، قانون۔ (د، م)

برتافتن: برکاشتن۔

برجِ ثور: گاد۔

برجِ عقرب: کژدم۔

برجیس: زاوش، سعدِ اکبر، مشتری۔

بَرخ: بمعنیٔ پارہ و لخت است۔ و بَرخی بمعنیٔ لختی و پارہ۔ (دفش، ق)

برخود بالیدن: کنایہ از ناز کردن و فخر کردن۔ (پ)

بَرخی: بفتحتین بر وزن دَرکی، بمعنیٔ صدقہ و قربان۔ (م، پ)

برخیزد: اُٹھو (ق) برداروبرد: اُچکا، اٹھائی گیرا۔ (تیغ)

بَردن، بَرد، بُردہ، بَرندہ بکسرکشف فتحی مرا، برندہ۔ (پ)

بُرزَہ: کہ قافیۂ اَرز و مَرز است در فارسی بمعنیٔ زراعت آمدہ است۔ (دفش، ق)

برزه: برزگر، اسم فاعل زراعت است، بمعنی کشاورز، چنانکه
ناصر خسرو علوی فرماید:

چه ورزه به ابکار بسپردن رود
یکی نان نگیرد بسیر بفصل

دیگری سرمایه باغ برزگری واشتی یکی تازه باغ - در شعر
اول ورزه مبدل منه برزه است - و ابکار مخفف آبکار
و آبکار مقلوب کاریاب - حاصل آنکه چون کشتا ورز بهر
آب دادن کشت از ده بدشت میرود، نان با خود میبرد
واین ازاتفاقست که بذر بذال ثخذ، بوزن و صورت
نذری در عربی تخم را گویند - و هم اندیشاست که در ایران
روزگار هرکجا برزگر دیده اند بذرگر نوشته اند - (فش، ق)

برزن: بہرہ و حصہ، محلہ - (د)

برسان: بمعنی است آمده - ابابی مضاف الیه تیار ندارد، یعنی
برسان فلان نبی - وآن خود پیداست که بر به معنی علی
و سان بمعنی طرز و اسلوب است - (فش، ق)

برشتم: کو مسواک ازروی مجاز کہتے ہیں - ورنہ وہ دانتوں نہیں
جو داتن مانجھنے کا آلہ ہے - ایک روئیدگی خاص کی نرم نرم

شناخلین ہیں کہ ترنّد پڑھتے وقت ہات بیں رکھتے ہیں۔ (تیغ)
برشتن: بباء دراء مکسور، برشت۔ این را مضارع نباشد۔ (پ)
بُرِّش دید: بضمہ باء موحدہ و تشدید راء قرشت مکسور بشین زدہ، ترجمۂ قطعِ نظر۔ (د، م)
برشکستن محفل: عبارت از پراگندہ شدن مردم آن مجمع (پ)
برق: آذرگشسب، بجلی۔ (د، ق)
برگاشتن: مرادف برتافتن و گردانیدن و گرداییدن است۔ دتا این کلمۂ ثنائی، یعنی باء ابجد و راء قرشت در اول نفزایند، معنیٔ گرداندن ندہد۔ وتا لفظ رو یا رخ در اول نیارند، تنہا برگاشتن معنیٔ روگرداندن زنہار ندہد۔ (قش، ق)
بَرکت شدن: بفتحِ با و فتحِ را و فتحِ کاف، بمعنیٔ تمام شدن آید۔ (پ)
برکردنِ چراغ: بمعنیٔ افروختنِ چراغ۔ (پ)
بِرکہ: بکسرۂ باء موحدہ و فتحۂ کافِ تازی و اخفای ہای ہوز، بمعنیٔ حوض۔ (م)

۱۔ لیکن دقش میں بحرکت نہیں، لکھا ہے۔

برگ: پتا ساز وسامان۔ (قن)

برگ ریز: پائیز، خزان۔

برگِ عافیت: مایۂ آرام۔ (ع)

بُرنا: نوجوان۔ (د، نظ، قن)

بُرنہاد: بمعنیٔ دستور و قانون و قاعدہ۔ (د، م)

بروت: سبلت، مونچھ۔ (قن)

بُرون: بمعنیٔ سوا۔ (د)

بروی ہم نہادن: انبودن۔

بَرِّہ: حمل، میمنہ۔ (د)

برہنہ: ننگا، عریان۔

بَرید: بروزنِ بعید، بمعنیٔ قاصد۔ (م)

بریدن: کاٹنا، ببرید، بریدہ، برو بیای مضموم، برندہ
این بحث بتشدید یرا نیز می آید۔ (پ، قن)

بریدم من از فراغ: یعنی قطعِ نظر کردم از فراغ و نومید شدم
از فراغ۔ (آ، پ، قن)

برہیمی: علوی۔ برہیمیان: علویان۔ (د)

برزنگ: فربود، بیہ۔

بزرگی : فرتاب ، پرتاب
بزور در آغوش کشیدن : افشردن ، فشردن ، بھینچنا۔
بزور فرو کردن چیزی در چیزی : سپوختن۔
بزہ مند : یعنی مجرم۔ (م)
بَست : بفتح با ، صیغۂ ماضی ، و اسم طنابی است کہ در اِصطبلِ
خسروانِ ایران بندند و ہر گنہگار کہ خود را بوی رساند، از
انتقام ایمن باشد[1] (پ)
بِشت : بیں ، تومان ، ثمن۔ (قن)
بِستر : بچھونا۔ (قن)
بَستن : باندھنا۔ بست ، بستہ ، بندد ، بندندہ ، بند۔ فاعلِ این
در عبارت بکار نمی رود۔ (پ ، قن)
بسرِ زلفِ سخن رفتن : یعنی بنازِ تنکبر حرف زدن۔ (پ)
بسفر رفتن : پاخاکی کردن۔
بسپارید : بدا۔

1۔ انجمن آرای میں لکھا ہے : " و در این زمان اصطلاح شدہ کہ مردی کہ
از بیم با صطبلِ پادشاہ گریزد یا در مرقدِ امامزادہ پناہ بردہ بنشیند
تا بتحقیقِ امرِ او برسند، گویند : بست نشستہ "

پشمل : لغتی است یا ثانی ولفظی است قدیم بمعنی ندا پشتہ و کلو بریدہ ۔ (فش ، ق)

پیچ : لغت فارسی ، بمعنی قصد است ۔ (بہ فش ، ق ، م)

پسیط : آروند ، آلوند ۔

پشانچہ کشیدن : افشردن ، فشردن ، بھینچنا ۔

پشنو : صیغہ امر است از شنیدن ۔ ترجمہ کن ، یعنی ، بولنا ۔ (رقع)

پشتی الشتر : دبیا ز ۔

پگر سیز : سہاگ ۔ (ش)

پگزار : قرویل ۔

بگو وبشنو : دو صیغہ امر ہیں گفتن وشنیدن کے اور ان پر موحدہ زائدہ ہے ۔ مضارع گوید وشنود اور امر گو اور شنو ۔ (تیغ)

بلبل : ہزار ، ہزار دستان ، ہزار آوا ۔

بلند آوازہ گشتن : بمعنی شہرت ۔ (فش ، ق)

بنا بآب رسیدن : لازمی اور بنا بہ آب رسانیدن ، متعدی باجماع جمہور اسناد میں سے ہے ۔ یعنی ہم بمعنی استحکام وہم بمعنی

---

۱ - انجمن آرا : با اول مفتوح وثانی مکسور و بای مجہول ، در لغت فرس : ،، " بیاتی فارسی "

انہدام - درصورتِ استحکام نیو کا گہرا کھودنا مقصود ہے۔
اور درصورتِ انہدام، لطمۂ امواجِ سیلاب مدِّ نظر ہے۔
آب دربنا رسیدن، بمعنیٔ خرابیٔ بنیاد قیاس ہے۔ اساتذہ کے
کلام میں میں نے نہیں دیکھا۔ اگر آیا ہو تو درست ہے۔ ہاں،
بآب رسانیدنِ بنا کہ بظاہر "آب دربنا رسیدن" کا متعدی
فیہ ہے، بلغا کے کلام میں نظر آیا ہے۔ لیکن اضداد میں سے
ہے۔ بمعنیٔ ویرانی۔ بنا مستعمل و ہم بمعنیٔ استحکامِ بنا۔ اس کا
لازم ڈھونڈیے، تو رسیدنِ بنا بآب ہے، نہ رسیدنِ آب
دربنا، جیسا کہ نعمت خانِ عالی کہتا ہے:

نیست محکم، گر رسد بنیادِ دنیا تا بہ آب
چون حباب، این خانہ بی بنیاد میدانیم ما

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسیدنِ بنا تا بآب موجبِ استحکام
ہے۔ اور شاعر با وجود دلیلِ استحکامِ بنا کو نا استوار جانتا
ہے۔ صائب کہتا ہے:

چگونہ شمعِ تجلی ز رشک نگدازد؟
رُخِ تو خانۂ آئینہ را بآب رساند

حاجی محمد جان قدسی:

بگوشِ عطایش رساند این خطاب
کہ بنیادِ کان را رساند بہ آب

یہ دونوں شعر مفیدِ معنیٔ ویرانی ہیں۔ قصہ مختصر، بآب رسیدنِ بنا، خرابیٔ خانہ و بآب رسانیدن، متعدیٔ آن و رسیدنِ آب در بنا، نامسموع۔ (رع، عس)

بنابران: لاد بران۔

بناز و تکبر حرف زدن: بسر زلفِ سخن رفتن۔

بُندار: بمعنیٔ داروغۂ توشک (توشہ) خانہ۔ (ایا، پپ، س)

بُندباز: بمعنیٔ رسن باز۔ و ریسمان باز نیز گویند۔ و آن را بہندی نٹ گویند۔ (پ)

بندگی: عبادت۔ (فن)

بُنده: ببای موحدۂ مضموم است۔ بُنده بروزن گُنده، و بند بروزنِ تند، چنانکہ بوند در ہندی باندک تغیر از توافقِ لسانین است۔ (فش، تق)

بنوا آوردن: چنگ و نی و امثال این را نواختن۔

بَوار: ببای مفتوحہ بمعنیٔ مانند۔ (م)

بودن: بود، بوده، بو بجز کنندہ داد۔ چون از بن مضارع

استخراجِ فاعل و امر نخواستند، این مصدر را مضارع دیگر دادند و فاعل و امر ازان بدر کشیدند۔ باشد، باشندہ، باش۔ (پ)

بود اور باشد کہ دونوں صیغے مضارع کے ہیں، بمعنیٔ ہست البتہ آتے ہیں۔ (آ)

بوسہ: چھی، ترجمۂ قُبلہ۔ (قن، م)

بوسیدن: بوسید، بوسیدہ، بوسد، بوسندہ، بوس۔ و آن بدو معنی است۔ وفاعلِ آن بمعنیٔ دوم رسم نیست۔ (پ)

بوشاسپ: و بوشیاسپ[1] قلبِ ہمدیگرد در معنی ترجمۂ رؤیاست و دو لغت نیست، یک لغت است کہ بصفتِ قلب دو صورت پذیرفتہ است، مانند: پلارک و پرالک و کنارہ کران و نیام و میان۔ (فش، ق)

بول کردن: آب تاختن۔

بُوم: بموحدۂ مضموم، در پارسی زمین را گویند، و در ہندی "بھوم"، بتغییرِ لہجہ و آمیختنِ موحدہ بہای ہوز۔ (فش، ق)

بومادران: ژاپیز۔

۱۔ انجمن آرا میں یا اول مضموم و واو مجہول اور دری کشا میں بواو معروف لکھا ہے۔

بہا : قیمت، مول، نرخ۔ (قن)

بہباد : عافیت۔ طلبِ عافیت۔ (د)

بہرام : مریخ۔ (د)

بہرام روز : بسکونِ ہیم، سہ شنبہ، منگل۔ (د، قق)

بہرہ : بخش، حصہ۔

بہم آوردن : انبودن۔

بہشت : جنت، روضۂ رضوان، فردوس، مینو۔ (فش، ق)

بی آرام : نعل در آتش، بی چین (قن)

بیابان : جنگل۔ دشت، صحرا۔

بیبارہ : ببای مفتوح[۲] آن روئیدگی را گویند کہ ساقش افراختہ نبود، مثل خربزہ و خیار و کدو۔ و ہندی آن را بیل گویند۔ ببای مکسورہ۔ (پ)

بی پیرو توانی بچہ ہای ہندی نژاد کا ترانا ہوا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۱۔ کلیاتِ نثر فارسی میں دستنبو کے خاتمے پر فرہنگ الفاظ دی گئی ہے۔ معنیِ اول اُس میں مندرج ہیں۔ معنیِ ثانی دستنبو کے جداگانہ چھپے ہوئے نسخے میں غالب نے اپنے قلم سے حاشیے پر لکھے ہیں۔

۲۔ انجمن آرا: "بروزنِ شمارہ بمعنیِ درختی کہ ساقِ آن افراشتہ نبود"۔

میرزا جلال علیہ الرحمہ مختار ہیں اور ان کا کلام مستند ہے۔ پھر کیا مجال ہے کہ ان کے ہاتھ سے ہوئے لفظ کو غلط کہوں۔ لیکن تعجب ہے اور بہت تعجب ہے کہ امیرزادۂ ایران ایسا لفظ لکھے ... یہ پیرایک لفظ ٹکسال باہر ہے۔ (آخ)

بیت الحرام: کعبہ (قن)

بی حرکت و بی حس: ٹھنڈا، افتادہ۔

بی خبری: سوئیں۔

پختن[1]: پخت، پختہ، پزد، پزندہ، پز۔ این معنی نگر را ندرلیا چیزہای خشک است از پارچہ مثل آرد وغیرہ۔ (پ۔)

بیخود: مدہوش۔

بیدار بودن: جاگنا۔ (قن)

بیرنگ: خاکا۔ (پ، د)

بیرون کشیدن: آ نکلنا۔

بیش: بیای موحدہ، نام قسمی از اقسام زہر۔ (قش، ق)

---

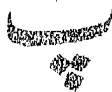
[1] پنج آہنگ کے نسخہ مطبوعہ ۱۸۵۳ء میں پختن کے مشتقات یای فارسی سے لکھا ہے، اور کلیات نثر مطبوعہ نولکشور ۱۸۷۱ء میں صرف مصدر بای ابجد سے اور بقیہ مشتقات بای فارسی سے لکھے ہیں۔

بلیشہ : گمنام -
بیضہ : خایہ، خایک - ہاگ -
بیقرار کردن : آبگینہ در جگر شکستن، خار بہ پیرہن ریختن، شرار بہ پیرہن ریختن - شیشہ در جگر شکستن، نعل در آتش نہادن -
بیکار : آنکہ کار نیابد - (فش، ق)
بیکس : آنکہ ہیچ یار و غمخوار نداشتہ باشد - (فش - ق)
بیل : پھاوڑا - (د، نغ، قن)
بیمار داری : تیمار -
بیمر : یعنی بیشمار، بیحد - (د، م)
بیمراد : آنکہ ہیچ مراد نداشتہ باشد - و این کمالِ غناست، غنی -
(ع، فش، ق)
بینوا : زُفت - نہیدست -
بینی : ناک (قن)
بیوگ : ببای موحدۂ مفتوح و یای تحتانی مضموم و واوِ معروف، عروس را گویند - و بیوگانی عروسی را خوانند[2] - و ہمین پیوست

---

۱ - میرزا صاحب فرماتے ہیں : "وہ کہ جس کا صفحۂ ضمیر نقوشِ مدعا سے سادہ ہو" از قسم بے مدعا، و بے غرض و بے مطلب - (ع س)
۲ - لغتِ فرس : ۲۷۸، ۵۲۸، "بیوگ عروس و بیوگانی عروسی"

کہ در ہندوستان بہائی ہوز اشتہار دارد، یعنی بہو۔
چنانکہ بانو کہ لفظِ فارسی الاصل است، در ہند بحذفِ الف
و تشدیدِ نون مشہور ست۔ ... این کہ مردم بیورا بیوگ گمان
کردہ و کافِ پارسی را جزءِ کلمہ دانستہ اند، ناشی از فریبی است کہ در
لفظِ بیوگانی خوردہ اند چنانکہ از زندہ زندگانی و از مردہ مژدگانی۔
حال آنکہ این قیاس غلط است۔ ہائی مختفی خود در آخرِ این
اسم نیست کہ بکافِ فارسی بدل شود۔ کافِ پارسی نیز نیست
لاجرم اہلِ زبان وقتی کہ وضعِ مصدر خواستند، چون بیو، ہائی
مختفی در آخر نداشت، دانستند کہ بغیر افزودنِ لفظی کہ بالف
پیوندد، الحاق یائی مصدری محال است کافِ فارسی
افزودند تا بیوگانی صورت گرفت۔ (قتق، ق)



پای : در ہندی پانو گویند کہ با گانو قافیہ تواند شد۔ (فش، ق، قن)

پا از پیش رفتن : بمعنی لغزیدن یا وافتادن شخص (پ)

پا افزار : اسم کفش است، یعنی آلۂ پا۔ (فش، ق)

پا افشردن : پا استوار کردن، گاڑھنا۔

پاجامہ : اسم شلوار است، یعنی جامۂ پا۔ (فش، ق)

پاچایہ : بجیم تازی، اسم مستراح است۔ وایں کہ در عرف مستراح را پاخانہ گویند، ہمان تصحیف پاچایہ است کہ شہرت

۱- میرزا صاحب نے تیغ تیز میں لکھا ہے کہ "فارسی میں رجل کو پای کہتے ہیں اور بصورت تخفیف، تحتانی کو حذف کر کے پا کہتے ہیں"۔

پا فشا ۔ (فش، ق)

پا جُفت دویدن: برابر دویدن دو کس ۔ (پ)

پاچاک: غوشاک، آبلا ۔

پاچنگاو: کراع بروزن غُراب، جمع اکارع ۔ (نیغ)

پا خالی کردن: بمعنی بسفر رفتن ۔ (پ)

پای باف: جولاہہ ۔ (پ)

پانچوان: بمعنی ترجمہ ۔ (د، فش، ق، م)

پاو: بمعنی بزرگ، پادشاہ یعنی سلطان عظیم، پادشاہ

۱۔ میرزا صاحب تیغ تیز میں لکھتے ہیں: "پاخانہ و پاجایہ دونوں متحد المعنی ہیں۔ وہ پانو کا گھر، یہ پانو کی جگہ۔ قدم جای و قدم خانہ دونوں اُن کے مرادف۔ یعنی ایک اور اسم جا ۔ ۔ ۔ پاجایہ میں ہای ہوز نسبتی نہیں، ہا ہی زائدہ ہے، جیسے پوس و پوسہ، آتش گیر و آتش گیرہ ۔ بلکہ عربی لغات میں بھی جیسے موج و موجہ، یا جیسے سبز کے آگے ہای ہوز بڑھا کر سبزہ ایک اسم قرار دیا ہے ۔ اسی طرح پا جای کے آگے ہای ہوز لاکر اسم بنا دیا۔ وہ اصل نہ پاخانہ پانو کا گھر نہ پانو کی جگہ۔ پای اور پا زبانِ فارسی میں اردوان اور ازدل چیز کو کہتے ہیں۔ جیسے کنا س کو پاکار۔ چونکہ یہ گھر اور جگہ ذلیل ہے، اس کو پاخانہ اور پاجایہ کہا"

بموحدہ غلط،[1] مخففِ پادیاب، بمعنیٔ شستن۔ پادزہر یعنی شوئندۂ زہر[2]۔ (تیغ)

پاداش: بمعنیٔ جزای عملِ نیک آید۔ (پ، د، م)

پادیاب: وپادیاو ہر دو لغت بدالِ ابجد، اول بیای موحدہ در آخر و دوم بواو در آخر، در زبانِ فارسیٔ قدیم شست وشو را گویند و بس[3]۔ (خش، ق)

پاڈیر: بدالِ بی نقطہ، چوبی را گویند کہ در زیرِ سقفِ شکستہ نہند، وآن را در ہندی اڑواڑ گویند۔ (قتی، ق)

پارذم: دمچی۔ (قن، م)

پارسا: در ہندی سادہ بہای مختلط در آخر۔ (خش، ق)

پارہ: برنج، محنت، لتہ۔

پازاج: بجیم سہ نقطہ زنی را گویند کہ خدمتِ زنانِ باردار کند

۱۔ میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "پاد بڑا پرانا لغت بمعنی بزرگ ہے۔ اور اسی سے مرکب ہے پادشاہ یعنی سلطانِ عظیم۔ بادشاہ بموحدہ غلط ہے چونکہ ہندوستان میں پادگوز کو کہتے ہیں، اس لیے بای فارسی کی جگہ موحدہ لگا دی ہے۔" (تیغ)

۲۔ میرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ازالۂ سمیت کا استعارہ ہے۔

۳۔ میرزا صاحب نے تیغِ تیز میں لکھا ہے کہ "جز نہم اور کشتی دھونے کو پادیاب کہتے ہیں"۔

و بچہ از شکم بیرون آرد۔ و در عربی آنرا قابلہ گویند، و در ہندی
دائی جنائی۔ و آنرا پیش نشین نیز گویند۔ (پ، تیغ، فرش، ق)

پاساد: بمعنیٔ حفظ و ضبط۔ (پ، د)

پاسپر: بمعنیٔ دلیل و رہنما۔ (پ)

پاشیدن: پاشید، پاشیده، پاشنده، پاشنده، پاش (پ)

پاغند: روئی کی پونی۔ (فرش)

پاغوش: بغین مضموم و واو مجہول، بمعنیٔ غوطہ۔ (پ، م)

پاک: دیزه، پاکیزه۔

پاکار: خاکروب۔ گناہی۔ (تیغ، د)

پالا: امر است از پالودن۔ و اسپ کوتل را گویند۔ (پ)

پالاہنگ و پالہنگ: مخفف پالاہنگ است۔ یعنی کشندهٔ
اسپ کوتل۔ و این اسم دیسما نیست کہ آنرا بہندی باگ ڈور
نامند۔ (پ، م)

پالوان و پالوانہ: در یک فرہنگ ہر دو بنون اسم طائری سیاه
رنگ می نویسد کہ غیر پرستوک است۔ (فش، ق)

پالودن: پالود، پالوده، پالاید، پالاینده، پالای۔ این بمعنیٔ
گذرانیدن سائلات است از پارچہ مثل آب و شراب۔ (پ)

پاہنگ : بہای مفتوح، اسمِ دیگرِ آن پا افزار، عبارت از کفش پاست۔ (پ)

پاپیز : قافیہ کا پیز، اسمِ خزان ست۔ و میزان و عقرب و قوس، این سہ ماہ فصلِ خزانست۔ و این را پاییز و برگریز نیز نامند (پ، فش، ق)

پایاب : معروف۔ و بمعنیٔ طاقت و مقدور۔ (پ)

پتیا : بادل مفتوح، در پارسیٔ قدیم بمعنیٔ پیام۔ و پاتی در ہندی بمعنیٔ مکتوب۔ (فش، ق)

پختن : پکنا، پختہ، پزد، پزندہ، پز۔ (پ)

پخچیدن : بمعنیٔ با زمین ہموار شدنِ چیزیست کہ آنرا بزور بر زمین زدہ باشند و پخشیدن مبدل منۂ آن۔ (فش، ق)

پخسیدن : بہای فارسیٔ مفتوح و سین مہملہ مکسور بر وزن بخشیدن، بمعنیٔ پژمردن است از گرمیٔ بادِ سموم و تپش آتش تیز۔ و پخسانیدن و پخسانیدن باضافۂ تحتانی متعدیٔ آن۔ (فش، ق)

پدرزن : بکسر اضافت، سسرے کو کہتے ہیں۔ خسر لغتِ عربی نہیں۔ ہندی کا مفرس۔ (پخ)

پدرُود: رخصت۔ (پ)

پرافشاں: بمعنی بیتاب۔ (ع)

پرچین کاری: خاتم بندی۔ (د)

پراگندہ شدنِ مردم: برشکستنِ محفل۔

پرالک: پالک، (تیغ)

پرخوار: گستا انبان، شکم بندہ۔

پرداختن: پرداختہ، پرداختہ، پردازد، پردازندہ، پرداخت۔ (پ)

پردہ از روی کار افتادن: بمعنی ظاہر شدنِ امری پوشیدہ
(پ، نثر)

پرسش: پوچھنا۔ (ک)

پرستوک: بیای فارسی مفتوح و رای مفتوح سین زدہ و
تای مضموم، ابابیل۔ پرستک بحذف واو نیز اسم ابابیل
است۔ (پ، د)

پرسش: پوچھنا۔ (ک)

پرگرا: ہتھیلی۔ (ق، دہلی اردو اخبار)

پرگالہ: بیای فارسی مفتوح خاتم تا بستانی ہوا دار (پ، د، تیغ، م)

اسدی کشتہ: ۱۹۔ پرورش فرمود۔

پرویزن : غربال، چھلنی (قن)

پَرّہ : نتھنا - (قن)

پرہیزگار : خشک دامن، متورع -

پری افسای و پریخوان : کسی را گویند کہ علمِ تسخیرِ جنات داشتہ باشد - (فش، ق)

پریدار : آنست کہ یکی از ارواحِ خبیثہ یادی یار شدہ باشد و او معرکہ گیری کند و بساطی گسترد و گل بر افشاند و بصدای دف و دہل برقص آید و سر جنباند و دران حالت از مکنوناتِ ضمیرِ مردم خبر دہد و ظہورِ این حالت از بہرِ وی اختیاری باشد - ہرگاہ خواہد، چنین کند، ورنہ دائم ہوشمند باشد و بکارہای دنیا پردازد - (فش، ق)

پری زدہ و پری گرفتہ : کسی را گویند کہ ارواحِ خبیثہ او را بقہر و تسلط فرو گیرند - لاجرم این چنین کس پیوستہ رنجور و مجنون و بیخود باشد - بلکہ بسا مردم درین رنج بمیرند و در عرف این علت را آسیب نامند - (فش، ق)

پریدن : پرید، پریدہ، پرد، پرندہ، پر، (پ)

پرشیدن : مصدرِ اصلی حقیقی نیست - از بہرِ ضرورت یا برای

تفتن پریشان را کہ اسم جامد ست متصرف ساختہ اند، پریشد صیغۂ مضارع است از پریشیدن۱۔ (فش، ق)

پُرزش : پرزش، عجز، استمداد۔

پژہ و پوزدن : چیزی کہ بر آن دُرون و سپیدہ باشند۔ (فش، ق)

پژ پیرفتن : پژ پیرفت، پژ پرفتہ، پژ پیرد، پژ پرندہ، پژ پیرہ نوشتن بذال نزد نامہ نگار خطا ست گرفتم کہ در پذرفتن و پذیرفتن ذال عربی بجای زای ہوز منقوط بنزد جمہور ست۔ (بپ، فش، ق)

۱۔ لغتیں فرس: ۱۳۰۵۔ درسی کتاب ۱۹ میں پراشیدن کے معنی پریشان شدن و بیجوہ گشتن لکھے ہیں۔ اور صفحہ۲ پر پریشیدن کے معنی پریشان گردانیدن و بیجوہ گشتن بتاتے ہیں۔

۲۔ میرزا صاحب تیغ تیز میں فرماتے ہیں: "خلاصہ میری تحقیق کا یہ ہے کہ پذیرفتن گذاشتن، گذشتن، گذاردن اور ان کے مجموع مشتقات اور اسمای مشہورہ وایام مثل آذر و اسفند ارمز وغیرہ سب زای ہوز سے ہیں۔ اور مادہ اور کاغذ اور گنبد یہ تین لفظ بھی دال ہیں۔ اور یہ فارسی قدیم کے موافق ہے۔ گنبد کی دال پر نہ اسلاف نقطہ دیتے تھے نہ اخلاف دیتے ہیں۔ مادہ کی دال پر نقطہ دینے والے لغو اور لچر اور بےخبر ہیں۔ کاغذ کو نقطہ دینا اور پڑھنا ناچار قبول کرنا پڑا، اور معرب اس کو جس سمجھنا پڑا۔"

پذیره: بہای ہوز، بمعنی استقبال و استقبال کنندہ[1]۔ (د، م)

پزشک: بیا و زای فارسی مکسور، بمعنی طبیب و حکیم۔ پزشکان جمع آن، حکما۔ (پ، د، قخ)

پژمردن از گرمی: پخسیدن۔

پژمرده: نژند۔

پژوهیدن[2]: پژوهیده، پژوهه، پژوهنده، پژوه۔ (پ)

پساوند[3]: در نظم ردیف را گویند۔ (د، قش، ق)

پست: بیای مکسور، عربی سویق، ہندی آن ستو۔ و آن آردی ست بریان۔ (پ، قن)

پسودن[4]: بیای فارسی، ترجمۂ لمس و مساس است، چھونا

۱۔ لغت فرس: ۴۷۷، پذیره بالذال و ہای ہوز در آخر بمعنی استقبال و
دری کشا: ۲۰، پذیرا بفتح اول و الف در آخر بمعنی استقبال کنندہ میری
دانست میں دستنبو طبع نولکشور کے کاتب نے غلطی سے الف کی جگہ ہائے ہوز
لکھ دی ہے۔

۲۔ دری کشا: ۲۰، بکسر اول بمعنی تجسس کردن، عربی تفحص۔

۳۔ دری کشا: ۲۱ بفتح اول۔ لیکن دستنبو صفحہ ۲۱ میں میرزا صاحب نے بفتح تا نیز لکھا

۴۔ دری کشا: بر وزن شنودن۔ صفحہ ۲۱

و لپسودہ مفعولِ آن، چھوا ہوا - و نا پسودہ نقیضِ آن، یعنی اچھوتا - (د، قغ، فش، ق)

پشتِ چشم نازک کردن: یعنی آزردہ شدن از راہِ ناز - (پ)

پُشتہ: کرپوہ، تل -

پُشتہ و پوشتہ: چیزی کہ دُرون بر آن دمیدہ باشند - (فش، ق)

پُشک[1]: مینگنی - (قن)

پشہ: مچھر - (فن)

پشیمانی: ندامت -

پلارک[2]: ہم تیغ و ہم جوہر تیغ (تلوار) - (بہ، پ، د، قغ)

پلہ: بباہی فارسیٔ مفتوحہ و لامِ مفتوحہ، ہندیٔ آن پیوسی - (پہا)

پن: بباہی فارسیٔ مفتوح، لیکن - (د)

پناہ: بباہی فارسیٔ مفتوح و نونِ بالف و میمِ زدہ، مجازاً القوید را نامند - (فش، ق)

پناہ: ہندی آسرا - (آ)

پنبہ: روئی - (قن)

۱- لغتِ فرس: ۲۹۳، بضمِ بای فارسی -

۲- بر وزنِ تبارک - دری کتا: ۲۱ -

پنبه دانه : بنولا۔ (قن) پنجاه : پچاس۔ (قن)

پند : اندرز، نصیحت۔ (قن)

پُونت : ببای پارسیٔ مضموم دواوِ معروف، در پارسی جگر را گویند و در ہندی پسر را۔ ... ہمانا پونت فارسیٔ قدیم است۔ (فق)

پود : بانا۔ (قن)

پودنه : اسمِ طائری است مشہور۔ (فق، ق)

پودینه : بروزن موشینه، تره را گویند که عربیٔ آن نعناع است (فق، ق)

پوزش، پُزِش، عجز، استغفار۔ (فق، ق)

پوست : کھال۔ (قن)

پوشتن : ببای فارسیٔ مضموم و واوِ مجہول، و پُشتن بی واو، مصدری است پارسی الاصل، و مضارع نیز دو صورت دارد : پوزد و پُزد۔ ہرآینه مصدرِ مضارعی نیز دوگونه میتوان ساخت : پوزیدن و پُزیدن۔ اما معنیٔ این ہرچہار، دعا خواندن و بر آب و شربت دمیدن است۔ و این چنین دعا را در پارسی "دُرون" گویند بدالِ مضموم و رای مضموم و واوِ معروف۔ و چیزی را که دُرون بران دمیده باشند، پوشته و پشته و پوزه و پزه گویند۔ و پوزش و پُزش حاصل

بالمصدر پوزیدن و پزدن است کہ مجازاً بمعنی عجز و استغفار آید۔ (فش، ق)

پوشتہ و لپشتہ: چیزی کہ دُردن بران دمیدہ باشند۔ (فش، ق)

پوشیدن: ہم لازمی و ہم متعدی۔ پوشید، پوشیدہ، پوشندہ، پوش۔ (پ)

پولاد: ہمان مبدل منہ فولاد است کہ لغتی است در ہر شہر و دہ مشہور (فش، ق)

پولہ: ہائے ثانی مجہول، مشعل۔ در ہندی نیز بدین معنی شہرت دارد (فش، ق)

پوییدن: پویید، پوییدہ، پوید، پویندہ، پوی۔ (پ)

پہنا: عرض۔ (د)

پیام: پتیا۔

پیر: سالخوردہ، بوڑھا۔ (فن)

پیراستن: پیراستہ، پیراستہ، پیراید، پیرایندہ، پیرا صیغہ امر استفہام از پیراستن۔ و این مصدر مع مشتقات بفتح بای فارسی است۔ (پ، فش، ق)

پیرامن: گرداگرد۔ (دقغ)

پیرخرف: سترا بہترا۔ (آ، خ)
پیرہ وخشور: امام۔ (فش، ق)
پیشرو: مقدمہ، الاپ۔ (بر، س، ق)
پیش نشین: ہندی آن دائی جنائی۔ (پ)
پیغارہ: بفتحۂ بای پارسی، بمعنی طعنہ۔ (پ، د، م)
پیغمبر: وخشور، ایلچی، پیمبر، رہنما۔ (فش، ق، قن)
پیغولہ: ببای فارسی مفتوح، بمعنی گوشۂ از دشت دصحرا۔گھاٹی،
وبمعنی گوشۂ چشم نیز آید۔ (پ، د، قغ)
پی کور کردن: بکافِ تازی مضموم، مرادفِ پی گم کردن۔ (پ، م)
پیل: ہاتھی۔ (اد، قن)
پیمبر: پیغمبر، وخشور، ایلچی، رہنما۔
پیمودن: پیمود، پیمودہ، پیماید، پیمایندہ، پیمای۔ (پ)
پینہ: پوزن تینہ، پیوند چیرمین خصوصاً وہر پیوند عموماً۔ وبہندی
آن تھگلی۔ مرادف تگل۔ (پ، فش، کم)
پیوستن: پیوست، پیوستہ، پیوندد۔ فاعلِ این ازین جا کہ
تلفظِ این نشناختہ، مسموع نیست۔ پیوند امر۔

(از پ)

پیوند : در نظم قافیہ را گویند[۱] ۔ (د، فش، ق)
پیپہ : چربی ۔ (ق)

۱- لیکن دستنبو ص ۲۰ میں میرزا صاحب نے بمعنی ردیف لکھا ہے ۔



ت: ضمیر مخاطب تنها تای قرشت است، نه ایت۔ مثلاً غلامت
و نامت، یا دلت و مهلت۔ (غ، فش، ق)

تابدان: بالکانہ۔

تاپسار: ہندی جھرکا۔ (پ)

تابہ: توا۔ (فن)

تاثیر: درایش۔

تاختن: دوڑنا۔ تاخت، تاختہ، تازد، تازندہ، تاز (پ، فن)

تار: تاگا۔ (فن)

تاریخ[1]: ہندی گھر۔ (م)

تارو: بپای مضموم و واو معروف، ہندی آن بچھڑی۔ (پ)

۱- ہندی کتاب: ۲۲۳، پروشن چاریخ۔

تارومار[1]: بمعنیٔ ویران۔ (د، م)

تاری: مخففِ تاریک۔ (پ)

تازی[2]: مرادفِ عربی، و تیزی امالۂ آن۔ و این لفظ بجز
بضرورتِ رعایتِ قافیہ بر زبان و کلکِ سخنوران نگردد۔
در صورتِ امالہ ہمان معنیٔ عربی نژاد دہد۔ (قتی، قا)

تازیانہ: کوڑا۔ (قتی)

تافتن: چمکنا۔ تافت، تافتہ، تابد، تابندہ، تاب۔ تابیدن مصدرِ
مضارعی۔ (پ، قتی)

تال: در ہر دو زبان بمعنیٔ آب گیر۔ و تالاب مزید علیہ۔ (قتی)

تالار: پاڑ۔ (قتی)

تاہو: شراب را گویند کہ آن را در عرفِ ہند کُھرّا نامند۔ (آ، پ)

تباہ: دژم، نژند۔

تباہ شدنِ کار: آبی شدنِ کار۔

۱۔ لغتِ فرس (۳): ۹۱، و دری کشا: ۲۳، بروزنِ کاروبار۔

۲۔ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی تحریر فرماتے ہیں: "تیزی بجای تازی است
و تیزی قدیم تر از تازی ہست۔" (حاشیہ در قتی کاویانی مملوکۂ خود)

تبرزد: مصری۱۔ (آ)

تبیر: بوزنِ فقیر، و تبیرہ بوزنِ نبیرہ، بمعنیٔ طبل و کوس۲۔ (پ)

تپاس: در پارسی بمعنیٔ ریاضت۔ و در سنسکرت تپسیا بفوقانی مفتوح و بای فارسیٔ مکسور بسینِ سادۂ مشددِ مکسور پیوستہ و تحتانی بالفِ زدہ۔ (نش، ق)

تپیدن: تڑپھنا۔ تپید، تپیدہ، تپد، تپندہ، تپ۔ امر این بمعنیٔ حقیقی مسموع نیست۔ و نوشتن بجای حطی خطاست۔ (پ ن)

تجرید: آستین افشاندن، مشورہ با کلاہ کردن

تحسین: آفرین، آباد۔

تحجیر: دست زیر زنخ داشتن، دست ستونِ زنخ داشتن۔

تحت: اورنگ۳

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں کہ "ان معنوں میں کہ یہ مانند قند اور بتاشوں کے جلد ٹوٹنے والی نہیں۔ جب تک اس کو تبر سے نہ توڑو، مدعا حاصل نہیں ہوتا۔" (آ)

۲۔ لغت فرس: ۱۲۵، بمعنیٔ دہل و در نسخۂ دیگر: طبل و دمسر۔ دری کشا: ۴۴، بمعنی دہل و کوس۔

۳۔ ملاحظہ ہو حاشیہ بر اورنگ۔

تذرو: در فارسی طائری را گویند که بہتر ہندی آنستا۱۔ تذرو معرب تدرو است۔ (فش، ق)

تذو: بدالِ بی نقطہ، و تذو بدالِ نقطہ دار، اسمِ کرمی است کہ در گرمابہا متکون می شود۔ و این ہر دو لغت عربیست۲۔ (فش، ق)

تر: لفظِ فارسی استہ، ترجمۂ طری۔ و تری بتای قرشت ہمان لفظِ تر است باضافۂ یای مصدری، ترجمۂ رطوبت۔ (فش، ق)

تراج: بتای مکسور بروزنِ سراج، آہن۔ (د، فغ)

ترازیدن، ترازید، ترازیدہ، ترازندہ، ترازندہ، تراز۔ املای این لغات خطی جائز نیست۔ (پ)

تراویدن: بواو، و ترابیدن، بیای موحدہ، بدلِ آن (فش، ق)

ترب: مولی۔ (فن)

۱۔ لغت فرس: ۲۱۴، "مرغی سخت رنگین است۔"

۲۔ انجمن آرای ناصری: "بفتح اول و ثانی جانوریست سرخ رنگ و پردار کہ اغلب در حمامہا باشد۔ واو را بعربی این دروان گویند۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تدد اور تذ د عربی لفظ نہیں ہیں۔

۳۔ انجمن آرا اور دری کشا میں بفتحِ اول بتایا ہے۔

ترت و مرت: بفتحۂ اول و سکونِ ثانی و ثالث، ویران۔ (داغ)

ترجمہ: پای خوان۔ ترجمہ نگار: پائخوان نویس۔

ترخان: کسی کہ از پادشاہ درآمد و شد اجازتِ بلا قید داشتہ باشد۔ (پ)

تردامن: بمعنیٔ فاسق و گنہگار۔ (فش، ق)

ترس: بتای مضموم، اسم پیشہ۔ (پ)

ترسیدن: ہراسیدن، ڈرنا۔ (فش)

ترفند: بقای سعفص، بروزنِ فرزند، بمعنیٔ سخنہای بی اصل است۔ (فش، ق)

ترکردنِ جامہ: جامہ نمازی کردن۔

ترک و تجرید: آستین افشاندن، مشورہ با کلاہ کردن۔

ترکِ دعوی: سہلت سست کردن۔

ترّہ: راکہ عربی آن نعناع است، پودینہ گویند بہ وزنِ مویینہ ساگ۔ (ق، فش، فش)

ترہات: لغتِ فارسی است مرکب از "ترہ" و "آت" کہ لفظی است بمعنیٔ مثل و ہا شد۔ اما ترہ، پودینہ و گندنا و امثال اینہا را

۱- میرزا صاحب کا یہ خیال درست نہیں ہے، اس لیے کہ اس صورت میں ترہات کی تاء مفتوح نہ ہوتی۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ لغت فارسی نہیں، عربی، اور ترّہۃ بضم تا و تشدید را کی جمع ہے جس کے معنی چھوٹی یا [illegible] ہیں۔

گویند کہ بطریق نُقل خورند۔ لاجرم کلماتِ نشاط انگیز را تنربات گویند، بمعنیٔ جزا انبساطِ خاطر مدعای دیگر در ضمن آن مضمر نیست۔ (فش، قن)

تُشنہ: تُند زفش، ق)

تُشت: لغت فارسی الاصل ہے۔ املا اس کی طوسے سے غلط ہے (آ)

تصریح: دیباس۔

تعظیم: آدیش۔

تعیّن: ہرنیز، تقرر۔

تغیرِ حال: چادر گردش، انقلاب۔

تفرقہ: جدا شناس، مابہ الامتیاز۔

تقرر: ہرنیز، تعیین۔

تکریم: آدیش۔

تکلتو: تندزمین را گویند۔ و در عرف اہلِ ہند خوگیر اسم

تکیہ: لفظ عربی الاصل ہے۔ فارسی و اردو میں مستعمل۔ دونوں زبانوں میں ہم بمعنیٔ بالش اور ہم بمعنیٔ مکان فقیر آیا ہے۔ ایران میں تکیۂ مرزا صائب مشہور ہے۔ (آ)

تکیۂ فقیر: استھان۔ (فش، ق)

۳۵۷۸

تگرگ: اولا۔ (د)

تگل: بادل مکسور و ثانی مفتوح، مرادف پیوند یعنی پیوند۔ در ہندی ٹھگلی با آوردن ہای ہوز در وسط و تحتانی در آخر۔ (فش)

تل: بفتح تای قرشت، کرپہ، پشتہ۔ (پ)

تلمذ: در پیش زانو نشستن۔

تلنگ دائرہ: بتای مکسور و لام مفتوح[۱]، تال سری۔ (آ)

تمایل: رفتار کہ از روی ناز و ادا باشد و جنبیدن شاخہای نہال از باد مانند۔ (فش، ق)

تمام شدن: برکت شدن۔

تمر: بفوقانی مکسور و میم مضموم، در ترکی فولاد را گویند، و اسم شاہیست از اولاد انگنقوا۔ و این کہ تیمور نویسند، طرز املاست اعراب بالحروف۔ (مک)

تمسخر: کلاغ گرفتن۔

تمغا: بدو معنی مشہور است، نخست باجی کہ در راہ ہا از رہروان گیرند، محصول؛ دوم مہر۔ (دفش، ن)

تمکین: آسا، اورند، ثابت قدمی۔ (پ، فش، ق، ن)

۱۔ فرہنگ رشیدی میں بکسرتین لکھا ہے۔

تمول: آب در جگر داشتن۔

تنانی: جسمی، جسمانی۔ (د)

تنبل: بالفتح، بمعنی سست و کاہل۔ (بر، س)

تن تن، اور تننا: اصوات ہیں تار کے ہندی و فارسی میں مشترک۔ (آ)

تُندُر: بتای مضموم و دال مفتوح[1]، عربی رعد۔ (پ، د، م)

تن در دادن: بمعنی رضا مند شدن۔ (پ)

تن زدن: بمعنی خموشیدن۔ (پ، د، فش، ق)

تندیسہ: بمعنی تصویر۔ (م)

تُنُک شراب و تُنُک بادہ: ہر دو بتای مضموم و نونِ مفتوح[2]، زود مست شوندہ را گویند۔ (فش، ق)

۱۔ یہ عبارت پنج آہنگ کی ہے۔ مہر نیمروز صفحہ ۵ میں "بتای مضموم اسم رعد" اور دستنبو صفحہ ۱ میں "بدال مضموم رعد" لکھا ہے۔ فرہنگ رشیدی ۱: ۲۱۵ میں لکھا ہے: "تندر و تندور بالضم و دال مضموم و ثانی و مفتوح در اول"۔ خان آرزو نے سراج اللغۃ میں سروری کے حوالے سے دونوں جگہ بفتح دال ہی کو صحیح بتاتے ہیں۔

۲۔ انجمن آرای ناصری میں برد زین، مباسا، لکھا ہے اور سپک کو بفتح اول وضم ثانی بتایا ہے۔

تنک شکیب: بمعنیٔ کم صبر۔ (م)
تُنگ: باوجود معانیٔ دیگر، اسم ظرفی نیز ہست کہ دران گلاب و شراب و عرق نگاہدارند۔ الاجرم، خم خم، وسبو سبو، و تنگ تنگ بمعنیٔ کثر تست۔ (ق، ق)
تنیدۂ عنکبوت: نسیج، قماش عنکبوت۔
توختن: توختت، توختہ، توزد، توزندہ، توز۔ توختنی، بمعنیٔ اندوختنی۔ (پ، د)
توس: بتای قرشت، در زبانِ انگریزی پارۂ نان را گویند (ق، ق)
توسط: میانجی گری، وساطت۔
توشہ: نوا، ترجمۂ زاد۔ (آ)
توضیح: دیباس، تصریح۔
تومان: لفظ ترکی است۔ و در تحریر لغات ترکی اعراب بالحروف نوشتن رسم افتادہ است۔ واو علامت ضمۂ تای فوقانی و الف علامت فتحۂ میم۔ ہر آئینہ تومان نویسند و تمن خوانند بتای مضموم و میم مفتوح۔ و تمن در ترکی بست را گویند۔ (خ، ق)
تونگر شدن: بچراغ رسیدن۔

تو و یزدان: یعنی، ترا بیزدان سوگند۔ (م)
تہم: بفتحتین بروزنِ بہم، در پارسیِ قدیم اسمِ فلکِ نہم است کہ آن را بلسانِ شرع عرش نامند۔ و تہمتن مرکب ازین اسمنا چون پیلتن و رویین تن و سیمین تن۔ درین صورت مردِ قوی ہیکل را تہمتن خوانند ... چون رستم از روی خلقت جسیم بود او را تہمتن می گفتند، یعنی تنی دارد چون فلک الافلاک[1]۔ (قتی، ق)
تہلینتا: چشم روشنی، مبارکباد۔
تہیدستا: رُستا، بینوا۔
تیر: اسمِ عطارد۔ (آ)
تیر و کمانہ: تیری را گویند کہ بہدف نہ نشیند و خطا کند۔ (م)
تیلیشہ: ہندی لیسولا۔ (پ)
تیغ: پلارک، تلوار۔ (فن)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "تہمتن بر وزن قلمزن ہے۔ فردوسی نے سو جگہ شاہ نامے میں تہمتن بسکونِ ہای ہوز لکھا ہے لیس کیا اس لغت کی دو صورتیں قرار پاگئیں؟ لاحول ولا قوۃ۔ لغت وہی بحرکت ہای ہوز ہے۔" (آ)

تیغ دو دستی : آن را گویند کہ چون ہنگامۂ پیکار گرمی پذیرد و دو لشکر درہم افتند، چالاکانِ نبرد مندِ دلاور عنانِ تکاور بدندان گیرند و بہر دو دست تیغ زنند، چنانکہ در شجاعانِ عرب مردی بود طاہر نام کہ در کارزار بہر دو دست شمشیر میزد۔ ازان جا کہ تیغ زنی کار دستِ راست است، اہلِ عرب طاہر را ذوالیمینین می گفتند، یعنی از یسار کار یمین می گیرد۔

و دیگر تیغِ دو دستی آن را نیز توان گفت کہ یک تیغ بہر دو دست برجا نورِ تنومند زنند۔ (فش، قا)

تیغِ ہندی : ہمان سروہی است۔ (فش، ق)

تیمار : بمعنیٔ بیمارداری و غمخواری[۱]۔ (آ)

تیمسار : بروزنِ نیم کار، مرادفِ پندشت، کہ ترجمۂ حضرت است۔ (فش، ق)

تیہو : کوا۔ (قن)

۱۔ میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "یہ لفظ خود افادہ بمعنیٔ مصدر ہی کرتا ہے"



ثُابت قدمی: تمکین، آسا، اروند۔
ثُؤلُول: آژخ، مَسّا۔

ج

جادّہ: اور ذُرّاعہ دونوں عربی لغت ہیں۔ دہ دال کی تشدید سے اور یہ رے کی تشدید سے۔ مگر جبر جادہ اور دراعہ بھی لکھتے ہیں۔ (آ)

جال: در ہر دو زبان (ہندی و فارسی) بمعنیٔ دام۔ (خش)

جامہ: کپڑا۔ (فن)

جاگی خوار: اُس نوکر کو کہتے ہیں کہ جس کی تنخواہ کچھ نہ ہو، روٹی کپڑے پر اُس سے کام لیتے ہوں۔ جاگی خواران: نوکران۔ (آ، د)

جامۂ سرخ بر سرِ چوب کردن: استغاثہ و دادخواہی۔ (پ)

جامۂ کاغذی پوشیدن: عبارت از استغاثہ و دادخواہی۔ (پ)

جامہ گزاشتن: بمعنیٔ مردن۔ جامہ گزاشت، یعنی مُرد[1]۔ (پ، د، م)

جامہ نمازی کردن: عبارت از تر کردنِ جامہ۔ (م)

جانبدار: سوگیر۔

جاوَر: بروزنِ باوَر، بمعنیٔ حال۔ و جاور گردش، بمعنیٔ تغیرحال، یعنی انقلاب۔ (بز، د تیغ، س، م)

جاوَرس: ہندیٔ آن باجرا۔ (پ)

جاہ: فر، فرہ۔

جای فلان سبز است: یعنی جای فلان خالی است۔ (د)

جَبہہ: بروزنِ چشمہ ہے، یعنی دو ہائے ہوز ہیں۔ (آ، خ)

جَبین: پیشانی۔ (قن)

جَدّ: نیا۔ پدر جد، پردادا۔ در عربی و فارسی از بہر پدر جد اسمی خاص معین نیست۔ در عربی آن سو تر از جد صیغۂ جمع نویسند،

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "کالپی کے نواب زادوں میں سے ایک صاحب قتیل کے شاگرد تھے۔ میں نے ایک رقعہ قتیل کا اُن کے نام دیکھا ہے کہ قتیل اُن کو لکھتا ہے کہ جامہ گزاشتن بمعنیٔ مردن مسلّم، لیکن بہت احتیاط کیا کرو، موقع دیکھ لیا کرو۔ میں کہتا ہوں کہ احتیاط کیا اور موقع کیا۔ فلان مرد، بجان جامہ گزاشت۔" (عس)

یعنی اجداد در فارسی جمع نیا نویسند، یعنی نیاگان۔ (فش، ق)

جَدِّ پدر: پردادا۔ (فش، ق)

جدِ فاسد: نانا۔ (فش، ق)

جُدا شناس: مابہ الامتیاز، یعنی تفرقہ۔ (د، م)

جدگارہ: بجیم عربی مضموم، بروزن پشتارہ، بمعنی راہہا ی مختلف آمدہ است۔ (فش، ق)

جَدْوار: ماہ پروین۔

جدید: نئی چیز۔ (قن)

جراحت: ریش، زخم، گھاو۔ (قن)

جِرگہ: بجیم مکسور، مجمع۔ (د، قط)

جزا: پاداش۔

جُثّہ: سرپیر، کالبد۔

۱۔ فرہنگ رشیدی اور سراج اللغۃ میں "جدگارہ" بفتح اول وکاف فارسی ثبت کیا ہے۔ البتہ رشیدی میں معنی مختلف ہیں، یعنی بجای رای ہای مختلف کے راہ ہای مختلف لکھا ہے۔ سراج اللغۃ میں فرہنگ قوسی کے حوالے سے اس کی تردید کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ اس کے معنی مختلف رائیں اور تدبیریں ہی صحیح ہیں۔ راہ ہای مختلف تصحیف ہے۔

جَستن: بجیم مفتوح، کودنا۔ جَست، جَستہ، جَہَد، جہندہ، جہ (پ، قن)

جُستن: بجیم مضموم، ڈھونڈھنا۔ جُست، جستہ، جوید، جوینده، جوی۔ (پ، قن)

جُستی، جستائی: تتالی۔

جُشنِ سَدہ: نامِ جشنی است کہ پارسیان در آفتاب پرستی کنند (پ، س)

جُغرات: دہی۔ (آ)

جُغبُت: بمعنی حشوِ نہالی، یعنی توشک، است۔ (قن، ق)

جُغتہ گردان: کولا ٹکتا ہوا۔ (د)

جَلاجِل[2]: جلب، جھانجھ، سنج (قن)

جَلَب: بجیم تازی، زنِ فاجرہ را گویند۔ (پ)

جِلَو: بجیم مکسور و لام مفتوح، عنان، یعنی باگ۔ (د)

جَم: ترجمۂ قادر، باضافۂ لفظِ "شید" اسمِ شہنشاہ (آ)

جُملہ: سب۔ (قن)

جُنبیدن: جنبید، جنبیدہ، جنبد، جنبندہ، جنب۔ (پ)

۱۔ رشیدی اور سراج میں پرچ کے ساتھ لکھا ہے اور یہ بھی صراحت کی ہے کہ صحیح جُغبُت ہے۔ ۲۔ جلاجل کی تحقیق "جلب" میں دیکھیے۔

جنگ : حرب، لڑائی۔ جنگیدن، لڑنا۔ (قن)

جنگل : بمعنیٔ بیابان باشتراکِ لسانین است۔ (فش، ق)

چُچہ : سہر۔ (قن)

جوان مرد : جوان بخت، جوان دولت، جوان عمر، جوان سال، جوان خرد، جوان مرگ : یہ الفاظ مقررۂ اہلِ زبان ہیں۔ کبھی مقلوب و معکوس نہیں آتے۔ (رغ)

جُود : لغتِ عربی، بمعنیٔ بخشش۔ جواد صیغۂ صفتِ مشبہہ، بی تشدید[1]۔ (آخ)

جَورا : لغتِ عربی ست۔ (فش، ق)

جُوزا : دو پیکر

جولاہ و جولہ : بافندہ را گویند کہ عربی آن حائک است۔ و مجازاً کلاش را گویند کہ عربی آن عنکبوت است۔ جولا ہم ہمان

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "عجیب اتفاق ہے۔ آج ... دوپہر کو رضی الدین نیشاپوری کا کلام ایک شخص بیچتا ہوا لایا۔ میں تو کتاب دیکھ لیتا ہوں، مول نہیں لیتا۔ خضدا راحیب میں نے اس کو کھولا، اس ورق میں یہ مطلع نکلا:

اگر بہ گنج گہر میلم اوفتاد، چہ باک — کہ بخشِ جوادِ ترا از برای آن دایم"

چولاہ است کہ ہای ثانی دران افزودہ اند، مثلِ بیجار، بیجارہ
این جا بالغزی است کہ بسیار فرزانگان را افتادہ است۔
درین چنین الفاظ ہای آخر را تای تانیث می اندیشند و مرد
را بیکس و زن را بیکسہ می نویسند، حال آنکہ در الفاظِ فارسی
این قاعدہ ہیچ گونہ اضمانی نواند پزیرفت؛ بلکہ فارسیان
در الفاظِ عربی نیز تصرف کردہ ہا در آخرِ لفظ آرند و تانیث
منظور ندارند، چنانکہ موج و موجہ و معشوق و معشوقہ ہمان
موج و ہمان معشوق، نہ این کہ مرد را معشوق گویند و زن را
معشوقہ۔ و گواہِ من درین دعوی ازین رباعی شعرِ ثانی
است۔ و این رباعی از میرزا محمد قلی سلیم طہرانی است شعر

مفلس چو شدیم، رو بدو آوردیم
معشوقۂ روزِ بینوائی است نمد

کوتاہیٔ سخن ... چولاہ لغت است و چولاہہ مزید علیہ و چولہ
مخفف۔ (فش، ق)

جوہر: معرب گوہر است ... و در عربی مقابلِ عرض است۔ (فش، ق)
جوہرِ تیغ: پلارک۔
جہت: سوی، طرف۔

جی : بکسرۂ جیم و یای معروف، در فارسی بمعنیٔ لطیف و مقدس و در ہندی بمعنیٔ روح و حیات آید۔ (فق، ق)

چیغہ چیغہ کردن ابرو : آن است کہ تارہای زہ چیغہ را ریزہ ریزہ کردہ برابرو فشاندہ۔ (م)

چ

چالو : بضمهٔ تای قرشت، ریسمانی است که مجرم را بدان ببندند آویزند، تا خفه شود و بمیرد۔ و آن را پھانسی گویند (پ، د)

چارسو: چوک۔ (د)

چالیاک : بیای معروف، نام بازیچه ایست۔ هندیٔ آن "گلی ڈنڈا"[1]۔ (پ)

چامه : غزل[2]۔ چامه سرائی، غزل خوانی۔ (پ، د، فش، تن، م)

چانه : بمعنی استخوان زیر زنخ۔ (پ)

چاوش : بروزن طاؤس۔ نقیب۔ (م)

چاه : کنوان۔ (تن)

۱۔ دری گشا: ۲۷، بواو معروف درست۔

۲۔ لغت فرس: ۵۴۴، بمعنی شعر مطلقا و در نسخهٔ دیگر: بیت شعر و سرود۔

چپلش: بفتح جیم و بای فارسی مضموم، گوسپند یک ساله را گویند۔ (پ)[1]

چرا: کیوں۔ (فن)

چراغ از چشم جستن: عبارت از حالتی است کہ در وقت رسیدن صدمۂ قوی بر دماغ روی دہد۔ (پ)

چراگاہ: کنام۔

چرخ: آسمان، فلک، چنبر و از گونۂ گردون۔ (د، فن)

چرگر: بجیم فارسی مفتوح و کاف پارسی مفتوح، ترجمۂ مُغنّی و مطرب و مرادف خُنیاگر و رامشگر است[2]۔ (د، فش، ق)

۱- انجمن آرا: بروزن طپش۔

۲- میرزا صاحب کی رای یہ ہے کہ صاحب برہانِ قاطع کا یہ لکھنا غلط ہے کہ چرگر کے دو معنی ہیں: مغنی اور مغنی۔ مغنی کا فارسی ترجمہ تو چرگر (بواو مفتوح دساول) ہے۔ لیکن اسدی طوسی نے لغتِ فرس: ۱۶۲ میں لکھا ہے کہ چرگر، سرودگو اور مغنی دونوں معنی رکھتا ہے، اور پہلے معنی کی مثال میں ذہنی کا یہ شعر نقل کیا ہے:

بوسہ و نظرت حلال باشد، یاری — حجت دارم بر این سخن از دو چرگر

رشیدی کی رای میں اولاً تو یہ لفظ بضم جیم فارسی ہے، دوم اس کے معنی مغنی ہیں، مغنی تصحیف سے پیدا ہوا ہے۔ سروری نے بمعنی مغنی و مطرب لکھا ہے۔ صاحب انجمن آرای ناصری نے رشیدی و سروری کے اقوال نقل کرکے لکھدیا ہے کہ "در باب مغنی و مغنی تصحیف خوانی شدہ است، معنی درستی بدست نیامدہ است"۔ خان آرزو نے سراج اللغۃ میں بوزن سردم لکھ کر یہ بتایا ہے کہ میری رای میں یہ چارہ گر کا مخفف ہے، صاحب چلم وبی (مغنی) کے معنی مجازی ہیں اور معنی مغنی کی تصحیف ہے۔

چسپیدن: بجیم مفتوحِ فارسی، چسپید، چسپیده، چسپد، چسپنده، چسپ۔ (پ)

چشم: آنکھ۔ (فن)

چشم بچیزی سیاه کردن: بمعنیٔ طمع کردن وران چیز۔ (پ)

چشم روشنی: بمعنیٔ تہنیت و مبارکباد۔ (پ، د، م)

چقماق: در ترکی، آتش زنہ۔

چک: بجیم فارسیٔ مفتوح، امر است از چکیدن، و بمعنیٔ قبالہ نیز آید، و قفای سر را نیز گویند۔ (پ)

چکسہ: بجیم فارسیٔ مفتوحِ بکاف پیوستہ وسینِ مفتوحِ بہای زدہ کاغذی فرو پیچیدہ کہ آن را بہندی 'پڑیا' گویند۔ (پ، فن)

چکیدن: ٹپکنا۔ (فن)

چکامہ: قصیدہ۔ (د، فش، ق)

چگل: ظرفی را کہ بہر نگاہداشتنِ آب از چرم سازند، در فارسی بجیم فارسیٔ مفتوح وکافِ فارسیٔ مفتوح، و در ہندی چھاگل بہ افزودنِ الف و ہای ہوز در میانۂ جیم وگاف وچگل یا فارسیٔ مستحدث است یا معرّب۔ (فش)

چلپ: بجیم فارسی، ہندیٔ آن جھانجھ است۔ و آن را

بفارسی غلاجِل نیز گویند[1] (پ، فن)

چلغد: چلتہ۔ (م)

چم: بجیمِ فارسیٔ مکسور، بمعنیٔ مستی۔ (د، فش، ق)

چمانی: بمعنیٔ ساقی۔ (بہ)

چمر: بہر دو فتحہ، بزبانِ دری با ہویدا و نمودار و آشکار مترادف بالمعنی است۔ (فش، ق)

چمن از چشم چکیدن: خونفشانیٔ چشم۔ (آ۔ غ)

چمیدن: چمید، چمیدہ، چمد، چم، چمندہ[2]۔ (پ)

چنبرِ وارگونہ: آسمان۔ (د)

چنگالی[3]: مالیدہ را گویند کہ ملیدہ مخففِ آنست۔ و ہمین شہرت دارد۔ (فش، ق)

چہ: کیا۔ (فن)

چہرہ شدن: بمعنیٔ مقابل شدن و مقابلہ کردن۔ (پ، د)

چہل: چالیس۔ (فش)

چیدن: چید، چیدہ، چیند، چینندہ، چین۔ (پ)

چیرگی: غلبہ۔ (د) **چیلبود**: با عرابِ مجہولہ، بمعنیٔ پل صراط۔ (فش، ق)

۱- جلاجل عربی ہے فارسی نہیں، اور جُلجُل بضم ہر دو جیم گھونگرو کو کہتے ہیں۔ پس جلاجل کے معنی پاؤں میں پہننے کے گھونگرو یا پازیب ہوئے۔

۲- میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "چمید صیغہ ماضی کا ہے چمیدن سے اور چمیدن ایک مصدر ہے صحیح اور مسلم۔ چمد مضارع، چم امر۔" (آ۔ غ)

۳- انجمن آرای ناصری میں چنگال لکھا ہے۔

ح

حارث : بمعنی کشاورز۔ (فش، ق)

حارس : بمعنی نگہبان۔ (فش، ق)

حاش، و حاش للہ : پارسیوں نے ازراہ تصرف کے بمعنی زنہار قرار دیا ہے، یعنی تاکید۔ اگر منفی پر آئے، تو نفی کی تاکید اور مثبت پر آئے تو اثبات کی تاکید (عس)

حاکم : کارکیا، کنارنگ، مرزبان۔

حاکم شہر : شہرکیا۔

حال : جاور۔ حال کی جگہ حالات یا احوال لکھنا فصیح نہیں ہے خصوصاً احوال کہ بمعنی واحد مستعمل ہے۔ اور یہ استعمال یہاں تک پہنچا ہے کہ احوال بمعنی جمع مستعمل نہیں ہوتا۔ (آ، د، م)

حاملہ : آبستن، آبستنی، زنِ باردار۔
حائض : دُشتان۔
حائک : جولاہ، جولہ، بافندہ، پای باف، ہمگر، جلاہہ۔
حجامت : آژدن، خستنِ تن باسترہ۔
حدید : آہن، لوہا۔ (فن)
حَرب : جنگ، لڑائی۔ (فن)
حریف : بمعنی دوست کے بھی مستعمل ہے۔ (ع)
حشوِ قبا : آگنہ۔
حشوِ نہالی : آگنہ، تونشک، جغبت۔
حصہ : بخش۔ بہرہ۔
حضرت : درگاہ، بارگاہ، تیمار، شفتہ۔
حفظِ وضع : پاساد۔
حقیقت : آمیغ۔ حقیقی : آمیغی۔
حکمت : فرزیود۔
حکومت : کارکیائی۔
حَمل : برّہ، بیگھ۔
حنجرہ : گلا۔ (فن)

حنظل: شرنگ، اندراین۔

حوت: ماہی، مچھلی۔ (تن)

حور: بمعنی حورا کے اہلِ فارس اس کو صیغہ واحد کا قرار دیکر الف نون کے ساتھ اس کی جمع لاتے ہیں۔ سعدی کہتا ہے:

حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف
از دوزخیان پرس، کہ اعراف بہشت است

بلکہ حور کو حوری کہہ کر اس کی جمع حوریاں لاتے ہیں۔ حافظ کہتا ہے:

حوریان رقص کنان ساغر مستانہ زدند (آ)

حیات: زندگانی۔ (فن)

خ

خاتم : انگشتری۔ بمعنیٔ نگین غلط - (آ)

خاتم بندی : پرچین کاری۔

خاتون : بانو، بنّو۔

خاد : زغن، غلیواز، چیل۔ (فن)

خار : کانٹا۔ (فن)

خار پیراہن ریختن : بمعنیٔ بیقرار کردن - (پ)

خاریدن : بی واو، خارید، خاریده، خارد، خارنده، خار (پ)

خاستن : بی واو، خاست، خاسته، خیزد، خیزنده، خیز (پ)

خاص، خاصه : ویژه خاصگان، ویژگان۔

خاک : بمعنیٔ مٹی (د۔ک)

خاکروب: پاکار۔
خاکم بدہن: واسطے اقوال کے ہے۔ جب کوئی کلمۂ کردہ و طبع کہتے ہیں، "توخاکم بدہن" کہہ لیتے ہیں۔ عمر خیام؂

بر خاک بہ تلخی مئے ناب اے عمرا
خاکم بدہن، مگر تو مستی ، ربی

اور "خاکم بسر" اور "خاکم بفرق" عام ہے، جیسا کہ میں ایک شہزادے کے مرثیے میں کہتا ہوں:

ای اہل شہر مدفن این دودمان کجاست؟
خاکم بفرق، خوابگہِ خسروان کجاست؟ (آ)

خاگینہ: خاگینہ، خورشِ مرغوب و مشہور۔ (فش، ق)
خالص: ناب، ویژہ۔
خالقِ معنی: بمعنیٔ معنی آفرین۔ (خ)
خالی: تہی۔
خاموش: چپ۔ (فن)
خاموش شدن: مغز در سر کردن۔ (پ)
خامہ: قلم۔ (فن) خانقاہ: سنجر ستان۔
خانہ: کدہ، گھر۔ (فش، ق، فن)

خانۂ تابستانی: پرواز۔
خانۂ عنکبوت: نسیج، تنیدۂ عنکبوت۔
خانہ گاہ: کومہ، کازہ، چھپّر
خانۂ گل: کازہ، مٹی کا گھر۔
خاور: بمعنی مشرق است۔ (د، تع، قش، ق، م)
خایہ و خایک: باضافۂ کاف تصغیر بیضہ را گویند۔ خاگینہ
کہ نانخورشی است مرغوب و مشہور، مرکب این است،
چون زرینہ و سیمینہ۔ بسبب کثرت استعمال، یای تحتانی
از میان رفتہ و خاگینہ ماندہ۔ یا آنکہ بسبب کراہیت لفظ
خایہ، یای تحتانی از میان برانداختہ اند۔ می باید فہمید کہ
بروایتی ضعیف، بیضۂ مرغ را خاگ گویند۔ و چون تبدیل
ہای ہوز بکاف تحتانی دستور است، خاگ نیز بتوان گفت،
و خاگینہ را ازین اسم مرکب توان دانست۔ (خق، ق)
خبر خوش: مژدہ، نوید، تبلیغ۔
خجالت: شرمندگی۔ (عس)
خداوند: کی، کیا۔ **خداوندِ کار**: کارکیا۔
خدابخش: بخشیدۂ خدا۔ (فش، ق)

خدائی: ایسا خدا - (عس)

خر: اُلاغ، گدھا - (ق)

خرابہ: مزید علیہ، اصل لغت عربی الاصل بمعنیٔ ویران و ویرانہ، ہندی اُدھڑا - (ع)

خراج: ساو، باج -

خرامان: نازاں، گرازاں -

خرچنگ: سرطان - (د)

خُردہ: بخای مضموم بی واو، دقیقہ، نقدی - (تیغ)

خُرہ: بخای مضموم ورای مفتوح وہای مختفی، نورِ قاہر را گویند و ازین جاست کہ خور اسم آفتاب است - و خشید بشین مکسور و یای معروف در آخر آنہ افزودہ اند مثل جم و جمشید - باید دانست کہ شید بمعنی با فروغ منضم است -

۱- ایک خط میں میرزا صاحب لکھتے ہیں: "وہ پارسی قدیم جو ہوشنگ وجمشید وکیخسرو کے عہد میں مروج تھی، اس میں خرہ بخای مضموم نورِ قاہر کو کہتے ہیں" اور چونکہ پارسیوں کی دید و دانست میں بعد خدا کے آفتاب سے زیادہ کوئی بزرگ نہیں ہے، اس واسطے آفتاب کو خر لکھا اور

شید کا لفظ بڑھا دیا۔ شید بشین مکسور و یای معروف بر وزنِ عید، روشنی کو کہتے ہیں۔ یعنی یہ اُس نورِ قاہرِ ایزدی کی روشنی ہے۔ خرا ور خرشید یہ دونوں اسم آفتاب کے ٹھہرے۔ جب عرب و عجم مل گئے، تو اکابرِ عرب نے کہ وہ منبع علوم ہوئے، واسطے رفعِ التباس کے خر میں واوِ معدولہ بڑھا کر خور لکھنا شروع کیا۔ ہر آئینہ متاخرین نے اس قاعدے کو پسند کیا اور منظور کیا۔ اور فی الحقیقت یہ قاعدہ بہت مستحسن ہے۔ فقیر خرجہان بے اضافۂ لفظِ شید لکھتا ہے، موافق قانونِ عظمای عرب واوِ معدولہ لکھتا ہے، یعنی خور۔ اور جہاں باضافۂ لفظِ شید لکھتا ہے، وہاں بہ پیروی بزرگانِ پارسی سر بسر لفظ خور کو بے واو لکھتا ہے، یعنی خرشید، خور کا قافیہ دور اور نور کے ساتھ جائز اور روا ہے۔ خود میں نے دو چار جگہ باندھا ہوگا۔ وہاں میں بے واو کیوں لکھوں۔ رہا خورشید، چاہو بے واو لکھو، چاہو مع الواو لکھو۔ میں بے واو لکھتا ہوں، مگر مع الواو کو غلط نہیں جانتا اور خر کو کبھی بے واو نہ لکھوں گا، قافیہ ہو یا نہ ہو، یعنی نظم میں وسطِ شعر میں آ پڑے یا نثر کی عبارت میں واقع ہو، خور لکھوں گا۔

یہ بات بھی تم کو معلوم رہے کہ جس طرح خُر ترجمہ نورِ قاہر کا ہے، اسی طرح جم ترجمہ قادر کا ہے کہ باضافۂ لفظ شید اسم شہنشاہ وقت قرار پایا ہے۔" (رخ بعض)

دیگر ہم بدین صورت یعنی، خُرہ، بخای مضموم بمعنیٔ صوبہ و ضلع نیز آمدہ است - چنانکہ در قلمرو ایران کہ بر پنج صوبہ مشتمل است، خُرۂ استخر و خرۂ اردشیر و خرۂ داراب و خرۂ قباد و خرۂ شاپور نویسند-

و خَرہ بخای مفتوح و ہای اُہمای حرکت کنارۂ کنجد و بذر دیگر را گویند - و آن چیزیست کہ پس از کشیدن روغن باز ماند - و درین لغت رای قرشت را ہم بتخفیف تون خوانند و ہم بتشدید - (فش، ق)

خزان: پائیز، برگ ریز-

خزیدن: خزید، خزیدہ، خزد، خزندہ، خز (پ)

خس بدندان گرفتن: بمعنیٔ زینہار خواستن، اظہارِ عجز- (ب لم ع)

خَشتن: خشت، خستہ: زشندہ این را مضارع نبود- (پ)

خستو: بمعنیٔ اقرار کنندہ - (پ)

خُسُر: پدرِزن، بقلبِ اضافت پسر[2]- (آ)

۱- دری کشا: ۲۹ میں بفتح اول و ضم تا و واوِ معروف لکھا ہے-

۲- لغت فرس: ۱۳۵ و دری کشا: ۳۰، میں لکھا ہے: "خسر بضم اول و ثالث و واوِ معروف، پدرِ زن، پدرِ شوہر، مادرِ زن، مادرِ شوہر"-

خُسران : بمعنیٰ نقصان ۔ (غ)
خِشت : اینٹ ۔ خشتِ شرابے : مہرِ خُم ۔ (قن)
خشک دامن : بمعنیٰ متورع و پرہیزگار است ۔ (قش ، ق)
خَشم : غصہ ، بے خوئی ۔
خَشن خانہ : خانہ را گویند کہ بیابانیان از سند و پلاس دگلیم سازند
وخشن خانہ ماندن جای مفلسان ۔ (قش ، ق)
خصوصاً : وغیرہ ۔
خط کشیدن : مطلق بمعنیٰ باطل کردن و محو کردن چیزی باشد ۔
(پ)
خط بہ بینی کشیدن : عبارتست ازان کہ اقرار بعجز خود کنند
(پ)
خط دادن : اقرار و اعتراف کردن ۔ (پ)
خطاب : مہر خوانا[1] ۔

---

[1] میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں : "خطاب کے مراتب میں پہلے تو خانی کا خطاب ہے ، اور یہ بہت ضعیف اور بہت کم ہے ۔ مثلاً ایک شخص کا نام ہے میر محمد علی یا شیخ محمد علی یا محمد علی بیگ ، اور اس کو خانی بھی حاصل نہیں ۔ پس جب اس کو بادشاہِ وقت محمد علی خان کہہ دے ، تو

خطوطِ شعاعی: یعنی سورج کی کرن۔ (آ)

خفتن: سونا۔ خفت، خفتہ، خسپد، خسپندہ، خسپ، وخسپیدن مصدرِ مضارعی۔ و این کہ خوابیدن نیز بمعنی دارد، اصل این است کہ خواب اسم جامد است در پارسی بمعنی نوم۔ فآن را متصرف گردانیدہ اند۔ و این چنین در پارسی بسیار است۔ اما این کہ قبلۂ اہلِ سخن سعدی شیرازی در بوستان میفرماید، شعر

شتر بچہ با مادرِ خویش گفت ۔۔۔ پس از رفتن آخر زمانی بخفت

بقیہ صـ۱۰۴ کے گویا اُس کو خانی کا خطاب ملا۔ اور جو شخص کہ اُس کا اصلی نام محمد علی خان ہے، یا تو وہ قوم افغان (سے) ہے، یا خانی اُس کو خاندانی ہے، بادشاہ نے اُس کو محمد علی خان بہادر کہا۔ پس یہ خطاب بہادری کا ہے۔ اس کو بہادری کا خطاب کہتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر خطاب دولگی کا ہے۔ یعنی مثلاً محمد علی خان بہادر، اُس کو منیر الدولہ محمد علی خان بہادر کہا۔ اب یہ خطاب دولگی کا ہوا۔ اس کو بہادری کا خطاب نہیں کہتے۔ اب اس خطاب پر افزایش جنگ کی ہوتی ہے۔ منیر الدولہ محمد علی خان بہادر شوکت جنگ۔ ابھی خطاب پورا نہیں ہوا۔ پورا جب ہوگا کہ جب ملک بھی ہو۔ پس پورے خطاب کو خطابِ بہادری کہنا غلط ہے (آ۔خ)

ازین جا گمان کردہ می شود کہ مگر مضارعِ خفتن، خفتد
خواہد بود کہ شیخ امر آن را بخفت استعمال کردہ۔ سخن
این است کہ این از بہر ضرورت قافیہ شعر است، ورنہ
ماضی وامر بیک صورت نمی تواند بود۔ (بہ، فن)

خفچاق: نام دشتی است کہ در اقصای ترکستان است۔ و آن
دشت مسکن و موطن ترکان است۔ (فق، ق)

خُلاصہ: اردو، زبدہ، وغیرہ۔

خلّخ: نام ایلی است از مغول۔ (فق، ق)

خلخال: جھانجن۔ (دہلی اردو اخبار)

خُم: مٹکا۔ (فن)

خُم وخچم: ہندوستان کے باتونی لوگوں کو خم وچم بولتے سنا ہے۔
آج تک کسی نظم ونثر فارسی میں یہ لفظ نہیں دیکھا۔ لفظ پیارا
مجھ کو بھی پسند، مگر کیا کروں، جو اپنے پیشواؤں سے نہ سنا
ہو، اس کو کیونکر صحیح جانوں۔ (آ)

خموشیدن: تن زدن۔

خمیازہ: چیزیست کہ آن را در اردو انگڑائی گویند۔ (فق، ق، فن)

خندق: کھائی، کندہ کہ صیغہ مفعول است از کندن یعنی خندق آب، و گویند
کہ خندق معرب است۔ (فق، فن)

خندۂ دندان نما: اُس ہنسی کو کہتے ہیں جو تبسم سے بڑھ کر ہو
اور اُس میں دانت ہنسنے والے کے دکھائی دیں۔ (آ)

خندیدن: ہنسنا۔ (قن) خنزیر: گراز، خوک

خنیاگر: چرگر، رامشگر، مغنی، مطرب۔ (آ، بر)

خواستن: بواو معدولہ، چاہنا۔ خواستا، خواستہ، خواہد، خواہندہ، خواہ۔ (بہ، قن)

خواندن: خواند، خواندہ، خواند بحرکت نون۔ خوانندہ، خوان (بہ)

خواہش: آرزوی اشتیاق، شاد خواست۔

خوب: فرہیدہ، اچھا۔

خودستائی } سپاہی زدن۔
خودنمائی }

خوردن: بواو معدولہ، خورد، خوردہ، بواو صیغۂ مفعول خوردن
خورد بحرکت را، خورندہ، خور، امراین باضافۂ الف
نیز آید۔ (بہا، تنغ)

خورہ: بواو معدولہ، جذام، واسم مرضی است کہ آن را
داء الثعلب گویند۔ وآن فرو ریختنِ موی ریش و بروت
دائم واست درانتہای جذام۔ و نیز اسم کرمی است

کہ آن را در عربی آزدمہ نامند۔ (فش، ق)

خوشہ: برنج سنبلہ، کتّیان۔ (د) خوک: گراز۔ خنزیر۔

خوی: بواوِ معدولہ و تحتانی، ترجمۂ عرق۔ (فش، ق)

خوی گیر: نمدِ زین را گویند کہ اسمِ دیگرِ آن نمکلتو است و در عرفِ اہلِ ہند خوگیر اسمِ او ست۔ (فش، ق)

خویلہ: بیای تحتانی بعد از واو ... ہمان لفظ است کہ بی واوِ معدولہ و الف در آخر زبان زد زنانِ ہند است یعنی خیلا۔ و این از توافقِ لسانین نیست۔ بعد استیلای مغول در ہند، چون مردمِ این قلمرو شنیدند، یاد گرفتند و تلفظِ واوِ معدولہ منظور نداشتہ بحسبِ ساعتِ خویش احمق و ناہموار را خیلا گفتند۔ (فش، ق)

خہی: آشنا، اینجا۔

خیارہ: ککڑی۔ (فن)

خیش خانہ: بیای تحتانی مجہول بروزنِ پیش خانہ، خانہ کہ از جامۂ تنک سازند۔ و آن خانہ را بپاشیدنِ آب تر دارند۔ خیش خانہ آرام گاہِ مستان است۔ (فش، ق)

خیکسا: بجای کسرہ، بکھال۔ (د)



داد خواه : کاغذی پیرہن - داد خواہی، جامۂ کاغذی پوشیدن استغاثہ، مشعل بکف گرفتن -

دادستای : انصاف کی تعریف کرنے والا - (د)

دادن : داد، دادہ، دِہد، دِہندہ، دہ - (پ)

داروغۂ توشک خانہ : مُہتدار -

داس : ہندی آن درانتی - (پ، فن)

داشتن : رکھنا - داشت، داشتہ، دارد، دارندہ، دار صیغۂ امر است از داشتن - اہل زبان بمعنی بایستن بھی استعمال کرتے ہیں - ظہوری :

گر اسیر زلفت و کاکل گفتہ باشم خویش را
گفتہ باشم، این قدر بر خویش بخشیدن نشد!

(آ، سپ، فش، ق، فق)

داغ: دھبّا۔ (ق)

دام: جال۔ (ق)

دامن بدندان گرفتن: عجز کردن، و آمادۂ گریز شدن ۔ (پ)

دامن زیر سنگ آمدن } عبارت از درماندہ شدن و عاجز
دامن زیر کوہ آمدن } شدن۔ (پ)

دانستن: دانست، دانستہ، داند، دانندہ، داں۔ دانم
صیغۂ متکلم است از مضارع دانستن۔ (پ، فش، ق)

دانگ: در جہانگیری اسم خورشی است کہ در شادی دندان برآوردنِ کودکان سیر خوار پزند۔ (فش، ق)

دَاءُ الثّعلب: خورہ۔

دایہ: زنِ شیر دہندہ را در عربی "مرضعہ" و در فارسی "دایۂ" و در ہندی "دائی" و "دھائی" بدالِ مختلط التلفظ بہای ہوز و در روز مرۂ اردو "اَنّا" گویند بر وزنِ بنّا کہ مرادفِ معارست۔ (فش، ق)

دبدبہ: شکوہ۔

دختر: در ہندوستان "چھوکری" گویند بجیم فارسی مختلط التلفظ و واو مجہول۔ (فش، ق)

دخمہ: بدالِ مفتوح، قبرستان۔ (د، قغ)[1]

دَر: بدالِ مفتوح برای فرشتہ زدہ، بزبانِ پہلوی در تشریحای باب آبہ۔ وصیغۂ امر ست از دریدن۔ (نش، ق)

دَرا: گھنٹا۔ (قن)

در آب و آتش بودن: اشارہ بافراطِ زحمت و رنج۔ (پ)

دَرّاعہ: اصلِ لغت مشدّد ہے۔۔۔ مخفف بھی باندھتے ہیں (آ، ج)

دَرایش: بدالِ مفتوح[2]، تاثیر۔ (د)

در پس زانو نشستن: مراقبہ را گویند و تلمذ و استغنا دو را۔ (پ)

درچۂ عمارت: اشکوب۔

در خط شدن: عبارت از شرمندہ شدن و درہم گشتن۔ (پ)

درخواہ: درخواست۔ (د)

در خود فرو رفتن: بمعنیٔ متفکر و متحیر بودن۔ (پ)

۱۔ لغت فرس: ۴۷۴، میں گورخانۂ گبران لکھا ہے، جو زیادہ صحیح تعبیر ہے عام گورگاہ کا مفہوم تو قبرستان سے ادا ہوتا ہے اس لیے کہ آتش پرستوں میں مردے کو قبر میں دفن نہیں کرتے اور یہ دخمے سے ادا ہوتا ہے کیونکہ مسلمانوں میں مردے کو کسی عمارت کے طاق میں نہیں رکھتے۔

۲۔ مطبوعہ دستنبو کے حاشیے پر غالب نے اپنے قلم سے "بفتح دال" لکھا ہے۔ مگر درِ کاویانی: ۲۷، میں بکسرِ اول درج ہے۔

دُردِ شراب : لای۔
دَرَشت : بہر دو فتحہ[1] اشرفی۔ (د، تغ)
در فراز کردن : بستن در۔
درگیرندہ : مثنوی۔ (د)
درماندہ شدن : دامن زیرِ سنگ آمدن، دامن زیرِ کوہ آمدن۔
دَرْوا۔ اندروا، سرنگون، معلّق۔ (پ، د)
درودن : بفتح دال وضم را[2]، درو، درودہ، بِرَوْد بکسر دال وفتح را، درونده، بدرو۔ (پ)
دُروغ : مصلحت۔
دُژدن : بدال مضموم ورای مضموم دراو معروف، بوزنِ جندن، آنچہ برخوردنی وآشامیدنی دمند۔ ہر آئینہ دربارۂ دُردن، کارگر افتادن وکارگر نیفتادن سراینده، یعنی تاثیر وعدم تاثیر۔ (فش، ق)
دُژگَنْدہ : بدالِ ابجد مضموم بوزنِ آژندہ وخرسندہ، مردِ بیگانہ کیش، مخالفِ ملتِ خویش را گویند۔ (فش، ق)

۱۔ رشیدی، سراج اللغۃ اور انجمن آرای ناصری میں بضمِ دال و را لکھا ہے۔
۲۔ رشیدی، سراج اللغۃ اور انجمن آرای میں بضمِ دال و را لکھا ہے۔

درہم گشتن: درخلط شدن۔
دریچہ[1]: کھڑکی۔ در کوچک کہ تازیان غرفہ گویند۔ طغرای مشہدی:
روز و شب دریچۂ مشرق و مغرب باز است
ورنہ از تنگیٔ این خانہ نفس می گیرد
(فش، ق، قن)
دری خانہ: دیوان خاص۔ (د)
دریدن: فتاریدن، فتریدن، فتالیدن، فتلیدن، پھاڑنا۔ (قن)
دریغ[2]: افسوس۔
دریوزہ گر: کاسہ گردان۔
دزد: شبرو، چور۔ (قن)
دزد افشار: کسی را گویند کہ دزد را با مال بگیرد و چیزی از وی بزور بستاند و بگذارد۔

۱۔ انجمن آرای ناصری میں لکھا ہے کہ اصل لغت دریچہ بکسر را ہے۔ اہل زبان حروف کی طرح حرکت میں بھی تغیر و تبدل کر دیتے ہیں۔ طغرا کے شعر میں دریچہ، بحرکت یا، اسی قبیل سے ہے۔
۲۔ دری کتا: ۳۳۳، میں بکسر اول و تحتانی و مجہول ضبط کیا ہے۔

واین لفظ مرکب است از دزد و افشار کہ صیغۂ امر ست از افشردن بمعنی افشرندۂ دزد۔ و ترجمۂ آن در ہندی "چور کا نچوڑنے والا" یعنی چنانکہ بہ پیچ و تاب دادن از جامۂ نمناک آب گیرند، ہم چنین مال از دزد گرفت۔
(فق، ق)

دِژ: بدال مکسور[۱] قلعہ را گویند۔ (پ، د، قن)

دِژخیم: بر وزن اقلیم[۲]۔ بمعنی[۳] بدخو۔ (م)

دِژَم: بدال مکسور و زای فارسی مفتوح، بر وزن دِرَم، شخص دژم و بد و تباہ و زشت۔ (د، فغ، م)

۱۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ "دِز بکسر، قلعہ۔ و بعض بزای فارسی گفتہ اول اصح است"۔ رشیدی اور انجمن آرا میں بھی زای ہوز ہی کو افتیار کیا ہے۔

۲۔ رشیدی نے لکھا ہے کہ یہ لفظ دژ بضم دال ہے۔ انجمن آرا رشیدی کا ہمخیال ہے۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ دال پر زبر، زیر، پیش تینوں حرکتیں ہیں۔ اس لیے اس کے مرکبات میں بھی تینوں حرکتیں لغات میں پائی جاتی ہیں۔ مگر "دژخیم" کے تحت دژخیم کو بضم دال ہی لکھا ہے۔ اور یہی درست اور صحیح بھی ہے اس لیے کہ دژ اور دُش دونوں کے معنے بُرے کے ہیں اور خیم عادت کو کہتے ہیں۔

۳۔ رشیدی، سراج اور انجمن نے بضم دال لکھا ہے اور دژ سے مرکب بنایا ہے۔

دساتیر: صحیفۂ چند است کہ بر پیمبرانِ پارس نازل شدہ است
و آن زبان بہیچ زبان مشابہ نیست ساسانِ پنجم آن را
در زبانِ پارسی تا آمیختہ بعربی ترجمہ کردہ است۔ (دقع)

دست: ترجمہ ید ہے، جس کی ہندی ہاتھ، اور بمعنی قسم و نوع
اور بمعنی مسند بھی مستعمل ہے۔ (قن، ل)

دستار: پگڑی۔ (قن)

دَستان: بدالِ مفتوح بمعنی آوازِ خوش، افسانہ نہیں۔ دستان
کے تین معنی ہیں: ایک تو رستم کے باپ کا نام، اور وہ علم
ہے۔ دوسرے ۔۔۔ تیسرے آوازِ خوش۔ اور یہ جو بلبل
کو ہزار داستان کہتے ہیں، سو تی اور فرد مایہ لوگ کہتے ہیں
صحیح ہزار دستان ہے، یعنی بہت طرح کی آوازیں بولتا ہے
(اخ)

دستِ برنجن: پارہ، کڑا۔

دست بند زدن: بمعنی فراہم آمدن گروہی از انسان خواہ
از حیوان۔ (سب)

دست بہم دادن: بمعنی میسر آمدن۔ (سب)

دستِ مرنجاد: دعا۔ (د)

دست زیر تیغ داشتن } اشارہ بحالت تحیر و سکوت است
دست ستون تیغ کردن } (پ)

دست و دہن آب کشیدن: یعنی شستن دست و دہن۔ (پ)

دستور: بمعنی نہاد، قاعدہ، قانون۔

دستوری: بمعنی رخصت و اجازت۔ (د، م)

دست یافتن: بمعنی غالب آمدن۔ (پ)

دشت: صحرا، جنگل۔ (فن)

دُشت: بدال مضموم، بی تغیر صورت در ہر دو زبان بمعنی مکروہ طبع و ناپاک۔ (فن، ق)

دِشتا: بروزن زِشتا در ہندی بمعنی نگاہ۔ (فن، ق)

دُشتان[1]: بدال مضموم، زن حائض۔ مرکب از دُشت بضم دال بمعنی زشت و نجس، و الف و نون حالیہ۔ (د، فن، ق)

دُشتی ازگرد: بکاف پارسی مکسور... اسم شہریست کہ بر قرار بر

۱۔ انجمن آرا میں بفتح دال لکھا ہے۔ سراج میں بالفتح لکھ کر یہ بھی کہا ہے کہ "می تواند کہ بضم اول باشد مرکب از دُشت بمعنی زشت و بد و الف و نون نسبتی، یعنی کسی کہ منسوب بہ بد و زشت است"

کوهی آباد کرده اند۔ ہمانا گر تخفیف گردد، و گرد با وجود افادهٔ معنی بلندی بمعنی شهر تبریز می آید۔ و دشخوار گر ازان گفتند که آن کوهِ بلند رهگذرهای دشوار گزار دارد۔ (فش، ق)

دِشِشت: بر وزن بِرِشت یعنی بهر دو کسره، در فارسی چیزی که حسِ بصر مدرکِ آن تواند بود[1]۔ (فش، ق)

دفترِ حساب: اوار، اوارجه۔

دقیقه: خرده۔

دل: ترجمهٔ قلب، واستعارهٔ وسط، متن۔ (فش، ق)

دلیل: پاسبر، رهنما، رهبر۔

دِماغه: کلاهی که بر سرِ باز و شاهین نهند۔ (سپ)

دَم گرفتن: کمر پیچ کردن، کمر راست کردن۔

دمیدن: اُگنا۔ دمید، دمیده، دمنده، دمش، دم۔ (سپ، قن)

دندان: دانت۔ (قن)

دو پیکر: جوزا۔ (د)

دو تخمه: آکدش، مجنس۔

دوچار شدن: بهم رسیدن دو کس را به اعتبارِ آن که دو چشم

۱۔ دری کشا: دِشِشت بکسرِ اول و دوم بمعنی محسوس۔

چوں باد و چشم دگر پیوست ہر آئینہ چاک شمرد، دو چار شدن گویند۔ و این معنی وقتی حاصل آید کہ بعد از دال واو نویسند تا تلفظ پدید آید۔ (فش، ق)

دوختن: سینا۔ دوخت، دوختہ، دوزد، دوزندہ، دوز (پ، فن)

دود: دھواں۔ (فن)

دودِلہ: متفکر، متشوش۔ (د)

دُودَہ: گھرانا۔ (د، تغ)

دور باش: ممانعت۔ (د)

دوروئی: بمعنی تند دستی۔ (بہ، م)

دوش: کل کی رات، کندھا۔ (فن)

دوشیدن: دوشید، دوشیدہ، دوشد، دوشندہ، دوش (پ)

دُوَک: تکلا (فن)

دول: بمعنی ظرفی کہ بدان از چاہ آب کشند، فارسی ہا ساختہ است کہ در ہندی بیال تقلیلہ شہرت دارد (فش، ق)

دویدن، دوید، دویدہ، دود، دوندہ، دو۔ (پ)

دویم: بروزن جویم غلط۔ دُوُم ہے بغیر تحتانی یا بفرض تحتانی بھی

لکھیں گے، تو دُیم پڑھیں گے۔ اگرچہ لکھیں گے دویم۔ واو کا اعلان ٹکسال باہر ہے۔ ہاں، دومی درست ہے۔ مگر نہ بحذفِ تحتانی مثلِ زمین بحذفِ نون، بلکہ بطریقِ قلبِ بعض دویم کا دومی ہوگیا۔ (آ، خ، دہ آک: ضحاک (د)

دھان دَرَہ: دمِ ساہانِ فاژہ است کہ بہندی جمائی گویند ودر عربی تثاؤب وتمطی خوانند۔ (پ، فش، ق، فن)

دِہ کیا: مضاف اور مضاف الیہ مقلوب ہے۔ یعنی کیای دہ اور حاکمِ دہ، مالکِ دہ (آ، ق، م)

دی: بدال مکسور، روزِ گزشتہ۔ (د)

دیدن: دیکھنا مصدر ہے۔ دید، دیدہ، بیند، بینندہ، بینا۔ (پ، فش، ق، فن)

دیرباز: بمعنی مدتِ کثیر است در ماضی۔ (فش، ق)

۱۔ رشیدی، سراج اور دری کشا: ۳۴، میں لکھا ہے کہ ضحاک کے معنی ہیں عیب۔ اس میں دس عیب تھے، اس لیے اس کا یہ نام پڑ گیا۔ میرزا صاحب نے اپنے قلم سے دستنبو کے حاشیے پر ضحاک کو بضمِ اول لکھ دیا ہے، جو سہوِ قلم ہے۔ صحیح بفتحِ ضاد ہے۔

دیر یازہ: ترجمۂ بطی السیر است۔ بطی الحرکت۔ (فش، ق)

دیس: بدالِ مکسور و یای مجہول، لغتیست فارسی بمعنی مثل و مانند۔ و دیزہ بزای ہوز بدلِ آنست چون اباز و اباس۔ لاجرم معنی شبدیز مانا بشب ستست۔ چون توسنِ خسرو پرویز سیاہ رنگ بود کہ آنرا در صرف ہند مشکی نامند، آنرا شبدیز می گفتند۔ (فش، ق)

دیگدان: آتیاغ، چولھا۔ (فن)

دیباس[1]: لغتی است دری و پہلوی، بمعنی توضیح و تفریح یسار سامانِ پنجم کہ ترجمۂ دساتیر رقم کردہ اند، دیباس رابمعنی توضیح چند جا آوردہ اند۔ (فش، ق)

دیوانگی محبت: یعنی وہ جنون جو فرط محبت میں بہم پہنچا۔ (ص)

۱- دری کشا: ۳۵، بکسرِ اول و تحتانی معروف بمعنی ترجمہ و توضیح
انجمن آرا کے مصنف کو اس لفظ کی تحقیق نہ ہو سکی۔

ذ

ذَبْح : عبارت از گاو بریدن است. (فق، ق)

ذخیره : یخنی.

ذَقَن : زنخ، ژوندی. (فق)

ر

راد : بمعنیٔ مردِ کریم، سخی (پ، م)

راسته : سڑک - (د)

راشو : بھولا - (فن)

رامشگر : چرگر، خنیاگر، مطرب، مغنی -

راندن : راند، رانده، راند بحرکت نون، راننده، راندن (پ)

راه بر : قلاوز، راه نما - پاسبز، دلیل -

راهِ خفته : و راه خوابیده، راهی را گویند که آمد وشدِ مردم از ان راه نبود، و هیچ کس دران راه تردد نه کند -
(فن، ق)

راه نما : قلاوز، راه بر، پاسبز، دلیل -

رایت : نشان -

رُبان : لفظِ صحیح، رُبا مخفف۔ (آ، خ)

رُبع : پاتو۔ (قن، ق)

رُت : بفتح، برہنہ وعریان، وبضم تہیدست وبینوا وبرہنہ وخالی۔ (فش، ق)

رِجل : پا، پاتو۔ (تیغ)

رُخ : گال۔ (قن)

رَخت : کاچار، کاچال۔

رخت آرایش کردن : بمعنیٔ رخت بدل کردن۔ (م)

رخشا و رخشان : ہردو برای مہملۂ مفتوح است۔ بنای دعویٔ ما بر آن است کہ رخشیدن مصدری است از مصادر، درخشد مضارع آن۔ و این تمام بحث بفتح رای قرشت است۔ بعد افگندن دال کہ علامت مضارع است۔ رخش باقی می ماند کہ کہ صیغۂ امر است چون الف در آخر آن در آرند، افادۂ معنیٔ فاعلیت می کند، مانندِ گویا و بینا و دانا۔ و ہم چنین چون در آخرِ صیغۂ امر الف و نون بیفزایند، معنیٔ حالیہ دہد

مثل گریان و خندان
دیگر باید دانست کہ این مصدر با مجموع مشتقات بإضافۂ
دالِ سادہ نیز می آید، یعنی درخشیدن، ہرآیینہ درخشا و
درخشان نیز گویند۔ رای غیر منقوطہ در ہر دو صورت
مفتوح مقبول و مضموم۔ مذموم۱ (سپ، خش، ق)۔

رخنہ: روزن، چھید۔ (فن)

رَدَّہ: بہر دو فتحہ، صف۔ و ردہ ردہ، صف در صف۔ و
خشتہای دیوار را کہ با ہمدگر برابر بنہند، نیز ردہ گویند
درفارسی، و رَدَّہ بتشدید دال درہندی۔ (سپ، د، فن
ق، م)

ردیف: پسِ افتادہ۔

رَزَہ: بتقدیم رای بی نقطہ برزای نقطہ دار۔ بفتحتین۔ و مبدل
منہ آن رجہ بجیم مفتوح، آنگنی۔ (خش، ق)

۱۔ لیکن فرہنگ انجمن آرای ناصری میں درخشان کو بضم دال و راکھ کر
بتایا ہے کہ "بفتح را و دال نیز گفتہ اند" اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ اہل ایران ضمّے کو ترجیح دیتے ہیں۔
۲۔ لغت فرس: ۵۰۲، بزای فارسی ژرہ۔

رُستاد: بروزنِ اُستاد[1]، روزینہ، مرکب از رُستی و داد است۔
و رُستی[2] برای مضموم، بمعنی احضار۔ و داد صیغہ ماضی از
دادن۔ و درین جا بمعنی مصدر و مفعول۔ بسبب کثرتِ
استعمال رستاد شد۔ چون در دو حرفِ قریب المخرج
برافگندن احد المتجانسین رسم است، رستاد ماند۔ (در فتح
قش، ق)

رُستن: برای مضموم مصدر اصلی، رُستن، رستہ، روئیدن، اُگنا
اُگنی۔ و روئیدن مصدر مضارعی نکلا ہوا روید سے
جو رستن کا مضارع ہے۔ (پ، تیغ، ق)

رستخیز: یعنی قیامت۔ (خ)

رستخیز اندازہ: قیامت کے مثل۔ (ن)

رَستن: بفتح را، رست، رستہ، چھوٹا، چھٹا ہوا، رہا۔ و در گشتن
مضارع را مکسور می گردد۔ (پ)

۱۔ رشیدی، سراج اللغۃ، انجمن آرای اور وری کشا میں رستاد کا مخفف
لکھا ہے۔ اس لیے بفتح اول ہونا چاہیے۔

۲۔ دری کشا: ۳۶، میں رستی کے معنی راحت، فراغ، شجاعت اور
استیلا لکھے ہیں۔

رسن باز: بندباز، ریسمان باز، نٹ۔
رسول: وخشور۔ پیغمبر۔
رسیدن: رسید، رسیدہ، رسد، رسندہ، رس، رسانْدن
متعدی و رسانیدن نیز۔ (پ)
رسیدنِ بنا بآب: ہم بمعنیٔ استحکام بنا و ہم بمعنیٔ انہدام۔ (ع)
رِشتن: بکسر را، کاتنا۔ رشت، رشتہ، ریسد، ریسندہ، ریس۔
(پ، فن)
رشتہ: دھاگا۔ (فن)
رصد: ہودل۔ اصدبند، ہودل بند۔
رضامند شدن: تن در دادن۔
رُعب: شکوہ۔
رعد: آسمان غریو، تندر۔
رفتن: بفتح را، رفت، رفتہ۔ رود، رَوِندہ، رو۔ (پ)
رفتنِ انتظام: از پرکار اُفتادن۔
رُفتن: بضم را، جھاڑنا۔ رُفت، رُفتہ، روبد، روبندہ، روب۔ (پ)
رفیق: سنگم۔ ہمراہ
رقیب: بمعنیٔ مخالف۔ (ع)

رَم : باصطلاح آوردن چیزرا در عربی رم می گویند، رمیدہ امر است از رمیدن، و مثلِ سوز و گداز بمعنیٔ مصدری مستعمل۔ و رمیدن، مصدر مشہورہٴ فارسی است۔ (قتی)[1]

رمیدن : بھاگنا۔ رمید، رمیدہ، رمد، رمندہ، رم۔ (پنج رقعہ)

رنجور : نزار۔

رنجیدن : خفا ہونا۔ (قن)

رندِ عالم سوز : بمعنیٔ رندِ بی نام و ننگ۔ استاد: "رندِ عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار؟" (ع)

رنگ : بوزنِ سنگ، بمعنیٔ لون، دیگر طرز۔ و بمعنی محنت بیان

۱۔ میرزا صاحب تیغ تیز میں لکھتے ہیں: "رم' امر ہے رمیدن کا، اور بمعنیٔ مصدری بھی مثلِ سوز و گداز مستعمل۔ مخفف رمہ بھی ہے"

۲۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "رنگ... لفظ فارسی الاصل ہے جب اس کو اردو میں منصرف یا بقولِ بعض متصرف کریں۔ تو نون کا تلفظ بھی ساقط ہو جائے گا۔ رنگنا بوزنِ چندا نہ کہیں گے۔ بلکہ وہ لہجہ اور ہے جیسا کہ اس مصرع میں: ہم نے کپڑے رنگے ہیں شنگرفی۔ یہ صحیح ہے اور فصیح ہے۔ ع ہم نے رنگے ہیں کپڑے شنگرفی۔ یہ اعلانِ نون گنواری بولی اور غیر فصیح اور قبیح ہے۔" (آ)

مبدل منددرج است۔ (فق۔ ق)

روان: جان۔ (قن)

روانِ گویا: شید اسپہبد، اسپہبدی شید، نفسِ ناطقہ۔

روباہ: لومڑی۔ (قن)

رود بار: جائیکہ جویہا و رودہا باشد۔ (د، قط)

روز: یوم، دن۔ (قن)

روز آینده: فردا۔

روزِ اول: نامِ آغاز روز۔

روزِ گذشته: دی۔

روزن: رخنہ، چھید۔ (قن)

روسا شدن: یعنی شرمنده شدن۔ (پ)

روستا: گاؤں۔ (د)

رونگاه: دیباچہ۔ (د)

روم: برای مضموم بواو مجہول، و رُم برای قرشتہ، دیباچہ
بمعنی موی زہار است، و در ہندی ترجمہ مسام۔ (قتا،
قش، ق)

ا۔ سراج در دری کتاب: بواو مجہول۔

رونق: بارنامہ، فرجام، رنگ۔

روئیا: پوشاسپ، پوشپاس۔

رو آوردہ: بمعنیٔ سوغات۔ (پ، سپ، د)

رہ انجام: ترکیبا۔ (آ، د)

رہبر، رہنما: پاسبر، دلیل، راہ نما، قلاور۔ (سپ، فش، ق)

رہی: بمعنیٔ غلام۔ (پ، د)

ریاضت: تپاس، تپسیا۔

ریچار و ریچال: براے مکسور و یای معروف، بمعنیٔ آچار۔ (سپ)

ریختن: ہم لازم و ہم متعدی۔ ریختن، ریختہ، ریزندہ، ریزندہ،

ریزہ، (سپ)

ریدہ[۲]: وکود، ترجمۂ طفل است۔ (فش، ق)

ریسمان باز: بندباز، رسن باز، نٹ۔

ریسمانِ گرہ دار: ہندی گورکھ دھندا۔ (تیغ)

۱- دری کشا، ص ۳۲، نیا دور واعظ۔

۲- سراج، دری کشا: ۳۹، بکسر را و تتائی ضرور هنا۔ لیکن سراج میں ریدکو ریدن سے مشتق بتایا ہے۔ اور اس کے معنے فضلہ اور کھاد کے لکھے ہیں۔

ریش : جراحت، زخم، گھاو۔
ریش : داڑھی۔ (ق)
ریمن : برای مکسورہ و میم مفتوح، پلید[1] (د، ق غ)

۱ : سراج اللغۃ میں بکسر اول و یای معروف و فتح میم لکھ کر چرکین معنی بتاتے ہیں۔

ژ

ژاج سوز: بجیم سے لفظ، بچّی کی شادی۔ (کہا، تحقیق)

ژاد: نوشته۔

ژاد بوم: مولد و مسکن۔ (ر، قط)

ژادشم: نام پیر تور است که جد پشنگ است۔ (م)

ژادور: زهره۔ (د)

ژاوش: بنای لفظ دار بر وزن طاوس و کاوس، اسم سعد اکبر است که آن را برجیس (مشتری) نیز گویند۔ و اگر بحسب ضرورت شعر هر دو را بیندازند نیز ژاوش خواهد بود مانند خامش، چنانکه حکیم سنائی غزنوی در حدیقه "ژاوش" را با "هش" که مخفف هوش است، قافیه کرده است۔ "از فلک ساحر است ژاوش را کرده چه است داتش بریاه"

(زیدہ تحقیق اق)

زبانِ اسرایش: زبانِ قال، و زبانِ نا سرایش، زبانِ حال را نامند۔ (رخش، ق)

زہاب: شعلہ۔ (قن)

زبدہ: ارد و میں خلاصہ۔

زچہ: بجیم سہ نقطہ، بفتحتین زنِ نوزائیدہ۔ در ہندی نیز جچا گویند۔ (تیغ، م)

زحل: کیوان۔

زحیر: کمناک۔

زخم: جراحت، ریش، گھاؤ۔ (قن)

زخمہ: بمعنی مضراب۔ (ن، د)

زدست ای زدہ است۔ (کم)

زدن: لازمی، ہندی لگ جانا، متعدی، مارنا۔[2] زد، زدہ،

۱۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے: "در رشیدی بالضم بمعنی گفتار و روش مرد و محاورۂ قومی۔ و بہر دو معنی ترجمۂ لسان است۔ مولف گوید: تخصیص ضم خطا است۔ بفتح نیز آمدہ، بلکہ لہجۂ ایران ہمین است۔ فافہم۔ (رجوع) ہند

۲۔ مرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے "زدن، لازمی بھی ہے اور متعدی بھی۔ لازمی کے معنی ہندی میں لگ جانا اور متعدی کے مارنا۔" (ا۔ ک)

زند، زننده، زن - (آپ)

زدودن: مصدر اصلی است، مانجھنا، وزداییدن مصارعی،
آما قیاسی نہ سماعی - بزدود، زدوده، زداید، زداییده،
زدای - (پ، قق، قن)

زرہ: سوتا - (قن)

زراعت: مزرعہ کاشت -

زرپای عشق: گھنگرو - (یتیم)

زرشت: بشیم را، کھوار - (پ)

زردشت: باعتقاد مجوس پیمبر (آ)

زرگر: سنار - (قن)

زشت: درشم، بد، نزدیک، برا - (قن)

زعفن: خار، غلیواز، چیل - (قن)

زغنگ: عربی فواق، ہندی ہچکی - (پ)

زمان: لفظ عربی، آزمینہ بعنی زمانے، یک زمان، ہر زمان،
زمان زمان، درین زمان، دران زمان، سب صحیح اور
فصیح - چوں اس کو ملانے کے دو گر ھا - اہل فارس نے مثل
موج و موجہ، یہاں بھی "ہ" بڑھا کر زمانہ استعمال کیا ہے۔

زمان و زمانہ کو میں پاگل ہوں جو غلط کہوں گا؟ ہزار جگہ میں نے نظم و نثر میں زمان و زمانہ کہا ہوگا۔ (آ، خ)

زمین لرزہ: بھونچال: (د)

زنِ باردار: آبستن، آبستنی، حاملہ۔

زنبور: بھڑ۔ (قش)

زنبیل: جھولی۔ (قش)

زنخ: ذقن، ٹھوڑی۔ (قش)

زنِ فاجرہ: جلب۔

زنِ نوزائیدہ: زچہ، جچا۔

زِنہار: پناہ۔ (د)

زنہاری: بمعنی مستامن۔ (دیا)

زوالہ: گولہ آرد[1]۔ (قش، ق)

زوجہ: جورو۔ (قش)

زودا: بہت جلد۔ (د)

زودمست: تنک شراب، تنک بادہ۔

زہرآلود: آلودہ زہر بجھا (قش، ق)   زہی: آفت، اہنت۔

۱۔ رشیدی: "بفتح واو و لام خمیری کہ از جہت نان و آش مدور کنند و ہندیاں پیڑا گویند"

زی: بزای مکسور و یای معروف، بر وزنِ سی، جہت و طرف۔ (د، قق)

زیرپیچ: بطانۂ دستار را گویند۔ (پ)

زیستن: جینا، زیست، زیستہ، زیید، زیندہ، زی۔ (پ، قق)

زیلو: بزای مکسور و لام مضموم، بر وزنِ لیمو، شطرنجی۔ (د)[1]

زینہار خواستن: خس بدندان گرفتن۔

زیور: گہنا۔ (قن)

۱۔ رشیدی: "بفتحِ اول" سراج: "بیای معروف و لام بواو رسیدہ"
انجمن آرا: "بکسرِ اول و ثانی مجہول بر وزنِ نیکو، پلاس و گلیم و قالی را گویند" دری کتا: [illegible] "بتحتانی معروف و لام بواو معروف"

ژ

ژاپیژ: بزای نخستین پارسی و ژای آخر تازی، بمعنی شرارهٔ
آتش - و پوماوران[2] را پیژ گویند. (فش، ق)

ژالہ: میغچہ، تگرگ -

ژرف: عمیق، گہرا - (ق)

ژکیدن: بزای فارسی مفتوح و کاف تازی مکسور و یای
معروف، مصدر بسیت فارسی بمعنی سخنهای زیرلبی که
از روی خشم و غضب باشد - ترجمهٔ آن در ہندی بڑبڑانا - (فش، ق)

ژوبیا: ضربیا - (د)

۱- سراچ: بهای ابجد بوزن قالیز -

۲- پوماوران: گلی است پویا که برنجاسپ است - و پوماوران همچنین آشنا گفتن

۳- دری کشنا: ۱۴۰ بروزن حرفا -

س

ساتگین[۱] : پیالہ راگویند۔ ومخفف آن ساتگن، چون آستین
مخففِ آستین۔ (قش ، ق ، م)

ساتچہ : چھترا (د ، فغ)

ساحل : کراڑا۔ (آ)

ساختن : بنانا۔ لازمی و متعدی۔ ساخت ، ساختہ ، سازد ،
سازندہ ، ساز۔ (پ ، ق)

ساز : باجا۔ (ق)

سازِ اسپ : ستام۔

ساسان : در فارسی وسنسکرتی بتغیر صورت لفظ در ہندی ،
بمعنیٔ درویشِ مجرد تا مفید است و این کہ ساسان نام

۱۔ در ہی کتا : اہم ، بہ تحتانی معروف۔

خسروی بود از خسروان ایران، ہم از ینجا ست کہ آن خسرو زادہ ترک لباس کردہ، بکسوت قلندران در آباد و ویران دکوہ و دشت می گشت - چون این چنین درویش را در ایران ساسان گفتندی، و او در ایران بیان پرستش چہر شدہ لاجرم سمر شد، و ہمین نام بر تخمہ و نژاد وی ماند- درویش قلندر، بیش و بہ دست دانہ ستروہ را نامند- (قن، ق)

ساعد : پہنچا- (عو)

ساق : پنڈلی- (قن)

ساکن : اجنبان-

سال شمسی : منقسم بچہار فصلست، و ہر فصل مشتمل بر سہ ماہ، وہر ماہ عبارت از بودن آفتاب در یک برج- شروع سال از رسیدن آفتاب بحمل گیرند- حمل و ثور و جوزا این سہ ماہ فصل بہارست- سرطان و اسد و سنبلہ این سہ ماہ فصل تابستانست- میزان و عقرب و قوس این سہ ماہ فصل خزانست- و این را پاییز و پائیز و پیگرینز نیز نامند- جدی و دلو و حوت این سہ ماہ زمستانست-
(قن، ق)

سالخورده: بزاد معمر، پیر و کہن۔ (ر)

ساماکچه: پوششی است مرزنان را که ہندی آن انگیاست۔ (پ)

سان: بمعنی طرز و اسلوب۔ (فق، ق)

ساو: باج، خراج۔ (د، م)

سایه: چھاؤں۔ (ق)

سباحت: تیرنا۔

سبد: ٹوکرا۔ (پ)

سبچین[1]: میوه را گویند که پایان موسم بر شاخسار مانده، و چون آن را چینند، شاخسار بی بار ماند۔ (س)

سبز بودن جای: خالی بودن جای۔ (بر)

سبک: ہلکا پھلکا، ہلکی پھلکی۔ (آ)

۱- لغت فرس: ۱۸۵ "سبچین" بقیتی انگور باشد که در باغ مانده بود جای جای" اس تشریح میں انگور کی صراحت صرف مثالی حیثیت رکھتی ہے یعنی وہی عام پھل - آم، امرود، ناشپاتی، کوئی پھل ہو اختتام فصل پر دو چار پھل ادھر ادھر ضرور لگے رہ جاتے ہیں - باغ والے جب توڑنا ترک کر کے انھیں توڑیں، تو یہ سبچین کہلا سکیں گے -

سبک دست: مشتاق۔ (ل)

سبک سر: چھچھورا۔ (د)

سبلتا: بروت؛ مونچھ۔ (ق)

سپاس کردن: عبارت از فروتنی و ترک دعوی است۔ (چ)

سپخو: شکیبا۔ (ق)

سپردن[2]: سپرد، سپرده، سپارد، سپارنده، سپار۔ بحیثیت مصادر مع مشتقات با الف نیز آید۔ (چ)

سپری[1]: بضم سین و بای فارسی، بمعنی آخر۔ (چ، د، ق)

سپنج: بمعنی عاریتی و نیز بمعنی خانہ کہ کشادہ در زبان برکنایہ

۱- سراج اور انجمن آرا میں بکسر اول لکھا ہے، حالانکہ صحیح بفتح اول ہے

۲- اس مصدر اور اس کے مشتقات کے تلفظ میں اختلاف ہے۔ سراج میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ سپردن بضم سین و کسر آن اختلاف لہجہ ہم است و ہمچنین بای فارسی کہ بعضی مضموم خوانند و بعضی مفتوح۔ ازین جاست کہ سپاردن با الف نیز صحیح است و سپردن الف محذوف این است۔ و با سپردن و مردن نیز قافیہ کردہ اند۔ ان لہجوں میں سے غالب کے نزدیک بضم ہر دو صحیح معلوم ہوتا ہے۔

کشت سازند از نی و علف[1] - (پ)

سپندان: ہندی رائی - (پ)

سپوختن: بزور فرو کردن چیزی در چیزی - سپختہ، سپوختہ

سپوزد، سپوزندہ، سپوز - (پ، ق)

سپہر: آسمان، چرخ، فلک، گردون -

سپہرہ: طلسم - سپہرہ ساز، طلسم ساز - (پ)

سپہری سپہیلہ: مریخ - (د، ق)

سپیدتو[2]: سپید بو، یعنی از ابتدای قاعدۂ ترخیم سپید بوی مانند فردوسی در شاہ نامہ گوید:

سپید بو از او پاک آمدست   مرا او را ز فرزند پاک آمدست

(نش، ق)

سپید کردن خانہ: سیم گل کردن -

۱- لغات فرس: ۶۵، میں بمعنی منزل یک شبہ، لکھا ہے -

۲- سراج اور دری کشا: اسم، بکسر اول - مگر سراج میں یہ بھی صراحت کی ہے کہ بعض لوگ بفتح سین بھی بولتے ہیں -

۳- میرزا صاحب اور ان کے معاصر صاحب دری کشا دونوں اس لفظ کو بضم با لکھتے ہیں، لیکن صحیح بفتح با ہے -

ستارۂ روز: آفتاب، سورج - (د، قغ، فش، ق)

ستاک: شاخ نورستہ - ہندی کونپل - (م)

ستام: سازِ اسپ، گھوڑے کا ساز - (د، قغ)

ستان: بکسرہ، چت - در فارسی قدیم لغتی است بمعنیٔ مقام و محل، چون گلستان و دبستان - و نظائر این بسیار است آستان، بمعنیٔ دہلیز، ہمان ستانی است با دردن العین ممدودہ قبل از ان - در ہندیٔ قدیم "استھان" بفوقانیٔ مختلط التلفظ بہاے ہوز، بمعنی تعیین و محل و مقام است علی الاطلاق کہ اکنون در عرف اہل ہند بہ تکیۂ فقیر اشتہار دارد - (د، قغ، فش، ق)

ستد: بسین مکسور و تای فوقانی مفتوح مضارع ستادن ست (فش، ق)

ستدن: بسین مضموم و تای مضموم، در معنی باگرفتن مرادف ستد[1] گفتنی این صیغۂ ماضی است از ستدن - و مضارع آن ستاند و امر آن ستان است - و ہم ازین مرکب

۱- لغت فرس: ۲۹۹ بکسر سین -

استناچانستان و چاستان ا۔ (پ، ف، ق)

سُتُر۲: مخفف اشتر

سُتُردن۲: مٹھانا، پونچھنا۔

ستم شکوہ: ظلم کی برائی کرنے والا۔ (د)

سُتُوہ: مزید علیہ ستُر۔

سَجّادہ: جانماز، مصلیٰ۔ (دف)

سَجَع: ہم وزن ہونا دو لفظوں کا فقروں میں یا مصرعوں میں (دشتہ)

۱۔ پ میں اس کی پوری گردان یہ لکھی ہے: "ستدن، ستد، ستدہ، ستانندہ، ستانندہ، ستان"۔

۲۔ رشیدی اور سراج نے بہ دو فتح لکھا ہے اور رشیدی نے سند میں اپنے جامی کا یہ شعر پیش کیا ہے: "دانی، دفتی، شادہ، دفترہ، دیوان، ہم چوا شتر چیدن، چون ستر" انجمن آرا میں بہ وزن سپہر یعنی بکسر سین لکھ کر مذکورہ بالا شعر لکھا ہے۔ اس سے یہ امر متعین ہو جاتا ہے کہ ستر اور ستردن کی تہ مفتوح ہے۔ اس صورت میں میرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ استر و ستر الف دتا کہنا مخالفت ہے، درست نہیں معلوم ہوتا۔

۳۔ رشیدی، سراج اور بہار کتاب ۲۳ میں بفتح اول و فتح فوقانی و سکون مہملہ پنج داد لکھا ہے، اور انجمن میں بکسر اول۔ اسی سبب سے یہ تحریر کی ہے کہ ستر یعنی چیز، چورداسہ دلبا کا نسبت ہے، یا تجھ کو اس لیے ستردن کہتے ہیں کہ چیز کی طرح اس کو چھیل دیتا

سحر: اور صبح مرادف بالمعنی ہیں۔ اور وہ انجامِ لیل اور آغازِ نہار ہے۔ مگر بخلاف صبح، سحر بطریقِ مجاز بعد نصف شب سے صبح تک مستعمل ہے۔ طعامِ آخرِ شب کو سحری اور سحر بھی کہتے ہیں۔ (ک)

سختن: بضمِ سین، مصدرِ اصلی، بمعنی وزن کردن۔ تولنا۔ سختن، سختم، سنجیدہ، سنجیدہ، سنج۔ سنجیدن مصدر مضارعی۔ (پ، د، غ، م، ق)

سخن: کا دوسرا حرف مضموم بھی ہے اور مفتوح بھی ہے۔ اور اس پر متقدمین و متاخرین اور اہلِ ایران اور اہلِ ہند کو اتفاق ہے۔ (ص)

سخنہای زیر لبی: ژکیدن، بڑبڑانا۔

سخی: داد، کریم۔

سالہ: گزشتہ ماقبل، دراصل [illegible] اصطلاح۔ (د)

۱۔ ذکری کشاف: ۴۴، بفتحِ اول و ضمِ آن نیز۔ لیکن سراج میں بعد لسان اور انجمن آرا میں فردوسی اور نظامی کے اشعار کے پیشِ نظر بفتح سین ہی کو صحیح قرار دیا ہے اور جن شعروں سے ضمہ ثابت ہوتا ہے ان کے متعلق یہ لکھا ہے کہ یہاں بمعنی وزن کردن نہیں ہے، بلکہ سوختن کا مخفف ہے۔

سراپا: خلعت - (د)

سرایان: سرای صیغهٔ امر است از سرودن، بالف و نون حالیه پیوند یافته، مانندِ گریان و خندان و افتان و خیزان - (فش، ق)

سرایش: ترجمهٔ قال است - (فش، ق)

سر چراغ افگندن: بمعنی گل گرفتن چراغ - (پ)

سرخ: آل -

سر خاریدن: مفهوم این کلمه آنست که انسان دران حالت سر زده مانده باشد، و هیچ کار نتواند کرد، و کار دیگر پیش گیرد چنانکه عرفی فرماید:

مرا زمانهٔ طناز دست بسته و تیغ
زند بفرقم و گوید که هان سری می‌خار[1]

(فش، ق)

سردار سپاه: اسپهبد

سرریش: چسپکی - (ق)

سرشتن: سرشتن، سرشته - اینها هم از مصادر خیالی است - (پ)

۱- دری کشا: ... بکسر یای تحتانی، بمعنی خاریدن است ...

سرشار: لبریز۔ (ع)

سرطان: خرچنگ، کیکڑا۔ (ق)

سرکشیدن (پیچیدن): بمعنی نافرمانی۔ (پنج، قطعہ)

سرمست: کسی را گویند کہ شراب نوشیدہ باشد و دماغش رسیدہ باشد۔ (قش، ق)

سرمۂ سلیمانی: کتابی است موسوم بدین اسم۔ آن سرمہ کہ اسماپری از قاف آوردہ در چشم عمرو عیار کشیدہ بود تا بسبب آن سرمہ دیو و پری را می دید۔ (قش)

سرنگوں: آونگان، اندہا، دروا شگفتگی۔

سرنہادن: بمعنی اطاعت کردن۔ (پنج)

سروبرگ: بمعنی سازوسامان۔ (ع)

سرودن: گانا، کہنا، سرود، سرودہ، سرایید، سراییند۔

۱- میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں، "سرشار لسان فارسی میں اسم فاعل ہے پیمانے کی۔ معنی لفظی اس کے لبریز۔ لیکن شاعر کو لبریز کیوں کہیں گے۔ اور یہ جو اردو میں مست و سرشار مترادف المعنی استعمال میں آتے ہیں، اس پر اعتماد نہ چاہیے۔ فارسی میں تتبع اردو کا ناجائز ہے۔"

۲- رشید حسن نے سرادق اور انجمن آرائی میں ثبت کیا ہے۔

سرای - (پ، قن)
سترہ مرد: کھرا آدمی - (د، قط)
سر بچہ: کراک، صعوہ، ممولا۔
سریر: در ہر دو زبان بمعنیٔ جسم و کالبد است - و در عربی تخت را گویند - (قش، ق)
سزا: باد افراہ، کیفر۔
سعادت: نیک بختی - (قن)
سعدِ اکبر: زاوش، برجیس، مشتری -
سفتن: سفت، سفتہ، این بحث را مضارع نیست - (پ)
سفتہ: ہنڈوی - (د)
سفتہ گوش: بمعنیٔ محکوم و فرمانبر - (م)
سفیر روز: اتوار۔
سفیر شب: شبگیر۔
سقا: آب کش -
سقف: آسمانہ، چھت - (د، قن)
سگ: کتا - (قن)
سگالیدن: بمعنیٔ اندیشیدن، با مجموعِ مشتقات، سگالیدہ،

سگالیدہ، سگالد، سگالندہ، کہ ازان جملہ سگال صیغۂ امر ست و سگالش حاصل بالمصدر، ہمہ بکافِ فارسی است نہ بکافِ کلمن۔ (پ، فش، ق)

سمراد: بسینِ مفتوح، وہم۔ (پ، د)

سمّی: ادااش، ہمنام۔

سنبلہ: خوشہ، کلیان۔

سنج: بسینِ مفتوح، جھانج۔ (د)

سنجر: چنان کہ درویشِ قلندر ریش و بروت و ابرو سترده را ساسان نامند، سنجر نقیبِ متورع متشرعِ صاحبِ خرقہ و عمامہ راخوانند۔ (فش، ق)

سنجرستان: خانقاہ۔ (فش، ق)

سنجیدن: سختن، تولنا، مصدرِ مضارعی۔ سنجد مضارع۔ (د، تغ، قن)

سنگ: پتھر۔ (قن)

سنگ پشت: کشف، باخہ، کچھوا۔ (پ، قن)

سنگچہ: اولا۔ (د)

سنگلاخ: جائی کہ سنگ بسیار بود۔ (د قط)

سنگم: بسین و کافِ پارسیٔ مفتوح، در ہر دو زبان بمعنیٔ رفیق و ہمراہ۔ (قش، ق)

سوختن: مصدر، جلنا، لازمی و متعدی، سوخت، سوختہ، سوزد مضارع، سوزندہ، سوز۔ امر، سوزش حاصل بالمصدر (آ، پ، قن)

سودن: سود، سودہ، ساید، سایندہ، سای۔ (پ)

سُوَر: خوشیا۔[1] (د)

سُوَرنای: شہنائی۔ (د)

سوزن: آلۂ بخیہ۔ (نش، ق)

سوگیر: جانب دار۔ سوگیری، بمعنیٔ طرفداری۔ (د، س)

سوم: بسینِ مضموم و واوِ مجہول، در ہر دو زبان اسم ماہ۔ (فش، ق)

سُومَہ: خدّہ۔[2] (د)

سولیس: بسینِ مفتوحہ و واوِ مکسورہ بیا زدہ بروزنِ انیس، بحیری (د، قخ)

۱۔ لغتِ فرس، ۱۴۲، بمعنیٔ مہمانی باشد یا نوبہی۔ دری کشا: بواوِ معروف و انجمن آرا بروزنِ شور، بمعنیٔ جشن و مہمانی و عروسی در ترکیب سُورخ۔

۲۔ دری کشا، ۴۴، بواوِ معروف۔

سَوِیق : پشت، ستّو، آردِ بریان۔ (قن)
سہ شنبہ : بہرام روز، منگل۔ (قن)
سَہلِ مُمتَنِع : کسرۂ لام توصیفی، سہل موصوف، ممتنع صفت،
اُس نظم و نثر کو کہتے ہیں کہ دیکھنے میں آسان نظر آئے، اور اُس کا جواب نہ ہو سکے! (آ، عس)
سُہیستا : بر وزنِ سعید، عمارت۔ (د)
سی : نہیں۔ (قن)
سیاہہ : فہرست۔ (د)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں :"کسرۂ لام توصیفی ہے۔ سہل موصوف ممتنع صفت، اگرچہ بحسب ضرورتِ وزن منبع ہو سکتا ہے، لیکن محلِ فصاحت ہے۔ اور لام موقوف تو خود سراسر قباحت ہے۔ سہلِ ممتنع اُس نظم و نثر کو کہتے ہیں کہ دیکھنے میں آسان نظر آئے اور اُس کا جواب نہ ہو سکے۔ بالجملہ سہلِ ممتنع کمالِ حسنِ کلام ہے۔ اور بلاغت کی نہایت۔ ممتنع دراصل ممتنع النظیر ہے۔ شیخ سعدی کے بیشتر فقرے اُس صفت پر مشتمل ہیں، اور رشید و طواط وغیرہ شعرائے سلف نظم میں اس شیوے کی رعایت منظور رکھتے ہیں۔ خود ستائی ہوتی ہے۔ اگر سخن فہم غور کرے گا، تو فقیر کی نظم و نثر میں سہلِ ممتنع اکثر پائے گا۔" (آ، عس)

سپاہی زدن: بمعنیٔ خود نمائی و خودستائی۔ (پ)
سپاہی کردن: بمعنیٔ ظاہر شدن۔ (پ)
سیر: لہسن۔ (قن)
سیل: نالا۔ (قن)
سیلاب چین: چلیچی[۱]۔ (ع)
سیلی: دھپّا۔ (قن)
سیم: چاندی۔ (قن)
سیمراج: بوزنِ نیم باز، آنچہ از حق بتضرع خواہند۔ و سیمراخ را بہ پذیرفتہ شدن و ناپذیرفتہ شدن ستایند، یعنی اجابت و عدمِ اجابت۔ (فش، ق)
سیم گل: بکافِ پارسیٔ مکسور باضافۂ لفظِ کردن یعنی سپید کردنِ خانہ۔ (پ، م)
سیمناد: بروزنِ پیرباد، بمعنیٔ سورہ (فش، ق)
سینہ: چھاتی۔ (قن)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے: "سیلاب چین، ایک لفظ ہے ہندیِ فارسی دان کا۔ اصلِ لغت چلیچی، اور یہ لغت ترکی ہے۔" (ع)

ش

شؔ[1]: خطابِ واحدِ غائب۔ (عس)

شاپور: بپای فارسی و واو، مخففِ شاہ پور یعنی پورِ شاہ، اسمِ پادشاہ (فش، قز)

شاخ: ٹہنی: (قن)

شاخابہ: اُس نہر کو کہتے ہیں کہ جو کسی دریا میں سے کاٹ کر

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "خطابِ واحدِ غائب، نہ "اش" یاں، اگر آخر لفظ میں ہای اختفای حرکت پر ہو، مثل غمزہ و چشمہ و خانہ و دانہ، تو اُس کو یوں لکھتے ہیں: چشمہ اش، غمزہ اش، خانہ اش، دانہ اش اور باقی سب الفاظ کا حرفِ آخر شین سے مل جاتا ہے (عس)

جاری کریں۔ (آ)

شاخِ نورستہ: شاک، کونپل۔

شاخُل: بخای مضموم۔ بروزنِ کاکل، اسمِ غلّہ ایست کہ آن را در ہندی ادہر گویند۔ (پ، فش، ق)[1]

شادخواست: خواہش از روی اشتیاق۔ (د، قغ)

شاد شدن: کلاہ انداختن۔ کلہ گوشہ بر آسمان سودن۔

شار: عمارت۔ و ازین مرکب است شارستان۔ و شارسان مخففِ آن است۔ و شارستان، عمارتہای بسیار۔[2]

(پ، د، قغ، فش)

شانہ: کنگھی۔ (فن)

شاپور: بہردو واو، مصوری بود در زمانِ خسرو پرویز کہ در شکارگاہ شیرین تصویرِ خسرو کشید، و پیامِ آن پری چہرہ خاتون نزدِ خسرو مہر تمثال آورد۔ (فش، ق)

شاہین: عربی میں ایک باجے کا نام ہے۔ (رغ)

۱۔ انجمن آرا میں داخل کا ہم وزن شاکر لکھا ہے کہ اسے شاخول بھی کہتے ہیں۔ سراج میں ہے کہ خ پر تینوں اعراب پڑھے جاتے ہیں مگر صحیح ضمہ ہے۔ اس لیے کہ شاخول بواو کبھی اسی معنی میں آتا ہے۔

۲۔ قغ میں شارستان کے معنی عمارت لکھے ہیں۔

شب : رات۔ (فن)

شب درمیان دادن : عبارت از وعدہ کردن، خواہی وعدۂ یک روز، خواہی زیادہ۔ (پ)

شبدیز : مانا بشب۔ چون توسنِ خسرو پرویز سیاہ رنگ بود کآنرا درعرفِ ہند مشکی نامند، آن را شبدیز می گفتند۔ (فن، ق)

شبرو : لفظِ مرکب است، کنایہ از دزد۔ و شبروان، جمع است یعنی دزدان۔ (د، فن، ق)

شب غم کا جوش : بمعنیٔ اندھیرا ہی اندھیرا۔ (ع)

شب گرد : شحنہ و عسس و کوتوال را گویند۔ (د، فن، ق)

شب گیر : سفر شبانہ۔ (پ، د)

شبنم : اوس۔ (فن)

شت : بشینِ منقوطہ مفتوحہ، ترجمۂ حضرت است۔ (فن، ق)

شتاب رفتن : قطرہ زدن۔

شتافتن : شتافت، شتافتہ، شتابد، شتابندہ، شتاب۔ (پ)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں۔ "شب گیر اس سفر کو کہتے ہیں کہ پہر ڈیڑھ پہر رات رہے چل دیں۔" (خ، عس)

شتالنگ: کعب، ٹخنا۔ (قن)
شتر سواری: بھیوں۔
شتر مست: بُجنی۔
شحنہ: شبگرد، عسس، کوتوال۔
شدن: در رفتن در یک معنی ترادف دارد، یعنی، جانا۔ چنانکہ آمد و رفت و آمد و شد، ہم بر زبان و ہم بقلم جاریست (قش، ق)
شدی: بیای مجہول، بمعنی می شد۔ (عس)
شراب: تاہو۔
شراب خرما: نبیذ۔
شرارۂ آتش: ژاپیز۔
شر بہ پیرہن افشاندن: بمعنی بیقرار کردن۔ (پ)
شرزہ: بشین و زای مفتوح، صفت شیر، بمعنی خشمگین۔ (آ)
شرق: خاور، پورب (قن)
شرق تا غرب: آفتاب گردش۔
شرمندہ شدن: در خط شدن، رو ساختن۔
شرمندگی: خجالت۔

شرنگ[1]: ثمری است تلخ طعم کہ در صورت بحریرہ ماند و پیہ آن در مسہلات بلغم و سودا بکار رود، و در عربی آن را حنظل گویند، و در فارسی شرنگ و در ہندی اندراین۔ (فش)

شریعت: فرسنداج۔

شستن: مخفف نشستن است بحذف نون و بقای شین متعدی نشستن و شستن نشاندن است و نشانیدن مزید علیہ۔ (فش، ق)

شستن دست و دہن: دست و دہن آب کشیدن۔

شست و شو: پاد یاب، پادیاد۔

شعاع: سورج کی کرن۔ (قن)

شعلہ: زبانہ۔

شغال[2]: گیدڑ۔ (قن)

۱۔ سراج اللغۃ: "بفتحتین و نون ساکن و کاف فارسی، حنظل و بعضی گویند زہرہ کہ نباتی است معروف و بعضی بمعنی مطلق زہر گفتہ اند۔ اول اقوی است۔"

۲۔ انجمن آرا میں بروزن زغال لکھا ہے۔ لیکن زغال کتاب میں مذکور نہیں لیکن عام طور سے زغال کی زے مضموم پڑھی جاتی ہے، چنانچہ لغت فرس میں پروفیسر عباس اقبال (طہران) نے زغال کو بضم اول ہی ضبط کیا ہے۔ اس سے یہ قیاس کیا جائے گا کہ صاحب انجمن آرا کی رائے میں شغال بضم شین ہے لیکن سراج اللغۃ میں بکسر شین اور اشتائن گاس کی لغت میں بفتح شین لکھا ہے۔

شُشناهنگ: و ششناهنج، تختۂ فولادِ مُشبّک کہ تارہای زر و سیم بدان درکشند۔ ہندیٔ آن جنتری[1]۔ (پ)

شفق: سُرخی کہ بر اُفقِ آسمان پدید آید، اگر بصبح است و در بشام، آن را شفق گویند، بی تفرقۂ شام و بام۔ (فق)

شکرد: بشینِ مکسور و کافِ مفتوح و رای مفتوحِ بدال پیوستہ، یعنی شکار کند۔ یارانِ خود را جز مید ہم کہ شکار نیز مثلِ شکوہ، اسمِ جامد بودہ است، و آن را بعدِ حذفِ الف متصرف ساختہ اند، یعنی شکریدن و شکرد و دیگر مشتقات (د، فق، ق، م)

شکستن[2]: شکست، شکستہ، شکنا، شکنندہ، شکن۔ (پ)

شکم: پیٹ۔ (فق)

شکم جبلہ: لُت، آسنان، پُرخوار۔

شکوہ: بضمِ شین زبانزدِ نیست۔ ہمان بکسرۂ شین و ضمۂ کاف و واوِ مجہول، اسمِ جامد است بمعنیِ دبدبہ و شان و رعب و شکوہیدن، مصدرِ جعلی است بمعنیِ متاثر شدن از

۱۔ لغتنامۂ فرس، ص ۸۰، بمعنیِ شکنجہ۔

۲۔ انجمن آرا: با اولِ مکسور۔

مہابت و عظمت ۔ ترجمۂ آن در ہندی رعب میں آنا[۱]

ہانا در قصیدہ بیتی دارم کہ نخستین مصرعش این است :

دانشش اندوز نباید کہ شکوہد ز سوال

چون آن قصیدہ شہرت یافت ، یکی از علما در بزمی کہ من نبودم ، برین لفظ خردہ گرفت و گفت کہ شکوہد معنی ندارد ۔ ہم از اہل بزم پاسخ یافت کہ نظامی در سکندرنامہ میفرماید :

شکوہید دارا ز نزلی چنان

خندہ زد و فرمود کہ شکوہید سند شکوہد نمی تواند بود حای برین علم و فضل کہ ماضی را مسلم داشت و مضارع را نا روا پنداشت ۔ مردی سخت کوشش گرم خون فردای آن روز برہانِ قاطع را بخانۂ آن فرزانہ برد و شکوہد را بوی نمود ہ بخود فرو ماند ۔ پنداری ، برہانِ قاطع کلام آسانی است کہ ہیچ کس را از تسلیم آن گزیر

۱۔ لغتِ فرس : ۴۵۲، میں بمعنی حشمت و بزرگی لکھا ہے اور مصحح کتاب نے شین پر ضمہ لگایا ہے ۔ دری کشا : ۴۶ میں مندرج ہے کہ بمعنی حشمت و دبدبہ بضم شین اور بمعنی ترس و بیم بکسر شین ہے ۔

نیست۔ دید و خندید و گفت کہ من میدانم۔ حاجت بدیدنِ
برہانِ قاطع نیست۔ دیروز ظریفانہ سخنی گفتہ بودم۔ زنہار
پیشِ میرزا حکایت نخواہی کرد۔ آہ، ازین عربی خوانانِ
فارسی ناشناس! (ق، ن)

شگافتن[1]: مصدر ہست، ترجمۂ آن چیرنا۔ ماضی، شگافت، و
مضارع شگافد و مفعول شگافتہ۔ (پ، فن، ق)

شِگَرف: بشینِ مکسور، و اِشگَرف، بہمزۂ مکسور، یعنی نادر و
عجیب است، و صفتِ خوبی و ندرت می افتد، چنانکہ
فتحِ شگرف، و شانِ شگرف، و شوکتِ شگرف۔ (فن، ق)

شِگِفت[2]: یعنی عجب۔ شگفتی، مزید علیہ۔ (پ، ع)

۱۔ پنج آہنگ مطبوعۂ ۱۸۵۳ء اور قاطع برہان میں بکافِ عربی لکھا ہے
اور درفش کاویانی اور کلیاتِ نثر (مطبع نولکشور، طبع دوم) میں بکافِ
فارسی۔ سراج میں ہے "مولف گوید بکافِ تازی و در اکثر فرہنگہا آمدہ
و شہرت بکافِ فارسی دارد"

۲۔ رشیدی و سراج میں بمعنیٔ عجب شین اور کافِ عربی دونوں کے کسرے کے
ساتھ ضبط کیا ہے اور دری کشا ۴۶ میں شین مکسور و بکافِ عربی و
فارسی مفتوح لکھا ہے۔ پنج آہنگ کے ۱۸۵۳ء والے نسخے میں بکافِ عربی
اور کلیاتِ نثر میں بکافِ فارسی درج ہے۔

شگفتن: شگفت، شگفتہ، مضارع شگفد۔ امر ندارد۔ (پ)
شگوفہ کردن: بمعنیٔ قے کردن۔ (پ، م)
شلوار: پاجامہ یعنی جامۂ پا۔
شمردن: شمرد، شمردہ، شمارد، شمارندہ، شمار۔ بحث مضارع بحذف الف نیز آید۔ (پ)
شمس: آفتاب، خورشید، مہر، نیر، ہور، سورج (تن)
شمن: بوزن چمن، بت پرست۔ (پ)
شمیدن: بمعنی بو نیدن، ٹکسال باہر ہے[2]۔ (تیغ)
شنا: بوزن بنا در فارسی ترجمۂ سباحت است۔ و آشناہ و آشنا ہم بمعنیٔ مصدر ست و ہم بمعنیٔ فاعل۔ در ہندی اشنان بفتحۂ اول و اضافۂ نون، غسل ارتماسی دریا را گویند خصوصاً و ہر گونہ غسل را گویند عموماً۔ (قش، ق)

۱۔ لغت فرس: ۳۴۴، سراج، رشیدی اور دری کشا وغیرہ میں شمیدن کے معنی رمیدن لکھے ہیں۔ سراج میں یہ بھی لکھا ہے کہ: بمعنیٔ بوئیدن، شلیدن بنون پیش اہل ایران فصاحت شہرت دارد۔ ہر چند ماخوذ از شم کہ لفظ عربیت نیز می تواند شد از عالم طلبیدن و فہمیدن و طبعیدن چنانکہ روزمرہ بعضی عوام است۔
۲۔ لغت فرس: ۹۔

شناختن: شناخت، شناختہ، شناسد، شناسندہ، شناس۔ (پ)

شنودن: شنود، شنودہ، مضارعِ ہر دو (شنیدن و شنودن) یکی است، شنود بکسرِ شین و فتحِ نون و فتحِ واو، شنودہ: سنتو۔ (پ)

شنوسہ[1]: بشینِ مکسور و نونِ مفتوح و ہای مختفی، عطسہ را گویند (فق، ق)

شنیدن: سننا، سونگھنا، حافظ۔

بوی خوش تو ہر کہ ز بادِ صبا شنید
از یارِ آشنا سخنِ آشنا شنید

شنید، شنیدہ۔ این بحث پاو نیز آید و درین حالت نون مضموم گردد (شنودن)، شنود، مضارعِ ہر دو یکی است

1۔ قاطعِ برہان میں شنوسہ اور درفشِ کاویانی میں اشنوسہ ہے۔ سراج میں بالفتح اول و شینِ معجمہ بعد واو اختیار کرکے لکھا ہے کہ بعضے بکسرِ اول بھی پڑھتے ہیں اور برہان' میں واو کے بعد سین کو بھی صحیح بتایا ہے۔ فرہنگ انجمن آرای ناصری میں دونوں کو صحیح بتایا ہے، مگر حرفِ اول میں دو صورتیں مفتوح ہے۔ لغتِ فرس: ۱۹۰م میں شنوسہ ہی اختیار کیا ہے، اور رودکی کا ایک قطعہ مثال میں پیش کیا ہے، جس کے پہلے شعر کا قافیہ آفرشہ ہے۔

شنو دبکسر شین وفتح نون وفتح واو، شنونده (پ)

شور وغوغا کردن: نمک بر آتش افگندن۔

شوق کردن: کلاہ انداختن، کلہ گوشہ بر آسمان سودن۔

شوکت: ارونہ، اورلہ۔

شوم: بفتحتین، ترجمۂ سبب۔ (د، م)

شوی: خاوند۔ (ق)

شہتیر: فرسب۔

شہر: گرد۔

شہر کیا: بکافِ عربی مفتوح، حاکم شہر۔ (د)

شہ نشان: نشانندۂ شاہ۔ (د)

شید: بشینِ مکسور و یای معروف، بروزنِ عید، در معنی با فروغ متحد است۔ روشنی۔ (خ، د، فن، ق)

شید اسپہبدا، و اسپہبدی شید: عبارت از نفسِ ناطقہ است کہ پارسیان آن را روانِ گویا نیز گویند۔ (فن، ق)

۱۔ میرزا صاحب اور ان کے معاصر صاحب دری کشا دونوں اسپہبد کی ب کو مضموم قرار دیتے ہیں، لیکن صحیح بفتح با ہے، اور یہ نسخہ موبداوہ یا دبد وغیرہ دوسرے مرکبات میں بھی پایا جاتا ہے۔

شیدستان : بشین مکسور ، ترجمۂ نورالانوار۔ (م)

شیر : دودھ۔ (ن)

شیشہ در جگر شکستن : بمعنی بیقرار کردن۔ (پ)

شیلان[۱] : مائدہ دعوت۔ (م)

شیون : مویہ ، نوحہ۔

شیہہ : بمعنی صدای اسپ ، لغتِ فارسی ، بشین مکسور و
یای معروف و ہای ہوز مفتوح و ہای ثانی زدہ۔
عربی صہیل۔ (خ)

۱۔ سراج : "بر وزن گیلان"

ص

صحابی: دوست - جمع اصحاب - (ق‌ن)

صبح: سحر، انجام لیل، آغازِ نهار -

صحرا: دشت، جنگل - (ق‌ن)

صدا: آواز - نوبتی در مدرسهٔ دہلی چنانکہ قانون و قاعدهٔ مدارس است، بزمِ امتحان آراستند و کارِ امتحان بیکی از علمای جلیل القدرِ اسلامیہ کہ دران عہد از بہرِ این مہم بطریقِ دوره از کلکتہ بدہلی رسیده بود، حوالت داشت - یکی از طلبۂ علم بچشمداشتِ عرضِ جوہرِ لیاقتِ خویش عبارتی عربی بنظرِ آن بزرگوارِ ممتحن گزرانید - مگر لفظِ "صدا" دران عبارت داخل بود - ممتحن خشمگین شد و فرمود کہ اندراجِ لفظِ پارسی در عبارتِ عربی گمراہی است - اشعارِ شعرای نامآور

عرب و قاموس و منتہی الارب آوردند، تا صدا را در اشعارِ
عربی و کتبِ لغات عربی دید و خشم فرو خورد۔ چون این حکایت
بمن رسید، گفتم: "این بزرگ بیز از فریب خوردگان و گمراہ
کردگانِ جامع برہان قاطع خواہد بود۔ وبالِ این گمراہی
نیز بر گردنِ اوست۔" (نش، ق)

صَدَقَہ: برخی۔

صرصر: آندھی۔ (قن)

صعوہ: کراک، صربچہ، ممولا۔

صف: رَدہ۔ صف در صف: رَدہ رَدہ۔

صلوٰۃ: نماز (نش، ق، قن)

صمد: اسمِ صفت، معنی، نہ چیزی از وی بیرون رود و نہ چیزی
بدرون آید۔ نہ زیادہ شود، نہ کم گردد۔ (تیغ)

صوبہ: خرہ۔

صورت: پاژند، ہیئت۔

صوم: روزہ۔ (نش، ق، قن)

صَہیل: آوازِ اسپ را گویند، بصادِ مفتوح و ہای مکسور و یای

۱۔ تیغ تیز میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "عربی میں گھوڑے کے ہنہنانے کو
صہیل بوزن دلیل کہتے ہیں۔"

معروف، در لسانِ عرب، وشیہہ، بشینِ مکسور و یای
معروف و ہای ہوزِ مفتوح بہای ہوزِ دیگر پیوستہ، در
زبانِ پارسی۔

اینک دبیران و سخنورانِ ہند را می بینم کہ صیحہ را بوزنِ
شیہہ یعنی بصادِ مکسور، آوازِ اسپ می گویند و بفارسی بودن
معترفند و نمی فہمند کہ صیحہ بصاد لغتِ پارسی نمی تواند بود،
عربی است، و در عربی نیز بمعنیٔ آوازِ اسپ نیست۔ (فش، ق)

صیحہ: بصاد و تحتانی و حای حطی، بروزنِ بیضہ، لغتی است عربی
بمعنیٔ آوازِ ہولناک، چنانکہ خروشِ تندر و آسمان غریو،
کہ تازیان آن را رعد گویند، و دیگر اصواتِ سہمگین۔
(ع، فش، ق، ل)

۱۔ عود میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "بوزنِ بیضہ عموماً بمعنی ہر صدای
ہولناک و مہیب"

ض

ضَحّاک: ده آک۔

ضرب: تروپ۔

ضَغطه: فشارِ قبر

ضلع: خُره۔

ضمان: مصدرِ عربیست و افادهٔ معنیِ فاعلیت نیز کند، بمعنیِ ضامن آید۔ - آنانکه از تصرفِ پارسیان ناآگهند، در صحت لفظِ ضمانت تامل دارند۔ ما که پیروِ فارسی گویانیم، تصرفِ آنان را چون نپذیریم و آنچه پیشروانِ ما گفته اند ما چرا نگوئیم۔ صاحب قدرتان نه تنها آخرِ لفظِ ضمان فوقانی افزوده اند، بلکه فراغ را فراغت و قرب را قربت و یاب

را بابت نیز نوشتہ اند۔ یکی از شیوا بیانان ایران در بہاریہ گوید:

شد از داغِ شقائق تا پرِ زاغ
ضمانت نامۂ سر سبزیٔ باغ

ہمچنین یای مصدری در آخرِ مصادرِ عربی آوردہ اند، و انتظار را انتظاری و حضور را حضوری و سلامت را سلامتی و حیرانی را بمعنیٔ حیرت بلکہ ہمانا بمعنیٔ حیران و نقصانی بجای نقصان آرند و ما را از تسلیم گزیر نیست۔
(قش، ق)

ضیمران: بر وزنِ زرگران، لغتِ عربی ہے نہ معرب۔ میں یہ نہیں کہ سکتا کہ وہ پھول ہندوستان میں ہوتا ہے یا نہیں۔ اس کی تحقیقات از روی الفاظ الادویہ ممکن ہے
(آ، ح، غ)

ط

طارُمِ نُہم : عرش است (فش، ق)

طارمِ ہشتم : کرسی راگویند (فش، ق)

طافت : پایاب -

طالع : شبھ گھڑی، بری گھڑی - (رخ)

طاؤس : مور - (فن)

طَبل : تبیرہ، تبیرہ، کوس -

طبیب : پزشک، حکیم -

طَرح : بسکونِ رای قرشت، بمعنیٔ فریب ہے - لیکن اردو میں یہ لفظ مستعمل نہیں - وہ دوسرا لفظ ہے طَرَح بحرکتِ رای قرشت بروزنِ فرح - اس کو بسکونِ رای بولنا

عوام کا منطق ہے۔ ... غزل کی طرح، زمین کی طرح
بہ سکون ہے۔ اور بمعنی روش و طرز طرح ہے بفتحتین۔
طرح بالفتح، بمعنی نمونہ اور بمعنی فریب، سچ۔ لیکن
طرح بفتحتین اور چیز ہے۔
طرح، بفتح اول و سکون ثانی، بمعنی فریب ہے۔ اور
تصویر کے خاکے کو بھی کہتے ہیں۔ اور بمعنی آسایش
دنیا بھی مجاز ہے۔ طرح بفتحتین مرادف طرز و روش
(خ، عس)

طرز: ساں، اسلوب۔

طرف شدن: بمعنی مقابل شدن۔ (پ)

طرہ: زلف۔ (خ)

طری: ز لطافی حطی لغت عربی است بمعنی تازہ و تر (فش، ق)

طفل: ریدک، ریدہ، لڑکا۔ (فش، ق، قن)

طلبیا[1]: یعنی ببطلب، مانگ۔ (آ)

طلسم: سپہر۔ طلسم ساز: سپہرہ ساز۔

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "طلب لفظ عربی الاصل ہے۔ یہ کلیہ ہے کہ لغتِ اصلِ عربی آخر کو امر بنا جاتا ہے" (آ)

طمع کردن: چشم بچیزی سیاہ کردن۔
طواف: گرد پھرنا۔ (قن)
طوس: نام پہلوانی بودہ است از گردان ایران، و اسم شہریست از بلاد خراسان۔ واو معروف است نہ مجہول۔ (قن، ق)
طیّار: صیغہ مبالغہ کا ہے لغتِ عربی۔ املا اس کی طائے حطی سے طیر ثلاثی مجرد، طائر فاعل، طیور جمع۔ بازداروں میں اس لفظ نے جنم لیا۔ حقیقت بدل گئی۔ طوسے، سے بن گئی۔ یعنی جب کوئی شکاری جانور شکار کرنے لگا، بازداروں نے بادشاہ سے عرض کی کہ "فلاں باز فلاں شکرہ طیار شدہ است و صید میگیرد" بہر حال اب تاتی قرشت سے یہ لفظ نیا نکل آیا۔ اس لفظ کو مستخدث اور دراصل اردو اور تاتی قرشت اور بمعنی آمادہ اشخاص و اشیا پر عام تصور کرنا چاہیے۔ اور عبارت فارسی میں اس کا استعمال کبھی جائز نہ ہوگا۔ (آ)

؎ میرزا صاحب کا یہ بیان خان آرزو کی تحقیق پر مبنی ہے۔ ملاحظہ ہو سراج اللغۃ اور چراغ ہدایت۔ مگر میرزا صاحب کا اس لفظ کو بمعنی آمادہ و مہیا اردو قرار دینا اور فارسی عبارت میں اس کے استعمال سے

(بقیہ صـ۱۷۱) روکنا درست نہیں۔ یہ لفظ بمعنیٔ مذکورہ ایران ہی میں پیدا ہوا ہے، چنانچہ بہارِ عجم میں جمال الدین سلمان کا یہ شعر نقل کیا گیا ہے:

چنان بعہد تو میزانِ عدل شد طیار کہ میل سوی کجی تر نمی کند تا ہیچ

اس کے علاوہ محمد سعید اشرف اور ملا طغرا نے بھی بمعنیٔ آمادہ ہی استعمال کیا ہے۔ چراغِ ہدایت میں آرزو نے اپنے کسی دوست کے حوالے سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ عربی میں تیار، بتای قرشت کے معنی جہندہ (تڑپنے والا، بالفاظِ دیگر تیز رو) آتے ہیں، اس صورت میں اسے ت کے ساتھ لکھنا چاہیے۔ میں اس کی تائید میں لسان العرب کے حوالے سے یہ اضافہ کرتا ہوں کہ تیّار کے معنی عربی میں موج یا سمندر کی موج ہیں، اور ایک محاورہ "قطع عرقاً تیاراً" بھی پایا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے تیزی سے خون بہانے والی رگ کاٹ ڈالی۔ دوسری دلچسپ بات یہ ہے کہ آج کل ہوائی جہاز کو طیارہ کہتے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پہلے پانی کے جہاز کے لیے بھی لفظ استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اب اس سے زیادہ تیز رو ہوائی کشتی کو طیارہ کہنے لگے ہیں۔

ظ

ظاهر شدن: سیاهی کردن، گل کردن. ظاهر شدن امری پوشیده: بخیه بر روی کار افتادن. ظاهر شدن راز: پچه گل کردن.

ظرف: آوند، برتن.

ع

عاجز شدن : دامن زیر سنگ آمدن، دامن زیر کوه آمدن۔

عاریت : سپنج۔

عافیت : بِهباد۔

عبادت : بندگی۔

عجب : شگفت۔

عجب نیست : نشگفت

عجز : پوزش، نیاز۔ (ق)

عجز کردن : دامن بدامان گرفتن۔

عجیب : شگرف۔

عربی : تازی۔ عرش : نهم، طارم نهم، فلک نهم۔

عرض : پہنا۔

عُرفت : مہرخوان۔

عَروس : بیُو، بہو۔ عروسی : بیوگانی۔

عُریان : لُخت، برہنہ۔

عَسَس : شبگرد، شحنہ، کوتوال۔

عَسَل : انگبین، شہد۔

عَشوہ : غمزہ۔

عظمت : اورند، اروند۔

عقرب : کژدم، بچھو۔

عقیمہ : استرون، سترون، بانجھ۔ (فن)

عَلوی : برینی۔

عَلیٰ : ابر، بر، فرا۔

علی الخصوص : ویژہ۔

عَمّ : اودر، چچا۔

عمیق : ژرف، گہرا۔

عنان : جلو، باگ۔

عُنُق : گردن، (فن)

عنکبوت : جولاہ ، کارتن ، کلاش ، مکڑی ۔ (فن)

عوض : آلیش ۔

غ

غالب آمدن: دست یافتن۔

غرب: پچھم۔ (ق)

غربال: غینِ نقطہ دارِ مکسور اور رای قرشت اور یای موحدہ اور لام، یہ لغت فارسی ہے، ہندی اس کی چھلنی اور مرادف اس کا پرویزن۔ یعنی فارسی میں چھلنی کو غربال اور پرویزن کہتے ہیں۔ غربال بمعنی چھلنی کے لفظِ فارسی الاصل صحیح اور فصیح ہے۔ (آ، ق)

غُرفہ: دریچہ۔ کھڑکی۔

غزل: چامہ۔ غزلخوانی: چامہ سرائی۔ غزلِ دراڈہ: چگامہ (پ، د، فق، ق، م)

غژغک و غژغاک: نام سازے۔ (قتن، ق)

غسل: اشنان۔

غلبہ: چیرگی۔

غلطیدن: غلتید، غلتیدہ، غلتد، غلتندہ، غلتان، آشکارا باد کہ نوشتن این بطای حطی غلط است۔ بلکہ چون این را بطای حطی نویسند خود بصورت غلطیدن می شود بمعنی غلط کردن۔ (پ)

غلہ: اناج۔ (قتن)

غلیواژ: غاو، زغن، چیل۔ (قتن)

غمخواری: تیمار۔

غمزدہ: نژند۔

غمگین: نژند۔

غنودن[1]: اونگھنا۔ غنود، غنودہ، غنود، غنودہ، غنوید (پ، قن)

غنی: بے پروا۔ (تیغ)

غوشاک: بغین مفتوح[2]، اسم پاچک است کہ اُپلا، پاتھی

۱۔ سراج، بفتح عین بر وزن ربودن۔

۲۔ لغت فرس، رشیدی، سراج اور انجمن آرا میں بضم غین و واؤ مجہول لکھ کر بتایا ہے کہ بعض لوگ بفتح عین کہتے ہیں۔

مصدرم، ہندی آسنسنا۔ (ف ق، ق)

شوطه : پاغوش۔

غلبیت کردن : به پیچیدن افتادن۔

غیرارادی : اخواستی۔

ف

فاجرہ: بہلسپ،

فارسیِ مُستعرب: آنست کہ چون عرب و عجم باہم آمیخت، اہلِ عجم مقاصدِ اہلِ عرب را در زبانِ خویش [illegible]
(فش، ق)

فاژہ: دہان درہ، آسا، پاسک، عربی: تثاؤب، دکنی ہندی: جائی

؎ میرزا صاحب نے "فائزہ" لکھا ہے، لیکن لغت فرس: ۸۸۹، فرہنگ رشیدی، سراج اللغۃ، انجمن آرای ناصری اور دری کشا میں بالاتفاق زای فارسی کے ساتھ ضبط کیا تھا، اس لیے متن میں تصحیح کر دی گئی ہے۔ قاطع برہان اور درفش کاویانی دونوں میں "فاژہ" لکھا ہے، خود میرزا صاحب سے یہ بھی ہوا ہے کہ انھوں نے فاژہ کو عربی لفظ بتایا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ فاژہ بالاتفاق فارسی لفظ ہے۔

فاسق: تر دامن، گنہ گار۔

فائدہ: وایہ، نفع۔

فِتاریدن[1]**:** مبدلِ آنِ فتالیدن، بمعنیٔ دریدن و گسستن آمدہ است۔ و آن را فتریدن و فتلیدن ہم گفتہ اند۔ و چون مصدر بتبدیل و تخفیف چہار صورت دارد، لاجرم سراسر مشتقات نیز بچہار صورت خواہد بود۔ (قش، ق)

فتوی[2]**:** دچر۔ فتوی دہندہ: دچر گر، مفتی۔

فخر کردن: بخود بالیدن۔

فدک: بفتحتین ریسمان کہ بران جامہ اندازند۔ آن را در ہندی الگنی گویند۔ (ق)

فر، فرہ: لفظِ فارسی، مرادفِ جاہ[3]۔ (آ، غ، ق)

۱۔ رشیدی و سراج میں بفتحِ فا اور انجمن آرا میں بالکسر لکھا ہے، مگر صاحبِ سراج نے بقولِ بعض کسرۂ فا بھی درج کیا ہے۔

۲۔ اس لفظ کی تحقیق کے لیے ردیفِ دال کا ملاحظہ ضروری ہے۔

۳۔ مرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "فر اور فرہ لفظِ فارسی ہے مرادفِ جاہ۔ پس جاہ کو اور اس کو کس نے کہا ہے کہ بغیر ترکیب دیے نہ لکھیے۔ عالی جاہ اور بلند جاہ اور مظفر فر اور فریدون فر یوں بھی درست اور عزت جاہ اور فر / یوں بھی درست ہوگا"

فراؤ: مرادفِ بر بمعنیٔ علی، ابر۔ (فش، ق)

فراز: بند۔ باید دانست کہ ضدِ نشیب است۔ چون ہنگامِ بستن تختہ ہای دراز ہر دو سہ مرئی می شود و در آن صورت بلندی است۔ ہر آئینہ بستن در را، "در فراز کردن" گویند چنانکہ سعدی گوید:

بروی خود درِ طماع باز نتوان کرد
چو باز شد، بدرشتی فراز نتوان کرد

باز کردن بمعنیٔ کشادن و فراز کردن، بمعنیٔ بستن یعنی طماع میرم را سوی خود راہ مدہ، و چون چنین اتفاق افتاد، دیگر دربروی وی مبند۔ (آ، فش، ق)

فرازمان: حکم۔ (د)

فرشا: برون زن تماشا کہ تشعر یرہ عربی آنست۔ (فش، ق)

فرامشت: مزید علیہ فرامش است۔ (فش، ق)

فراہم آمدن: دست بہ زدن۔ فراہم آمدن اسباب مراد: نان بروغن افتادن۔

فرتاب: پرتاب، در ہر دو زبان بمعنیٔ بزرگی و قدرت و وجی و کرامت است۔ (آ، بہ، د، س، فش، ق، م)

فَرتاش: وجود۔ (د)

فَرجام: ہم بمعنیٔ رنگ و رونق و ہم بمعنیٔ انجام گزارش۔ (پ)

فَرجُود: لغتی است پہلوی بمعنی کرامت۔ و فرجُد بضم جیم مخفّف آن و درین مصرعِ امیرخسرو ع:

فرِ جُد از فرجُدِ خود یافتہ

ہمان فرجد است بضم جیم۔ و معنیٔ مصرع اینکہ ممدوح من فرِجد، یعنی سلطنتِ جد، از کرامت و یاوری اقبال یافت۔ (فن، ق)

فردا: روزِ آیندہ۔ (د)

فَرزبُود: بفای مفتوحہ رای زدہ و زای موقوفہ، حکمت۔ (د، تیغ، م)

فرسپ[1]: بفا ورای مفتوحہ و سین و بای موقوفہ، شہتیر۔ (د)

فِرِستادن: مصدر، فرستاد، ماضی، فرستادہ، فرستد مضارع، فرستندہ، فرست امر۔ و این را مضارع "فریسد" نیز گویند۔ لاجرم فاعل فریسندہ و امر نیز فریس خواہد بود۔ لیکن الاول افصح۔ (پ، تیغ)

۱۔ سراج میں فرسپ لکھا ہے اور بقول بعض فرسب بتایا ہے۔

فرسَتلج: ہم بمعنی امت و ہم بمعنی شریعت۔ (فش، ق)

فرسودن: فرسود، فرسوده، فرساید، فرساینده، فرسای۔ (پ)

فرشاد: و پرشاد، ہم در پارسی باستانی و ہم در ہندی قدیم ترجمۂ
تبرک۔ (فش، ق)

فرشتۂ رحمت: امشاسپند۔

فرفر: با دفر یا دفره- پھرکی۔ (پ، دہلی اردو اخبار، قن)

فرقدان: ایک صورت ہے یا ایک کوکب ہے آٹھویں آسمان
پر۔ (آ، رخ)

فرگاه: بمعنی بارگاه و ترجمۂ حضرت۔ (بہا، د، س، فش، ق)

فرگفت: بمعنی حکم۔ (دام)

فرمانبردار: شفتہ گوش۔

فرمودن: مصدر اصلی فارسی، فرمود، فرموده، فرماید، مضارع
فرماینده، فرمای، امر، حاصل بالمصدر فرمایش۔ (آ، پ)

فروتنی: ستایش شکستہ کردن۔

فروختار: لغت اصلی است مرکب از صیغۂ ماضی و آر رابطہ
خریدار و پرستار۔ (فش، ق)

فروزدین: مدت ماندن آفتاب در حمل۔ (د)

فُرُوزہ[1]: ترجمۂ صفت۔ (دام)

فُروغ: سپیدی، روشنی۔

فَروکاس[2]: مرادف فرومایہ۔ (دآ)

فَرویل: یعنی گلزار۔ (نکبہ)

فَرُوہیدہ: یعنی خوب و نیک، اچھا۔ (ب، د)

فَرّہ: شکوہ، جاہ۔ (نجد)

فَرہنگاخ: درمیان، وسط۔ (دہ، ثج)

فَرِیور: صاحب دبدبہ، بزرگ۔ (بہ، دثج)

فسانہ: کہانی۔ (ق)

فسوس: بہر دو ضمہ و واو معروف لفظی است فارسی ترجمۂ استہزاء۔۔۔ این نیز دانستنی است کہ فسوس در فارسی لفظی است جامد، مصدر ندارد۔ آری مانند شگار و شکوہ و فروغ و آرام، اگر این را از راہ تفنن متصرف گردانند روا است۔ اما ہمان بمعنی استہزا۔ (فن، ق)

۱۔ دری کشا۔ ۸۸: بضم اول و ضم یا و واو مجہول۔

۲۔ دری کشا: ۹۴: بفتح اول و رای مہملہ و کاف تازی با الف و سین مہملہ۔ اردوی معلی میں فرکاس چھپ گیا ہے۔

فشارِ قبر: ترجمۂ ضغطہ است۔ (فش، ق)
فشل: نمک۔
فغ: بفتحِ فای سعفص[1]، در فارسی بت راگویند۔ (فش، ق)
فغاک: مرکب از "فغ"، و "اک" کہ افادۂ معنیٔ نسبت کند، چون خوراک و پوشاک، مردِ بحس و حرکت راگویند، خواہی از راہِ تکبیر باشد و خواہی بعارضۂ دیگر۔ (فش، ق)
فغستان: مرکب از "فغ"، و "ستان"، بمعنی بتخانہ۔ (فش، ق)
فغفور: فغپور ست، یعنی پسرِ بت۔ پادشاہی را پسر نمی زیست۔ کلیا، چون زنش پسر زاد، او را بہ بتخانہ بُرد و در پای بت انداخت و گفت: "این فرزندِ بت است۔" قضارا آن کودک نمرد و این قصہا ہمان صورت دارد

۱۔ انجمن آرای ناصری میں فغ کو بضمِ فا لکھا ہے اور اس لیے اس کے تمام مرکبات بھی اس کے نزدیک مضموم الاول ہیں۔ فرہنگِ رشیدی: ۲، ۱۰۶ میں زیر اور پیش دونوں طرح ضبط کیا ہے، مگر ضمے کو قولِ ضعیف بتایا ہے۔ سراج اللغۃ میں زیر کو قولِ بعض بتایا ہے، مگر آخر میں یہ لکھ دیا ہے کہ "چون حرکتِ حرفِ اولِ آن، بتحقیق نہ پیوستہ، جمیع لغاتی کہ از آن ترکیب یافتہ، بالفتح باشد یا بضم۔"

کہ ہندوستانیان دختر و پسر را بر ند و در صحن مسجد
انداز ند و مبینا و مبیتی نام نہند۔ آرسی، ظریفان
شخصِ مجہول الاب را بطریقِ طنز فغفور گویند (قش، ق)
فکانہ[۱]: کفانہ، بچہ را گویند کہ نارس از شکم بیفتد۔ (قش، ق)
فَلَق: بمعنی دریدن است۔ و اندروی استعارہ، ظہورِ فروغ
صبح را فلق گویند در عربی و چاک صبح در پارسی و پو
پھٹنا در ہندی۔ (قش)
فلک: آسمان۔ چرخ، چنبر، واژگونہ، گردون۔ (د، قن)
فلکِ کوکب: عبارت از فلکِ ہشتم است۔ (م)
فلکِ نہم: عرش است۔ (ق)
فوفل: چھالیا۔ (قن)
فولاد: پولاد
فوہ[۲]: بفای مضموم و واو بہای زدہ، چیزی کہ
برای افروزش رنگِ نگین زیر آن نہند، و

۱۔ اس لفظ کی تحقیق کفانہ کے تحت ملاحظہ کیجیے۔
۲۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے: "یعنی ڈانک کہ جو نگ کے تلے رکھتے ہیں"۔ (۱۱)

ہندی، ڈانک، گویند (آ، پ)

قمایش: کا لفظ میاں بدھا ولد میاں چھا اور لالہ کنہیّا داس ولد لالہ بھیروں ناتھ کا گھڑا ہوا ہے۔ میری زبان سے کبھی تم نے سنا ہے؟ اب تفصیل سنو۔ امر کے پیچھے کے آگے شین آتا ہے، تو وہ امر معنی مصدری دیتا ہے اور اس کو حاصل بالمصدر کہتے ہیں۔ سوختن مصدر، سوزد مضارع، سوز امر، سوزش حاصل بالمصدر۔ اسی طرح ہیں خواہش و کاہش و گزارش و گدازش و آرایش و پیرایش و فہمایش۔ فہمیدن فارسی الاصل نہیں ہے، مصدر جعلی ہے۔ "فہم" لفظ عربی الاصل ہے "طلب" لفظ عربی الاصل ہے۔ ان کو موافق قاعدۂ تفریس فہمیدن و طلبیدن کر لیا ہے۔ اور اس قاعدے میں یہ کلیہ ہے کہ لغت اصلی عربی آخر کو امر بنا تا ہے۔ فہم یعنی بفہم، سمجھ، طلب یعنی بطلب، مانگ، قصد

اصطلاح اللغۃ میں لکھا ہے کہ "بدین معنی عربی است کہ در زبان متاخرین بمعنی چیزی کہ زیر جواہر برای آن دہند تا رنگ آن نصب کنند، آمدہ۔ و این را بہندی ڈانک گویند بدال ہندی و نون غنہ"

مضارع بنا، طلبد مضارع بنا۔ خیر، یہ فرض کیجے کہ جیسا تم نے مصدر اور مضارع اور امر بنا لیا، تو اب حاصل بالمصدر کیوں نہ بنا لیا۔ سنو۔ حاصل بالمصدر فہمش اور طلبش ہونا چاہیے۔ "فہم" تھا صیغہ امر، "فہمید" سے نکلا تھا۔ الف اور یے کہاں سے آیا؟ فہمائی تو نہیں ہے جو فہمایش درست ہو۔ کہیں فرمایش کو نظیر گمان نہ کرنا۔ وہ مصدر اصلی فارسی فرمودن ہے۔ فرماید مضارع، فرما امر، حاصل بالمصدر فرمایش۔ (۲)

ق

قابلہ: بانا پچ، پیش نشین، دائی، جنائی۔ (دیپ ریتیخ، فش، ق، قس)

قافیہ: پیوند۔

قافیۂ شایگان: عربی ایطا۔[1] (ع س)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "قافیۂ شایگان کہ جس کو عربی میں ایطا کہتے ہیں، وہ دو طرح پہ ہے: خفی و جلی۔

ایطا وہ قافیہ ہے کہ جو دو حرف ایک صورت کے ہوں جیسے الفِ فاعل، گویا، و بینا و شنوا۔ شعرِ اسیرؔ

ای دانۂ تسبیح خیالت دلِ دانا　　سر حلقۂ مستانِ رخت دیدۂ بینا

اور نون والی مضارع کا، جیسا استاد کے اس مطلع میں ہے:

دل شیشہ و چشمانِ تو ہر گوشہ برندش　　مست است، مبادا کہ بیا گر شکنندش

اور ایسا ہی الف و نون جمع کا: مثلِ چراغان و جوانان۔ اور ایسا ہی الف نون حالیہ، مانندِ گریان و خندان۔ پس اگر یہ مطلع میں آپڑے، تو ایطای جلی ہے۔ اگر غزل یا قصیدے میں بطریقِ تکرار قافیہ میں آپڑے تو ایطای خفی ہے۔" (ع س)

قالب: در عربی دکالبد، در فارسی بمعنیٔ تن است، و چیزی را نیز گویند کہ آن را در ہندی "سانچا" نامند۔ (فش، ق)

قانون: لفظ عربی الاصل است، جمع آن قوانین، قاعدۂ آن مقنن۔ (فش، ق)

قبچاق: بفتحۂ قاف، در اصل درخت میان تہی را گویند۔ چون سلطان آغوز خان، جد آلنقوا پادشاہ مغول را فرقہ فرقہ ساختہ، و ہر فرقہ را نامی دیگر نہادہ، ایغور، قلنج، کلانتہ، قبچاق۔۔۔ پس قبچاق نام گروہیست از مغول۔ (فش، ق)

قبلہ: بوسہ، چُمّی۔

قُبۂ خشخاش: پوست کے ڈوڈے۔ (رخ، عس)

قتل عام: مرگ سرخ۔

۱۔ تاج العروس میں لکھا ہے کہ یہ لفظ بقولِ بعض رومی اور بقولِ دیگر فارسی الاصل ہے۔ صاحبِ محکم نے بھی اسے دخیل قرار دیا ہے۔ لغت الفاظ: ۳۰۶، میں رومی الاصل یعنی لاطینی اور بمعنی مسطر بتایا ہے۔ اصل اور قاعدہ یہ دونوں مجازی معنی ہیں۔ بہرحال میرزا صاحب کا اسے عربی الاصل کہنا درست نہیں، ہاں عربی کی وساطت سے فارسی میں آیا۔

قحط: نانِ شیرین، کلّی۔ (قن)

قدح: کاس، کاسہ۔

قدر: ارج، ارز۔

قدرت: فرتاب، پرتاب۔

قدم افشردن: پا استوار کردن۔ گاڑھنا۔

قدیم: باستان۔

قراب[1]: لغتِ عربی الاصل صحیح۔ (آ، رخ)

قشلاق: بمعنی لشکرگاہ زمستان۔ (قش، ق)

قصد: بسیچ۔

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "قراب اور سراب دونوں لغتِ عربی الاصل صحیح ہیں" (آ۔ رخ) میں نے جستجو کی تو قراب کے معنی ہم قدر اسے ہم قیمت معلوم ہو گئے، مگر سراب کوئی عربی لفظ نہ نکلا۔ اس سے میں یہ گمان کرتا ہوں کہ شراب کو کاتب نے سراب لکھ دیا ہے۔ چنانچہ سراج اللغۃ میں شراب کے متعلق آرزو نے بھی لکھا ہے کہ یہ عربی لفظ ہے۔ لیکن ادّی شیر نے "الفاظ الفارسیۃ المعربۃ" ۸۸ (طبع بیروت ۱۹۰۸ء) میں لکھا ہے کہ یہ فارسی لفظ ہے اور سر بمعنی فوق اور آب بمعنی "پانی" سے مرکب ہے۔ ممکن یہ بھی ہے کہ یہ سریانی الاصل ہو۔

قصر: مشکوی، محل۔

قصیدہ: چکامہ۔

قطرہ زدن: اشارتست بہ شتاب رفتن۔ (پ)

قفس: پنجرہ۔ (ق)

قلاوز[1]: راہبر را قلاوز گویند۔ (پ)

قلب: نبہرہ، کاسد، دل۔

قلعہ: بارہ، دژ (د، ق، م)

قلندر: ساسان، سنیاسی۔

قلم کشیدن: مطلق بمعنیٔ باطل کردن و محو کردن چیزی باشد۔ (پ)

قمار: [illegible]۔

قوی ہیکل: تہمتن۔

قیام: ایستادن، استادن۔

قی کردن: شکوفہ کردن۔

قیمت: ارز، ارج، نرخ، بہا، مول۔ (د، ق، ن، ق)

۱۔ رشیدی میں اس لفظ کی تین شکلیں اور لکھی ہیں، قلوز، قلاوذ اور قلاووز اور یہ بھی بتایا ہے کہ اصل میں یہ لفظ ترکی ہے۔

ک

ک: در فارسی بیاید، و در آخر اسما معنی تصغیر دہد، چون مردک و مرغک و کودک و دریک ۔ بچا، نا کودہ و ریزہ ترجمہ طفل است۔ (ش، ق)

کاچار و کاچال: ترجمہ اثاث البیت، رخت، متاع خانہ، اسباب خانہ (پ، د، م)

کار از بن دندان کردن: یعنی بذوق تمام کردن۔ (پ)

کارتن: کلاش عنکبوت۔ مکڑی۔

کاردِ خرد: کزلک۔

کارکیا: بہر دو کاف عربی مفتوح و سکون ثالث۔ کدرای

۱۔ درج گشتہ: ۱۲۸ میں کیرجا لکھ دیا ہے۔ مزید تفصیل لغت کیا کے حاشیے میں دیکھیے۔

قرشت است، بمعنیٔ خداوند کار، مالک و حاکم، چون وہ کیا بمعنیٔ مالک وہ کارکیائی : مالکی، حکومت۔ (آ، د، ق، م)

کازہ : خانۂ گل، کوخ، گوہ، جھپر مٹی کا گھر۔ (آ، پ، د، تغ، م)

کاس و کاسہ : مانندِ موج و موجہ، بمعنیٔ قدح عربی است۔ (فش، ق)

کاس و کوس : بمعنیٔ نقارہ فارسی۔ (فش، ق)

کاستن : گھٹانا۔ کاست صیغۂ ماضی از کاستن، و بمعنیٔ دروغ مستعمل۔ کاستہ، کاہد، کاہندہ، کاہ۔ مصدرِ مضارعی کاہیدن۔ (پ، د، قن)

کاسلہ : بہرہ، قلب۔

کاسہ گردان : کنایہ از دریوزہ گری۔ گدا را کاسہ گردان نامند۔ (پ)

کاشتن : بونا، کاشت ماضی کاشتن و بمعنیٔ زراعت۔ کاشتہ کارد، کارندہ، کار۔ بحیثیت مصدر کی بحذفِ الف نیز آید کشتن و کشتہ، وکشتہ بکسر کاف۔ لیکن بحیثیت مضارع و سہرحال بحالِ خود باشد۔ (پ، فش، ق، قن)

۱۔ اس لفظ کی تحقیق حرف کاف میں لفظ کرسے کے تحت ملاحظہ ہو۔

کاغذ : دال مہملہ سے ہے۔ اس کا ذال سے لکھنا اور کاغذ کو اس کی جمع قرار دینا تعریب ہے بہ تحقیق۔ (ع)

کاغذی پیرہن : دادخواہ[1] (د)

کافتن : مصدر، ترجمہ آن کھودنا۔ ماضی کافت، مفعول کافتہ و مضارع کاود۔ کاوندہ کاو۔ ! کاویدن مصدر مضارعی است چنانکہ رستن برای مفہوم مصدر اصلی و رویدن مصدر مضارعی۔ ہر آئینہ کاو صیغہ امر است و کاوش حاصل بالمصدر۔ (چ، فق، ق)

کالبد : در فارسی بمعنی تن است۔ سر بے جسم۔ و چیزی را گویند کہ آنرا در ہندی سانچا نامند۔ (فق، ق)

کالیوہ : پاگل، کالیوگی، پاگل پن۔ (د)

کام : بکاف عربی در پارسی بمعنی مقصد است عموماً و در ہندی

1- میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "ایران میں رسم ہے کہ دادخواہ کاغذ کے کپڑے پہن کر حاکم کے سامنے جاتا ہے، جیسے مشعل دن کو جلانا یا خون آلودہ کپڑا بانس پر لٹکا کر لیجانا۔" (ع)

2- میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے "کام بمعنی مقصد و مدعا۔ کام و دشنام درست، کلام لکھتے ہیں، نشستہ کلام اور ترکیب ہے کام بمعنی تالو کے ہے نہ بمعنی مقصد و مدعا" (خ)

بمعنیٔ شہوت جماع خصوصاً۔ "کاما" با افزایش نون والف
در آخر، مطلق بمعنیٔ خواہش۔ تشنہ کام، کام بمعنیٔ تالو، نہ
بمعنیٔ مقصد و مدعا۔ (غ، فق، ق)

کان: معدن و در ہندی کھان۔ (فق)

کانون: اسم آتش دان است۔ (فق، ق)

کاہ: خشک گھاس۔ (ق)

کاہ بہ دندان گرفتن: اظہار عجز۔ (غ)

کپک: چیچڑی۔ (ق)

کچکول: کشکول۔

کچہ: بکاف تازی مفتوح و جیم فارسی مفتوح، بہندی آن
پگھلا۔ (پ، دہلی اردو اخبار)

کچکل کردن: عبارت از ظاہر شدن راز۔ (پ)

کچکل: سرمہ۔ (ق)

کدبانو: بی بی۔ (د، قط)

کدہ: بمعنیٔ خانہ۔ یکی از پرورش آموختگان قتیل در کلکتہ
ہمی گفت: اوستاد دربارۂ "کدہ" ۔۔۔ از روی اجتہاد کہ
کدیور نسبت پیروان خویش دارد، جز اسمی چند کہ شمار آن

از وجہ پاسخش نگزد، با قبول کدہ آوردن ... جائز نمی
شمارد۔ پاسخ گزاردم کہ پیغمبران گفتہ: چون خودی کار بہ
ذنگ گیرند ۳ گاہ ذلان را چہ اوفتادہ کہ توقیع ناروا
پر یزند۔ حیرتکدہ، ظلمتکدہ، شفق کدہ، خرکدہ و امثالِ
اینہا در نظم و نثر اہلِ عجم بسیار است۔ فخر المتاخرین فرماید:

خاموش، حزین از نفس سینہ خراشت
نشتر کدہ گردید جگر مرغ حرم را

(دفش، ق)

۱۔ قتیل کے شاگرد کا یہ بیان خود قتیل کے قول کے خلاف ہے۔ انھوں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ کدہ سے پہلے پانچ چھ مخصوص الفاظ کے علاوہ ناجائز ہے، بلکہ نہر الفصاحت ص ۲۵ میں یہ کہا ہے کہ "کدہ بمعنی مقام یا مقدار با پنج لفظ ملحق شدہ سوای آن مسموع نیست: بت کدہ، دیرکدہ، آتش کدہ، دمی کدہ، گلشن کدہ، میخانہ کدہ، چون آسیاکدہ، انچہ وام کردہ است یا نادرست۔ یعنی اینہا را سوای پنج و سوای انچہ پنج آنچہ در کلام اساتذہ یافتہ باشد فروع ایشان باشد۔ ... و فروع در اصل داخل است، چون حسرت کدہ و سنبل کدہ و ویران کدہ، حسرت کدہ الخ"۔ اس صورت میں میرزا صاحب کا اعتراض غلط ہی ہے۔"

کدیوره: بکافِ تازی مفتوح و دال مکسور و یای مجہول، فراش و باغبان۔ (ب)

کر: آگنده گوش، اصم۔

کُرّ: بکافِ عربی، اسمِ حوضی است۔ (فق، ق)

کراسه: دفتری بمعنی مصحفِ مجید۔ (فق، ق)

کراع: پاچهٔ گاؤ و گوسپند وغیره۔ (فق)

کراک: بهر دو کافِ عربی و اوّل مفتوح بوزنِ ہلاک، و با ہائے الف در آخر "کراکا" بوزنِ تماشا، دیگر اسمِ صریحی معروف را گویند که سوا بفتحِ اول و ضمهٔ ثانی و واو مجهول ہندی آن است۔

در مناقب العارفین دیده ام که یکی از بیاستان ملوک که در حبالهٔ نکاح مولانا بوده، کراکا نام داشته۔ ہمانا این مرغوان خواهد بود و اسم درای آن (فق، ق)

کرامت: فرخیده، فرجهٔ، فرتاب، چرتاب۔

کران: کنار۔ (ق)

کرداد گزاری: تاریخ نگاری۔ وکرداد گزار: مورخ۔ (د)

ا۔ رشیدی، سراج اور دری کشا: ۱۵ میں پہنچ گہارت لکھا ہے۔

سرنگ : بدون تفنگ ، اسپ سرخ رنگ ۔ (آ)

گروہ : فارسی اسم ہے لوگوں کی جماعت ، حرف اول مضموم و واو مجہول

جتھا ، ٹولی ۔ (ق)

گروہ ناکساں : شریر

گریہ : رونا ، گریہ ، الیاس ۔ (ع ، ش)

گرفتگی : بندش ، گرفتہ ہونا ۔ (م)

گرم : مضطرب ، گرمی ، بے تاب ۔ (د ، ع ، ق)

گساں : ہستی ، شکستہ ۔ (ق ، ق)

گشتی : کشتی ، ناک کا بھی ، پھیلی ، گردش ، ناک یا چشم

ہیں ان اس بات کے بھی گو کہ ... ۔ (ع)

گشتاخ : بے ادب ، گستاخ ۔ (ع)

گلشن : باغ ، گلزار ، پھولوں کا ... ، ... ، ... ۔ نیز ... ۔

... ، ... ، ... ، ... گلشن ... ، ...

... ، ... ، ... ، ... ، ... ، اصل ... (?)

ا ... ... اور ... ، ... ... جو ...

... اپنے ... ...

لکھا ہے ... ... مرزا صاحب ... ...

... ... اسدی اور ... ...

و چون باگشت مرکب گشت، معنی فاعل بخشید، یعنی در زنده گشته - و اینها را گشتاورند نیز می‌گفتند - و گشتاورند تخفیف آن است - (د، قع، نش، ق)

کشتن: بکسر کاف، کاشتن، بونا۔ کشته، کاشته، [illegible] (پ، قن)

گشتن: بکاف عجمی مضموم، گشتنا، گشته، گشتید، گشتند، گشتی (پ)

گشتهستا: با ضمه، سنگ پشتا، کچھوا۔

کشکول: بکاف عجمی مضموم و واو مجهول، بمعنی کاسه‌ایست که درویشان از پوست کشتی ساخته باشند، و آن را کچکول بجیم نیز گویند (قنی، ق)

کشمی: بمعنی کشمش - (د)

کشیدن: کشیدا، کشید، کشیده، کشان، کشنده، کش (پ، قنی)

کشمکش: کشاکش، کھنچاؤ - (قن)

کشمیر: [illegible] - (قن)

کفاشه: چیزی را گویند که کاسه از شکم بر آید - و این قلب کفاشه است مثل شام و ساق و گنگار و گرار - این قدر است

درآگہی میفزایم کہ کفانہ و فکانہ ہر دو لغت بکاف عربیست و در ہر لفظ حرفِ نخستین مکسور۔ (فق، ق)

گفش: پاہنگ، یا افزار۔

کفن پارہ کردن: یعنی از مرضِ مہلک و حادثہ سخت نجات یافتن۔ (پ)

کلاش: عربی عنکبوت و اسم دیگر آن کارتن، مکڑی۔ و خانہ آن را نیز گویند۔ (پ، فق)

کلاغ گرفتن: عبارت از تمسخر و استہزاء۔ (پ)

کلاوہ کردن: بمعنی جمع کردن۔ (پ)

کلاہ انداختن: کلہ گوشہ بر آسمان سودن، عبارت از شاد شدن و شوق کردن۔ (پ)

۱۔ اس لفظ کے اعراب اور املا دونوں میں لغت نویسوں کا اختلاف ہے انجمن آرا اور فرہنگِ فرس دونوں میں بفتح اول لکھا ہے، اور موخر الذکر کے مصحح نے اسے بکاف فارسی ضبط کیا ہے۔ خان آرزو نے سراج اللغہ میں لکھا ہے کہ فکانہ ممکن ہے کہ فگندن سے مشتق ہو، اس صورت میں سے مقدم کو گفانہ ہونا چاہیے۔ مگر فرہنگِ رشیدی کے مصنف نے اشتقاق کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے فکانہ کو فکندن سے متعلق بتایا ہے جو فگندن کی دوسری شکل ہے۔

کَلپٹرہ: یعنی احمقانہ کلام۔ (س)

کَلَند: بکاف و لام مفتوح،[1] ہندی کُدال۔ (پ، د، قغ)

کِلّہ: بکاف مکسور و لام مشدد، شامیانہ۔ (د)

کلیم: بر وزنِ فعیل، صیغۂ اسم فاعل، مثلِ کریم و رحیم و سمیع و بصیر۔[2] (س)

کم: تھوڑا۔[3] (قش، ق)

کم آزار: یعنی نیازارندہ (ن)

کم صبر: تنک شکیب۔

کم ہمت: یعنی بے ہمت۔ (ن)

کم ہمتا: یعنی بے ہمتا۔ (ن)

کمیاب: نایاب۔ (ن)

١۔ میرزا صاحب نے دستنبو کے نسخے میں اپنے قلم سے "بر وزن قند" لکھا ہے۔

٢۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "کلیم اگر بمعنی ہم کلام لیجیے، تو اسم الٰہی اس کو کیونکر قرار دیجیے" (س)

٣۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے: "یہ لفظ اہلِ فارس کی منطق میں کہیں افادۂ معنیِ سلبِ کلی بھی کرتا ہے، جیسے کم آزار یعنی نیازارندہ نہ یہ کہ کم آزار دہندہ، کم ہمتا یعنی بے ہمتا۔ یہی کمیاب اور نایاب ایک چیز ہے" (ن)

گشا [illegible] : [illegible] ۔ (ف د)

گره سخن کردن : یعنی گره راست کردن و دم گرفتن ۔ (م)

گشتن : [illegible] ہو جانا ۔

گشاده : آغوش [illegible] ۔ (فش)

گشاده نگاه : [illegible] ۔ (د ، [illegible])

گشاده [illegible] : افق مشرق ۔ (د ، [illegible])

گشاس : [illegible] ۔

گشاکش : [illegible] ۔ (د [illegible])

گشا [illegible] : [illegible] ۔ (د [illegible])

[illegible] : [illegible] ۔

[illegible] : [illegible] ۔ ([illegible])

[illegible] : [illegible] ۔ ([illegible])

[illegible] : [illegible] است ۔ (فش)

[illegible]

[illegible] است ۔ (فش)

[illegible] : [illegible] اول [illegible]

[illegible] اول [illegible]

و اسم "گکرو" و "کالنه" به افزودن الف در وسط نیز
گفته اند. و این که در چهار به تغییر لهجه "گکانه" گویند یا
از توافق لسانین است، یا چند پارسیان لفظ پارسی را اخذ
کرده اند، چنانکه تازیان "کنف" را از روی تعریب
"قنب" نام نهاده اند. (لغات، ق)

کندو: بکاف تازی مفتوح و نون ساکن و دال مضموم و واو معروف
ظرفی سفالین را گویند که از چوب و گل برای نگاه داشتن
غله سازند و شکل نیز ... چند آن که ... (ق)

کندوری: ... سفره خوان را گویند (ق)

کنکاش: ... مشوره، مغولی است از کنگاش به معنی ...
... معرب است ... (ق)

کمانچه: ... ... که ... تا ... تصویر ...
... (ق)

کمرگاه: ... نام ... است ...
... (ق)

کموزه: ... (ق، م)

کنول: پیاله.

کورخ[1]: خانہ کہ از نی و علف نسازند، و آن اکازہ نیز
نامند، و کومہ نیز بکاف فارسی مضموم۔ چھپر۔ (بہا، دام)

کودک و ریدک: ہا آگوند ور یہ ترجمۂ طفل است۔ (فش، ق)

کور نمک: نمک حرام۔ کور نمکان، نمک حرامان۔ (د، غ)

کوس: نقارہ، تبیرہ، تبیرہ، طبل، کاس۔ (قن)

کوفتن: کوفت، کوفتہ، کوبد، کوبندہ، کوب۔ (بہا)

کوفتہ: مشد یود، ماندہ۔

کول: بکاف عربی مضموم و واو مجہول، در فارسی بوم را
گویند کہ اُلو ہندی آن است۔ لاجرم، مرد احمق را
کول گویند۔ (فش)

کول: بفتحۂ کاف عربی، بروزن ہول، رکول، فریب را
گویند۔ (فش)

کول: بروزن فتحہ، ہم بکاف تازی، پوشش کہنۂ گدایان
را نامند، خواہی از گلیم باشد و خواہی از نمد۔ (فش)

۱۔ انجمن آرا: بروزن شوخ۔

۲۔ سراج میں کودک کے معنی قصد اور کماد بتاے ہیں۔

کومه: بکافِ فارسی مضموم، خانۂ کاہ و علف۔ کوخ۔ چھپر۔ (دبہ[1]، دکم)

کوہ: پہاڑ۔ (قن)

کوہچہ: پہاڑی۔ (د)

کوہہ: موج و لہر۔ (د)

کہن: سالخوردہ۔

کی: بکافِ مفتوح بروزنِ می، بمعنی خداوند و مالک، و کبھی مزید علیہ، کیسے، یعنی کس وقت[2]۔ (آ، قن، ق)

۱۔ دستنبو: ۴۴، اور مہر نیمروز (کلیاتِ نثر: ۳۷۶) میں بھی کومہ لکھا ہے لیکن تمام فارسی لغت کی کتابیں اس پر متفق ہیں کہ یہ لفظ کافِ عربی سے شروع ہوتا ہے۔ غالب اور دوسرے نے بھی لکھا ہے کہ بعض لغت نویسوں نے جو گومہ لکھا ہے، وہ کومہ کو غلطی سے گومہ پڑھ گئے ہیں۔

۲۔ مرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "کی بکافِ مفتوح بروزنِ می ایک لفظ فارسی ہے ذو معنیین یعنی دو معنی رکھتا ہے، ایک ترکیب یعنی کس وقت، اور دوسرے اس کے معنی حاکم اور مالک۔ لغت میں موجود ہے کہ آیا ہے، وہ اکثر اس کے معنی دیکھتا ہے یعنی خوشا وہ وقت، پھر یہ، پیدا، یعنی حاکم کا بیٹا، کیانی بزرگ کیانی بزرگی کا نام، جو کیا مضاف اور مضاف الیہ مقلوب ہے یعنی کیا کی دہ اور حاکم وہ کار کیا، مثلاً یعنی کیا کی کار و مالک کا۔ یہاں ناقل اس کے رای کو مکسور لائیں گے۔ وہاں کار موصوف اور کیا صفت ہے" (آ)

کیسہ : تھیلی ۔ (قرینہ)

کیفر : بکاف مفتوح و فای مفتوح ۔ بمعنی سزای کردار بد آید ۔ و آن
را پادافراہ و بادافرہ نیز گویند ۔ (برہان ، م)

کیمیا : جو اشیا کی تاثیر سے تعلق رکھتا ہو وہ کیمیا ، اور جو اسما سے
متعلق ہو وہ سیمیا ۔ (آ ، ح)

کیوان : زحل ۔ (د)

گ

گاو: پیچ ثور - (ر)

گاوشنگ: یعنی چوبی که پهلوان گاو را رانند - (آ)

گاومیش: بیمیش - (ن)

گدا: کاسه گردان، دریوزه گر -

گر: اسم دریا، در فارسی بکاف فارسی است - (فش)

گرّا: بکاف فارسی و رای مشدد، حجام، دلاکی، سرتراش - (تیغ

، تیغ، فش)

گرازه: بکاف پارسی بضم و الف فارسی است، اسم خنزیر که مرادف
خوک است و سرهنگ را بخود را نیز گویند - و بمعنی خرام نیز آید - گرازان
مرکب ازین است، چون نازان و شادان - (فش)

گران مند: قیمتی، بیش قیمت۔ (د، قط)

گرائیش: بکسرۂ کاف پارسی، توجہ۔ (د، قع)

گربہ: بلی۔ (قن)

گرد: شہر۔

گرداندن: برگاشتن۔

گرداگرد: پیرامن۔

گردن: عُنُق۔ (قن)

گردن کشیدن و پیچیدن: بمعنیٔ نافرمانی۔ (پ، قط)

گردن نہادن: بمعنیٔ اطاعت کردن۔ (پ)

گردون: آسمان۔ (قن)

گردہ: بفتح کاف نیز خوانند، و بہندی 'ٹاکا' گویند۔ (پ)

گرزن: بہردو فتحہ، بمعنیٔ تاج۔ (آ، خ، د، س)

گرزہ: بوزن شترزہ، قسمی از مار۔ (آ)

گرفتن: در اصل بکسرۂ اول و فتحۂ ثانیست، چنانکہ فردوسی در

۱ـ میرزا صاحب کا یہ استدلال مفید یقین نہیں ہو سکتا۔ خسروی نے بضم اول و ثانی باندھا ہے۔ ملاحظہ ہو لغت نامۂ فرس: ۴۵۵۔ سراج اللغۃ میں بکسرتین لکھا ہے اور آج کل بکسرتین ہی مستعمل ہے، چنانچہ لغت فرس کے مصحح نے اسی طرح ضبط کیا ہے۔

شاہ نامہ جائی کہ کاوۂ آہنگر محضر نکو نامی ضحاک درانجمن دریدہ است، گوید:

سر دل پر از کینہ کرد و برفت
تو گوئی کہ عہد فریدون گرفت

گیر، صیغہ امر از گرفتن۔ (فق، ق)

گرفتن ماہ: چاند گہن۔ (د)

گرگ: بھیڑیا۔ (فق)

گرگدن[1]: جانوری کہ بر سر بینی شاخی دارد۔ کابینہ او سنی نیز فارسی است۔ (فق)

گروہ[2]: ایل۔

گریوہ: بکاف مفتوح و ہای مکرر و یای مجہول، اسم بلندی کہ در صحرا باشد، یعنی پشتہ و تل بفتح تای قرشت۔ (پ)

گزاردن: گزارش، گزارش گر، گزارشنامہ ہمہ بزای ہوز است۔ (فق، ق)

گزشتن: گزرنا۔ گزشت، گزشتنہ، گزرد، گزرندہ، گزر، گزاشتن

۱۔ رشیدی، سراج اور انجمن آرا میں کرگ اور کرگدن ضبط کیا ہے۔

۲۔ انجمن آرا اور دری کشا: ۴۰ میں بضم اول بتایا ہے۔

گزاشتن، گزاشتہ، گزارد، گزاردہ، گزار۔ باعتقادِ نامہ نگار، نگاشتن این ہر دو بحث برای ہوز رواست وبذال ذرواست۔ (پ، قن)

گزیدن: بفتحِ کافِ فارسی، گزید، گزیدہ، گزد، گزندہ، گزہ (پ)

گزیدن: بکافِ فارسی مضموم، گزید، گزیدہ، گزیند، گزینندہ گزین۔ (پ)

گزیر نباشد: نگزیرد۔

گزین: بجای گزیدہ مستعملِ اہلِ زبانست۔ (مک)

گستردن: گسترد، گستردہ، گستر بتای مضموم و رای مفتوح، گسترندہ، گستر۔ (پ)

گسستن: فتاریدن، فنزیدن، فتالیدن، فتابیدن گسست گسستہ گسیختن، گسیخت، گسیختہ۔ مضارعِ این ہر دو یکیست گسلد، گسلندہ، گسل۔ (پ)

گسیل: بکافِ پارسیِ مضموم وسینِ مکسور ویای معروف،

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "گزاشتن، وگزشتن و پذیرفتن سب زے سے ہیں" (ع) لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ صرف گزاردن زے سے ہے بقیہ الفاظ میں ذال ہی لکھنا چاہیے۔

بمعنیٔ رخصت و مرخصی، و مراد فنا پدرود۔ (پ، د، م)

گشتن: بکاف فارسیٔ مفتوح، پھرنا۔ گشت، گشتہ، گرد، گردندہ گرد۔ مصدرِ مضارعی گردیدن، متعدی گرداندن۔ و باضافۂ با نیز آید، یعنی گردانیدن۔ (پ، فن)

گشنہ: بکاف فارسی، مرادف گُرسنہ است۔ (پ)

گفتن: کہنا۔ گفتی، بیای مجہول میں خطاب حاضر مقرر رہتا ہے نظائر اس کے فارسی میں بہت ہیں۔ (عس، فن)

گُل: پھول۔ (فن)

گِل: خاک بآب آمیختہ۔ (ع)

گلبانگ بر قدم زدن: محاورۂ شاطران است کہ چون در جست و خیز خواہند کہ تیزروی کنند، گویند "گلبانگ بر قدم زدگہ"۔ (م)

گُلخن: بھاڑ۔ (فن)

گل کردن: بمعنیٔ ظاہر شدن است۔ (پ، فن، ق)

گل گرفتن چراغ: سر چراغ افگندن۔

گلو بریدن: ذبح۔

گلولۂ آرد: زوالہ۔

گماشتن: گماشت، گماشته، گمارد، گمارنده، گماره (پ)

گنج شایگان: نام گنجی است از هفت گنج پرویز۔ (م)

گندہ: بکافِ فارسیٔ مفتوح بمعنیٔ بوی بد است۔ و گنده و گندا، اول با ہای ہوز در آخر و دوم با الف، ترجمۂ منتن است، یعنی بد بو۔ حالیا در عرف عام گندا بمعنیٔ نجس و ناپاک آید۔ (فن)

گُند: بروزنِ تُند، خصیہ را گویند۔ و چون این عضو علامتِ رجولیت است، ہر آئینہ معنیٔ مردی و مردانگی نیز دہد۔ و ازین مرکب است گند آور، بمعنیٔ طاقت و نیروی دل۔ و "آور" بمعنیٔ صاحب، چنانکہ دل آور، دلاور، زور آور۔ ہمچنین گند بمعنیٔ سطبری و بزرگیٔ جثہ آید۔ و ہر جسم کہ کمیتش افزون بود، گندہ نام یابد۔ طرفہ این کہ مردِ تنومندِ فربہ اندام را گند والہ نیز گویند۔ و این ترکیب با ترکیبِ ہندی تطابق دارد، چون اندرین ملک "والا" بہ الف در آخر، بمعنیٔ مالک و خداوند مستعمل است و لشمردنِ نظائر این ترکیب احتیاج نیست۔ از استاد کہ بردوانش درود باد، شنیدہ ام کہ گند چنانکہ معنی قوتِ

جیسی دہد، افادۂ معنیٔ قوتِ عقلی و عملی نیز کند

از ینجاست کہ مردِ دانشمند را گندا گویند۔ (فن)

گُنگ: لال، گونگا۔

گنہ گار: تر دامن، فاسق۔

گورگاہ: قبرستان۔ (د)

گوسپند: بکری۔ (فن)

گوش: کان۔ (فن)

گوش انداختن: "گوش" کا استعمال "انداختن" کے ساتھ اگر شعرای ہند کے کلام میں آیا ہوتا تو ہم اُس کی سند اہلِ زبان کے کلام سے ڈھونڈھتے۔ جب وہ خود حزیں نے لکھا ہے، تو ہم سند اور کہاں سے لائیں۔ قواعدِ زبانِ فارسی کا ماخذ تو ان حضرات کا کلام ہے۔ جب ہم انھیں کے قول پر اعتراض کریں گے، تو اس اعتراض کے واسطے قاعدہ کہاں سے لائیں گے۔ (مک)

گوش داشتن: اگر باضافۂ سمت و جہت نباشد، افادۂ معنیٔ نگاہداشتن می کند۔ و گوش دار صیغۂ امر است از گوش داشتن۔ خواہی گوشدار گو یند و خواہی دار گوش (پ، فن، ق)

گوشت بسر ناخن گرفتن: نشکنج، چٹکی۔

گوشوارہ و گوشوارہ: چیزیست زرنگار یا مرصع بجواہر آبدار کہ بر دستار پیچند۔ و ہر گونہ پیرایۂ گوش را نیز گویند (فش، ق)

گوشۂ چشم: پیغولہ۔

گول: بہ کافِ پارسیِ مضموم و واوِ مجہول، در ہندی ترجمۂ مدور است، و مردِ مجہول الحال و سخنی را کہ بخوبی فہمیدہ نشود، نیز گول گویند۔ و در زبانِ قدیم پارسی آبی را کہ از زمین جوشد و مقدارش در درازا و پہنا اندک و در ژرفا زیادہ باشد، گول و گولاب نامند۔ ہم ازین روست کہ خُمِ دراز را گول گویند۔ و این کہ در ہند نیز بدین معنی زبان زدِ خلق است، از توافقِ لسانین نیست، بلکہ ہمان لفظِ پارسی است کہ بعد از استیلای مغول بر ہند در ہند رواج یافتہ است۔ و این کہ مردم ہند گول را کہ بکافِ عجمیِ مضموم و واوِ مجہول است، ہم بمعنیِ احمق و ہم بمعنیِ فریب داشتہ اند، از بی اعتنائی است۔ حاشا کہ چنین باشد۔ (فش)

گوہر آمای: موتی پرونے والا۔ (فش)

گہر در رشتہ کشیدن : آسودن۔

گیا، گیاہ : بکافِ فارسی مکسور، سبز گھاس۔ (آ، فق، ق)

گیتی : دنیا، گیہان۔ (فق)

گیہان[2] : دنیا، گیتی۔ (فق)

۱۔ میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "گیا اور گیاہ بکافِ فارسی مکسور سبز گھاس کو کہتے ہیں۔ گیا بکافِ فارسی مفتوح کوئی لفظ نہیں۔" (آ)

۲۔ دری کشا: ۵۵، بفتحِ اول۔ و بکافِ عربی نیز ہمیں معنی دارد۔

ل

لابہ و لابغ: اختلاط و انبساط۔ (د)

لاد: اسم دیوار، بنا۔ لاد برآن: بنا برآن۔ (پ، د، م)

لال: بمعنیٔ گنگ کہ در ہندی گونگا گویند۔ (پ)

لای: بمعنیٔ دردِ شراب۔ (م)

لای یا لات: جس کپڑے میں سا ئلات کو چھانیں، اردو صافی بیاہی معروف۔ (آ)

لابیدن: بمعنیٔ بیہودہ گفتن است۔ لابید، لابیدہ، لابد، لابندہ، لای۔ ملای، یعنی بیہودہ مگو۔ (پ، فش، ق)

لبِ بام، لبِ فرش، لبِ گور، لبِ چاہ، لبِ دریا، لبِ ساحل، بمعنیٔ کنارے کے ہے مستعملِ اہلِ ایران۔ لبِ بام

اُس مقام کو کہتے ہیں کہ جہاں ایک قدم آگے بڑھائیے تو دھم سے اتھاہ پانی میں آ جائیے۔ پس لبِ دریا اُسے سمجھیے جہاں سے قدم بڑھائیے، تو پانی میں جائیے۔ "لبِ ساحل" وہ ہوا، جہاں سے آگے بڑھیے، تو دریا میں گر پڑیے۔ 'لبِ دریا' سے پاؤں پانی پر رکھا جاتا ہے، جیسا نہانے کے واسطے، اور لبِ ساحل، سے دریا میں کودتے ہیں، جس طرح سلطان کی باؤلی میں لبِ بام سے تیراک کودتے ہیں۔ اسی طرح تیراک جہاں دریا کا پانی نشیب میں ہوتا ہے، وہاں کراڑے کے کنارے پر سے کودتے ہیں۔ کراڑا ساحل اور کراڑے کا کنارہ، لبِ ساحل۔ (۳)

لَخت: یا مرادفِ لکد است یا مخففِ لخته که هم در فارسی و هم در اردو بمعنیٔ پاره و لخت آید۔ (نق)

لُخت انبان: بلامِ مضموم، شکم بنده و پرخواره۔ (قن)

لَجَن: بفتحتین، ہندی کیچڑ۔ (م)

لَحم: گوشت۔ (قن)

لَخت: برش، پاره، لخت، لته۔

ا۔ مزید تفصیل "لوت" میں دیکھیے۔

لرزیدن: لرزید، لرزیده، لرزد، لرزنده، لرز۔ (پ)

لشکرگاہِ زمستان: قشلاق۔

لطیفت: ﷺ بجی۔

لغزیدن: پا از جای بیرون رفتن، لغزید، لغزیده، لغزد، لغزنده، لغز۔ (پ)

لکول[1]: ایک انگریزی شراب ہوتی ہے قوام کی بہت لطیف اور رنگت کی بہت خوب اور طعم کی ایسی میٹھی جیسا قند کا قوام پتلا۔ (خ)

لمس: بسودن، چھونا۔

لوت: بلامِ مضموم و واوِ معروف، خورشِ چرب با مزہ را گویند لُت، بہ بقای ضمہ و حذفِ واو مخففِ آن۔ چون پیداست که اشکم بنده و پرخوار غذای لذیذ را دوست دارد، چندان که یابد، بخورد، لاجرم این چنین کس را لُت انبان، لوت انبان گفت، بلامِ مضموم۔ (قش)

لولہ: انبوبہ۔

لؤلؤ: مفرد است مروارید را گویند، و لآل و لآلی جمع، لام

۱۔ یہ انگریزی لفظ Liqueur سے بنا ہے۔

مفتوح جمع۔ (فش، ق)

لَون: رنگ۔ (آ)

لَہ: اسم شراب۔ (ق)

لَہجَہ: عربی، فارسی، کاشکی۔ (غ)

لیسیدن: چاٹنا، لیسید، لیسیدہ، لیسد، لیسندہ، لیس۔ (پ، قن)

لَیل: رات۔ (قن)

م

م: خطاب واحد متکلم، و حرفِ نفی است و جز صیغهٔ امر بهیچ صیغهٔ دیگر ربط نیابد۔ (عس، فش، ق)

ماء: آب ۔ پانی۔

ما به الامتیاز: جدا شناس، تفرقه۔

ماحضر: حُرستی ۔ (فش، ق)

مادر: مان ۔ (فش)

مادرندر و مادندر: بمعنیٔ زنِ دویمینِ پدر۔ (فش)

مادّه: مایه۔

مارافسای و مارافسا: کسی که مار را به افسون رام کند و زهر مار را از تنِ مارگزیده بدرکشد۔ (فش، ق)

مالک: کیا، کارکیا۔

مالکِ دہ: دہ کیا۔

مالکِ زمین: کنارنگ، مرزبان۔

مالکی: کارکیائی۔

مالیدہ: چنگالی۔ طبیدہ۔

ماں: مع النون بمعنیٔ ما را مستعمل اہل زبانست یعنی ما را و ماں صیغۂ امر از ماندن
یعنی بگزار (بخ، سن)

ماندہ: ستوہ، رنجور، کوفتہ۔

مانستن: مانستہ، مانستنہ، ماند، مانندہ، ماں۔ (پ)

مانند: آسا، بوار، دلیس، دبز، مثل۔

ماوراء النہر: ورارود۔

ماہ: چاند۔ (فن)

ماہ پروین: اسمِ جدوار۔ (پ)

ماہ گرفت: چاند گہن ہوا۔ (دقط، فنغ)

ماہِ ماتم: ماہِ محرم۔ (د)

ماہی: حوت۔ مچھلی۔ (فن)

مائدۂ دعوت: ششیلان۔

مایہ: مادّہ: (د)

متأثر شدن از جہابت: شکوہیدن، رعب میں آنا۔
متاعِ خانہ: کاچار، کاچال۔ اثاث البیت، اسبابِ خانہ۔
مُتَفَکِّر: دودلہ۔
متفکر و متحیر بودن: بخود فرو رفتن، در خود فرو رفتن۔
مُتَوَرِّع: خشک دامن، پرہیزگار۔
مِثل: ولیں، ویز، مانند، آسا، بوار۔
مَجمع: جرگہ۔
مُجَلِّس: آلدش، دونخمہ۔
مُحادَثت: صوفیہ کی اصطلاح میں عبد اور معبود کے درمیان
گفتگو ہونا۔ (ن)
محصول: تمغا۔
مُحتَوی: درگیرندہ۔
محرقش: تقیم۔
محکم: سفتہ گوش۔
محل: بستان، استقان، قصرِ مشکوی۔
محنت: ادرنگ، رنج، رنگ۔
محو کردن: خط کشیدن، باطل کردن، قلم کشیدن۔

مُحیط: شراب کا وہ خط جہاں تک شراب بھری ہو۔ (ن)

مُحاکفت: دوریاش۔

مخالیف طینت: درو مند۔

مخمور: آن کہ نشاہ از نہادش بدر رفتہ باشد و او را خمارہ

و خمیازہ فرو گرفتہ باشد۔ (فش، ق)

مدحت گستر: دیریاز۔

مدعا بر آری: کاتبوں کا لفظ ہے۔ میں اس طرح کے الفاظ

سے احتراز کرتا ہوں۔ (خ)

مدَوّر: گول۔

مدہوش: لغتیست عربی الاصل است مفعولِ دہشت۔ و بنیہ

صیغۂ مفعول در عربی بواوِ مجہول نیست۔ پارسیان تصرف

کردہ بواوِ مجہول مرادفِ مست و بیخود می آرند۔

(فش، ق)

مراقبہ: سر در جیب فرو نشستن۔

مرحبا: آفریں، آباد۔

مرشّح: ترشیل، پردہ۔

مُدریکا: میم مضموم و دال مفتوح و رای مکسور و یای معروف

ومردری بحذف کاف فارسی نیز بمعنی چیزی کہ از مردہ باز ماند، یعنی میراث، مالِ میراث۔ (پ، م)

مَردُم، مردمکِ ۱۹۳ آنکھ کی پتلی۔ (فن)

مُردان: مرد، مردہ، بمیرد، میرندہ، میر (پ)

مَرزہ: اَرض، زمین۔ (فن)

مرزبان: کنارہ تنگ، حاکم۔ مالکِ زمین۔

مُرسَل: نبی۔ (فن)

مُرضِعہ: دایہ، دائی، انّا۔

مرغولہ: گیسکاری۔ (آ)

مرفق: آرنج، کہنی۔

۱۔ مردری کشا: ۱۹۳ میں بکاف عربی لکھدیا ہے۔ سراج اللغۃ میں خانِ آرزو نے لکھا ہے کہ "در اکثر نسخ بمعنیٔ میراث کہ از کسی ماند، نوشتہ اند۔ لیکن در اشعارِ متاخرین بمعنیٔ نِزدِ مایہ آمدہ۔ چنانچہ محمد قلی سلیم گوید در ہجو: "مردہ ریگی چند ہیچ ساکنانِ بادیہ" طرفہ آن کہ از بعضی مردم کہ عالم وفاضل و زبان دانِ ولایت زا بودہ اند، تحقیق این لفظ کردہ شد جواب دادند: "مردہ رنگ بتون خواہد بود" و این غلط است۔ صحیح ہمان است کہ مرقوم شد۔

مرقعِ تصویر: ارتنگ۔

مرکب: ۔: انجام

مرگ: موت۔ (ق)

مرگِ سرخ: قتلِ عام۔ (واقعاتی)

مریخ: بہرام، منگل۔

مژدہ: خبرِ خوش، و نوید بنونِ مفتوح و یای مجہول ارادہٴ آن۔ (فش، ق)

مژدگانی: نقد و جنس را گویند کہ در صلہٴ مژدہ بمژدہ آور دہند۔ (فش، ق)

مژگان: پلک۔ (ق)

مس: تانبا۔ (ق)

مسامرت: صوفیہ کی اصطلاح میں عبد اور معبود کے درمیان گفتگو ہونا۔ (ن)

مست: مدہوش۔

مستراح: پاخانہ، پاخانہ۔

مشتاق: سبک دست۔

مشتا: مٹھی۔ (ق)

مشتری: اورمزد، ہرمز، نداوش، سعدِ اکبر، برجیس۔

مشعل بکف گرفتن: استغاثہ و دادخواہی۔ (پ)

مُشکوی: بضم میم و کاف، محل، قصر۔ (د)

مشمش: بر وزن کشمش، بمعنیٔ خوبانی کہ نوعی از زرد آلو است (ق، ق)

مشورہ با کلاہ کردن: عبارت از ترک و تجرید۔ و نزد بعضی کنایہ از کمالِ حزم و احتیاط۔ والاول اصح۔ (پ)

مشوش: دو دلہ

مُصلّی: جانماز، سجادہ۔ (ق)

مضراب: زخمہ۔

مُطرب: چنگ گر، مغنی، خنیاگر، رامشگر۔

مطیع: ایل، فرمان بردار۔

معترف: ہستو، اقرار کنندہ۔

معدن: در فارسی کان و در ہندی بافتح دال ہای مضمرہ کھان گویند۔ (ق)

معشوقہ: ہمان معشوق، نہ اینکہ مرد را معشوق گویند و زن را

۱۔ رشیدی و دری کشادہ میں بضم اول لکھا ہے۔ سراج اللغات میں بالفتح و قبل یا لضم اور انجمن آرا میں میم اور کاف کو مضموم اور واو کو مجہول بتایا ہے۔

معشوقہ ۔ دیکھو "من و من" دعویٰ ۔ از زمین رباعی شعر ثانی
است ۔ و این رباعی از میرزا محمد قلی سلیم طہرانی است ۔

مطلب ز جہاں جز شکم نبود آدم را
معشوقہ بہ دنیا ہمین است غذا

(مِن ، ق)

مشغول : مبتلا ، سرگرداں ۔
معلوم : یعنی معدوم (ع ۶)
معنی : یعنی معانی جمع ۔ (ع ۴)
معناک : مکر وفا ۔ (د)

مغرب : باختر ، پچھم ۔
مغز در سر کردن : کنایہ از خاموش شدن ۔ (ب ۵)
مغنی : چوگرے ، خنیاگر ، رامشگر ، مطرب ۔

---

۱ ۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "یہ جو اہلِ عرب کے
محاورے میں تقریر کرتے ہیں کہ اس کے معنی کیا ہیں ، یا اس
شعر کے کیا خوب ہیں ، اس میں دخل نہیں کیا جاتا ، خاص و عام کی
زبان پر یوں ہی ہے ، معانی کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]" (ع ۶)

مفتی: وجہ گر، فتوی دہندہ۔

مقابل شدن: چہرہ شدن، طرف شدن، مقابلہ کردن

مقام: ستان، استھان۔

مقدس: حی۔

مقدمہ: پیشرو۔

مقدور: پایاب۔

مقصد: کام، مدعا۔

مکاس: بمیم مفتوح، بروزن حواس[1] لغت اصلی است بمعنی[1]

۱- انجمن آرا میں لکھا ہے۔ "مکاس دکنیں بضم اول، بمعنی تاکید و مبالغہ کردن در معاملہ و بایشان معنی عربی است۔ و بمعنی خراج و باج گیرندہ و عشر گیرندہ کہ در فرہنگ جہانگیری آمدہ، بکسر میم، ہم عربی است۔" اس لغت میں میرزا صاحب نے تو یہ غلطی کی ہے کہ مکاس بمیم مکسور کو بفتح میم لکھ دیا ہے اور صاحب انجمن آرا نے مکاس، بکسر میم کو بضم میم اور مکاس بفتح میم و تشدید کاف کو، جو عشر گیرندہ کا مترادف ہے، بکسر میم و تخفیف کاف بتایا ہے۔ سراج اللغۃ میں لکھا ہے کہ دکن میں تحصیلدار کو مکاس دار کہتے ہیں۔ برہان میں جو مکاس کو باج گیر لکھا ہے یہ غلطی ہے، اصل میں مکاس دار ہونا چاہیے تھا۔

ابرام در طلب چیزی۔ وکلیں انالۂ آنست (پ، فش، ق)

مکتوب: پاتی

مکروہ طبع۔ دہشت۔

مکیدن۔ مکید، مکیدہ، مکد، مکد۔ (پ)

مگس: مکھی۔ (قن)

ملفوف لدرد۔

ممکن الوجود۔ نادر قماش۔ من: ہیں (قن)

من: بمیم مفتوح، در ہر دو زبان بمعنی دل است کہ در تازی
قلب نام دارد (فش، ق)

منجم: ہودل بید۔

مند: افادہ بمعنی صاحبی می کند۔ (فش، ق)

مند پور: بفتح میم و ضمۂ بای موحدہ، کوفتہ و ماندہ[1]۔ (م)

مندل: لغت ہندی نیست، فارسی الاصل است۔ در ہند
مندل را کھادج می گویند۔ (پ، فش، ق)

منصوبہ: نام یک گونہ بازی است از بازیہای ہفتہ گانۂ نرد۔
(فش، ق)

۱۔ انجمن آرا میں لکھا ہے کہ یہ اصل میں مندپور تھا۔ یعنی صاحب اولاد بسیار
چونکہ کثیر العیال ہمیشہ پریشان رہتا ہے، اس لیے مندپور سے پریشان مراد
لیا جاتا ہے۔

مشکوه : بمعنی بدگویی - (آ)

مشک : بمیم مفتوح اسم قبا است - (فق، ق)

مکاسه : بمیم مکسور و کاف ساکن ؛ [illegible] - (فق، ق)

مشکل : اسم مریخ باشتراک ساکنان است - از تصحیف مریخ در پارسی [illegible] بشکل [illegible] وارد - در تاجیکی [illegible] است که بزبان [illegible] "مشک" بمیم مفتوح، اسم قبا است - و از آن با لام مفتوح [illegible] یکی بوده، اسم شراب - چون [illegible] و [illegible] از مناسبات مریخ است، هر آینه آن را "مشکل" نامیده‌اند [illegible] آخر - (فق، ق)

مشکیا ، بسیر [illegible] : آتش کده سے [illegible] پارسی کو کہتے ہیں - (آ)

۱- [illegible] با اول مضموم و واو معروف و یای مفتوح بدال [illegible] [illegible] [illegible] - [illegible] در [illegible] لغت [illegible] پرده [illegible] اول [illegible] [illegible] آن [illegible] است، چنانکه [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اول [illegible] [illegible] است [illegible] [illegible] [illegible] ... [illegible] آن معنی است که [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] است [illegible] -

موبج : لغتیست عربی الاصل، موجہ، مزید علیہ۔ (ع)

مورہ : چیونٹی۔ (قن)

موز : کیلا۔ (قن)

موش : چوہا۔ (قن)

مولد : زادبوم۔

موی زہار : ردم، زُم۔

مویہ : نوحہ، شیون۔ (د)

موییدن۱ : موید، مویید، موییدہ، مویید، موییدہ، موی۔ (پیا)

مہ : بمیم مکسور و اعلان ہای ہوز، در پارسی بزرگ را گویند۔ مہان بمیم مکسور، جمع مہ۔ و ہندیان، بتبدیل کسرۂ میم بفتحہ و افزودن الف در آخر، ہمین معنی جویند۔ مہادیو، بمعنی دیو بزرگ، و مہاراجہ، بمعنی راجۂ بزرگ۔ لطف درین است کہ در پارسی الفی کہ افادۂ معنی کثرت دارد، چون خوشادلا، شگفتا کہ الفہا ازین قبیل باشد، بمعنی بسیار بزرگ، و فتحۂ میم از تغیر لہجہ۔ (د، فش، ق)

مہ آباد : بکسرۂ میم، نام نخستین پیغمبر است از پیغمبران عجم۔ (فش، ق)

۱- سراج : بوزن بوییدن بمعنی نوحہ کردن ہے

مِہر: آفتاب، سورج، محبت۔ (آ، فن)

مُہرِ خُم: خشتِ شراب را گویند۔ و آن خشتت مانع بدر رفتن شراب از خُم است۔ (فش، ق)

مِہرخوان: بمیم مکسور، نامی کہ از مہر با اطفال نہند، عرف، و خطابی کہ شاہان با مرا دہند۔ (د، قع، م)

مِہرَولی: بمیم مکسور بہای زدہ و رای مفتوح بہ واو پیوستہ و لام مکسور و یای معروف، دہی است بہ ہفت کروہی دہلی کہ مزار خواجہ قطب الدین در آنجا ست۔ (د، قع)

مِہمان: در فارسی ترجمۂ ضیف و در ہندی ترجمۂ ضیافت است بلکہ در فارسی نیز بمعنیٔ مصدری مستعمل می شود، چنانکہ سعدی فرماید:

چہ کم گردد، ای صدرِ فرخندہ پی ز قدرِ رفیعت بدرگاہِ حی

گر باشند مشتی گدایانِ خیل بمہمان دار السلام از طفیل

یعنی بمہمانی و ضیافتی کہ در عقبیٰ بجنت خواہد بود (فش)

۱- میرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: ''مہرخوان کے دو معنے ہیں، ایک تو خطاب کہ جو سلاطین امرا کو دیں، اور دوسرے وہ نام جو لڑکوں کا پیار سے رکھیں، عرف'' (رخ)

مہیا: آمادہ

مہیشر: بروزنِ یکے دز، بیای مجہول، گویند در اصل سنسکرت مہیشور است بشینِ موقوف و واوِ مفتوح۔ مہیشور و مہیشر و مہیش یکی است۔ (غش، ق)

مَی: شراب۔ می گسار۔ شراب پینے والا۔ (غش، ق)

مے: ہرگاہ خواہند کہ ماضی استمراری سازند، میم و تحتانیٔ مجہول ماقبلِ صیغۂ ماضی آرند، چنانکہ رفت ماضی، و میرفت استمراری۔ ہمچنین تحتانیٔ مجہول تنہا در آخرِ صیغۂ ماضی ہمان کار می کند کہ میم و یای مجہول مذاول، چنانکہ میرفت و رفتی بیک معنی است۔ و ہمین میم و یای مجہول ہست کہ ماقبلِ صیغۂ ماضی معنیٔ تمنا و شرط دہد۔ و تنہا تحتانی مابعدِ صیغۂ ماضی نیز ہمیں کار کند، لیکن جزشرط است کہ بہرِ افادۂ معنیٔ و تمنا الحاقِ لفظِ کاش و کاشکی ومانند اینہا و برای حصولِ شرط وجودِ لفظِ اگر شرط است۔ دیگر این میم و تحتانیٔ مجہول در اولِ صیغۂ مضارع افادۂ معنیٔ دوام در استقبال می کند، اما مانند صیغۂ ماضی تنہا تحتانی مضارع بہرِ اینامراد نیارند۔ زیرا کہ یای حلی

در آخر صیغهٔ مضارع جز زائده نیست، لیکن حسن کلام
میفزاید بی فائده نیست. (قن، ق)

میان: قلب نیام است، و افادهٔ معنی وسط نیز می کند- و
معنی حقیقی میان ترجمهٔ وسط است- و تقلیب نیام
اتفاقی است. (قن، ق)

میانجی گری: توسط، وساطت- (د)

ناشکیبا. بیتاب، بیقرار.

میسر آمدن: دست بهم دادن-

میش: بھیڑ (قن)

میغ: بمعنی ابر سیاہ: مرادف ژاله و تگرگ (آ)

میل: سلائی. (قن)

میوہ: قلب موی است- (قن، ق)

ن

ناآغاز رفته: ترجمہ روزِ ازل۔ (د، م)

نا امید: بمعنی نا یوس، در تحریر دفتر یہ چندان بکار رفته و بیرون
که شمار نتوان کرد۔ (ش)

ناب: خالص۔ (ق)

ناپارسا: در ہندی اسے سط[1] بیج المارا اختلاط۔ (غ، ق)

ناپاکسا: ادہینہ، فرشتہ، نجس

ناپیمود و ناپیمودہ[2]: اچھوتا۔ (د)

۱۔ اشدھ ہونا چاہیے جو شدھ کی ضد ہے۔

۲۔ دریائے لطافت ۵۸ میں ناپیمود، بکسر یا کی، ناپیمودہ واو معروف لکھا ہے۔ اسی طرح دہ لپینا یا پیمودن کو بھی بکسر یا کو قرار دیا ہے۔ مگر حروف یای فارسی پیوندی کی اصلاح کیا ہے۔ اور آصفیہ نے بھی وزن کا شمار بتایا ہے۔

ناخائیدہ فروبردن: اوباریدن۔

نادان: احمق، انجان، اوتا۔ (ق)

نارونده: در ہندی اچل۔ (فش، ق)

نازکردن۔ برخود بالیدن۔

ناشتا: ہندی نہار منہ۔ (آ، خ)

ناطُوری: در اصل لغت نگہبانِ کشت و باغ را گویند[1]۔ (فق، ق)

نافرمانی: سرکشیدن و پیچیدن۔

ناکاره: آن کہ کار نتواند کرد۔ (ش، ق)

ناکس: آن کہ کسانی، یعنی شخصیت، مراد رانبود۔ (فق، ق)

ناگاه: ناگرفت۔

ناگرفت: بمعنی ناگاہ۔ (بر، پ، د)

نالۂ شبگیر: آہ و زاری آخر شب۔ (ص)

نامراد: آن کہ ہیچ مرادی برنیابد۔ و این بہ نہایت غناست، محتاج۔ (ج، فش، ق)

۱۔ ناطور عربی لفظ ہے۔ مگر بمعنی مذکور صرف ناطور ہے ناطوری نہیں۔

۲ مرزا صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں: "نامراد وہ ہے کہ جس کی کوئی مراد، کوئی خواہش، کوئی آرزو نہ بر آئے۔ (ص)

نامیرنده: امیرا، در ہندی امر بفتحتین۔ (ق)

نان: روٹی۔ (قن)

نان بروغن افتادن: عبارت از فراہم آمدنِ اسباب مراد۔ (پ)

نانِ شیرین: قحط۔ (د)

نانو: بنونِ مضموم، زمزمه ایست از بہرِ خوابانیدنِ اطفال وہندی آن لوری۔ (پ)

ناوَرْدَه:[1] لڑائی۔ (د)

ناوَر: بروزنِ باور، ممکن۔ (د، ق غ)

ناور قرتاش: بواو و فای مفتوح، ممکن الوجود۔ (د)

ناوک اندازِ ادبا: ادب آموز، یعنی استاد۔ (آ)

ناہار: مخففِ ناآہار۔ (ع)

نبودی: نیستی۔

نبشتن: بدلِ نوشتن است۔ (قن، ق)

نبہره: زرِ قلب و کاسد را گویند۔ (قن، ق)

نبید: بفتحِ نون و یای معروف، بروزنِ رسید، در عربی شراب

۱۔ لغت فرس: ۹۸، بمعنی آورد، و آورد بمعنی جنگ کردن مبارزت۔

غربا را گویند و بالحاقِ یائے مجہول، بدلی نو پیدا است کہ لفظی
است فارسی بمعنی غیر خویش (فش، ق)

نثر: پنڈت کی تحقیقات یہ ہے کہ نثر تین قسم پر ہے:
مقفّیٰ: قافیہ ہے اور وزن نہیں۔
مرجّز: وزن ہے اور قافیہ نہیں۔
عاری: نہ وزن ہے، نہ قافیہ۔
مسجّع میں یہ حق ہے کہ دونوں فقروں میں الفاظ ہم وزن و متناسب ہونے کے ہوں۔ نظم میں یہ صنعت آ پڑے، تو اس کو مرصع کہتے ہیں، اور نثر اس صنعت پر مشتمل ہو، تو اس کو مسجّع کہتے ہیں۔ (ع ہ ص ۱)

نجس: ۱۔ شستہ، ۲۔ ناپاک۔

نجستہ: ہمیں معنی نیز آمدہ است۔ (فش، ق)

نحس: بوم، شوم۔

نخستین: بالفتح مشتق و خالی مفہوم مفہوم را مستعمل — یعنی کلمہ نونی مفہوم مفہوم اصلی است۔ (فش، ق)

۱۔ انجمن آرا میں بضم اول و کسرِ ثالث و یائے مجہول لکھا ہے، اور (رشیدی) میں بضم و فتح ثالث بتایا ہے۔

نُزافت : دُھنیا ۔ (فن)

نَدامت : فعل پر مترتب ہوا کرتی ہے ۔ ترجمہ اس کا پشیمانی ۔ (ص)

نِرخ : بھاؤ، قیمت، مول ۔ (فن)

نَرمہ : کان کی لو ۔ (فن)

نُژم : بوزن و تای فارسی، بروزن عدم[1]، بمعنی رطوبتی کہ در صحرای زمستان از ہوا ریزد و تیرگی در جہان پدید آید ۔ آن را ہندی کہر گویند لیکن بضم مضموم و بای مضموم ہم آمدہ ۔ (بہار، فن، ق)

نَژند : بہ زای فتحہ، بروزن سمند[2]، افسردہ و غمزدہ، غمگین، پژمردہ، تباہ، زشت، خستہ، رنجور ۔ (د ا م)

نُسک : بوزن مضموم، بروزن خشک، بزبان دری دفتر

۱۔ سراج میں اسامی فی الاسامی کے حوالے سے نژم بضم نون و سکون زای فارسی کو صحیح بتایا ہے ۔ اور آگے آیا ہے نژم بکسر نون و سکون زای فارسی کہ کر آذری کا یہ شعر اس دفت میں پیش کیا ہے جو بہار کی تائید ہے ۔ ہر خیزد از ہوا نژم دایہ انگیزد ۔ دری کشا : ۹۵، میں بھی یہی اعراب لکھے ہیں ۔ اس صورت میں میرزا صاحب کا بروزن عدم کرنا غلط ہے ۔

۲۔ دری کشا : ۴۰ میں بکسر نون لکھا ہے ۔

بمحلِ فصل آرند (فش، ق)

نسیج: لغتِ متصرفِ عربیست۔ نسج و نسیج و نسّاج و منسوج بمعنیٔ بافتن و بافندہ و بافتہ عموماً، یعنی ہر جامہ را کہ بافندہ، خواہی از ریسمان و خواہی از ابریشم، خواہی زر بافتہ، خواہی سادہ۔ (فش، ق)

نسیج: تنیدۂ عنکبوت، خانۂ عنکبوت۔ (پ، فش، ق)

نشاختن: بکسرۂ نون، نیز متعدی نشستن و مرادفِ نشاندن آمدہ است۔ (فش، ق)

نشان: رایت۔ (د، قتل)

نشتر: در اصل نیشتر است۔ و آن را نیشو نیز گویند۔ و چون تبدیلِ شین و سین باہم رواست، نیسو نیز بجاست۔ (فش، ق)

نشستن[1]: نشست، نشستہ، نشیند، نشیندہ، نشین، نشاندن متعدی و نشانیدن نیز۔ و مخففِ نشستن، شستن است بحذفِ نون و ابقای شین۔ (پ، فش)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "طوطیوں کی منطق میں شکر خوردن اور اہلِ پارس کے روزمرہ میں عموماً نشستن استعارہ ہے رہنے کا۔" (خ غ)

نشکنج: بنونِ مکسور بشین زدہ و کافِ تازیِ مفتوح بنون زدہ،
گوشت بسرِ ناخن گرفتن کہ ہندی آن چٹکی است۔ (پ)
نشگفت: بفتحۂ نون و کسرۂ کاف، یعنی عجب نیست۔[1] (د،م)
نشیمن: استھان۔ (ق)
نصف: آدھا۔ (قن)
نظر: فکر کو بھی کہتے ہیں اور نگاہ کو بھی۔ (آ)
نظر شگفتن: د گوش شگفتن ہم نہیں جانتے۔ اگر نظر کا خوش ہونا
اور کان کا شاد ہونا جائز ہوتا، تو ہم اُس کا استعارہ شگفتگی
کر لیتے۔ خوش ہونا جب صفتِ چشم و گوش نہ ہو، تو کیا
کریں۔ (آ۔خ)
نعل در آتش: بے آرام، بے چین۔ (قن)
نعل در آتش نہادن: بمعنیٔ بیقرار کردن۔ (پ)
نعل واژون زدن[2]: عبارت از آن کہ وضعی پیش گیرند کہ
مقصود بر مردم پوشیدہ ماند۔ (پ)
نعناع: نزہ، پودینہ۔

۱۔ سراج میں بکسرِ اول و ضمِ کاف لکھا ہے۔
۲۔ پ تنہا میں واژگون ہے۔

نغمہ : راگ۔ (قن)
نفسِ ناطقہ : اسپہبد، شید اشپہبد، اسپہبدی شید، روانِ گویا۔
نفع : وایہ، فائدہ۔
نقاب : جو چیز ایک چیز کی مانعِ نظارہ ہو۔ (ع)
نقارہ : کاس و کوس۔
نقشِ ناتمام : انگارہ، بیرنگ، گردہ، خاکا۔
نقیب : چاؤش۔
نکوہیدہ : بد، برا۔ (د)
نگاشتن : نگاشت، نگاشتہ، نگارد، نگارندہ، نگار۔ (پ)
نگاہ داشتن : گوش داشتن۔
نگہبان : حارس۔
نگہبانِ کشت و باغ : ناطورسی۔
نگزیرد : گزیرد چارہ نباشد، لفظی است صحیح و فصیح، لیکن لغت نیست
مضارعِ اصلی نیست، زیرا کہ اگر مضارعِ اصلی بودی، پیوستہ
بہ مصدری داشتی۔ و این را مصدر مسموع نیست۔ لیکن، اسمای
جامد را متصرف می گردانند و از مصدر تا امر ہمہ صیغہای سازند
مانندِ شکوہیدن از شکوہ و شکربیدن از شکار و اما از

گزیر دگمان مصدر نمی سازند، ماضی نیز نخواہد بود، ہمین مضارع بکار می آرند، گزیرد دگماند۔ چون این ہمہ دانستی، بدان کہ نگزیرد ہمان مضارع مجہول است بافزایش نون نفی۔ (تم د، قش، ق)

نُمانُما: نمود۔ (د)

نُمایہ: نمونہ۔ (د، تغ)

نمد زین: آدرم، تکلتو، خوگیر

نمک بر آتش افگندن: بمعنی شور وغوغا کردن۔ (پ، م)

نُمود: نمانما۔

نمودار: چہرہ، آشکارا، ہویدا۔

نمونہ: نمایہ، نمویہ۔

نمویہ: نمونہ (د)

نَمید: مخففِ نومید۔ ونمیدی مخففِ نومیدی مسلم۔ نونِ نومید ونومیدی مفتوح الاصل است۔ (قش، ق)

نَو: را در ہندی نیا گویند بروزنِ جیا۔ (قش، ق)

نَوا: بمعنی آواز، دہم بمعنی توشہ دہم بمعنی اول۔ (پ، قش)

نواخانہ: حوالات۔ (د)

نواختن: دو معنی دارد، نوازش کردن، و چنگ و نی و امثال این را بنوا آوردن۔ نواختن، نواختہ، نوازد، نوازندہ، نواز۔ (پ، فش، ق)

نوراہان و نوراہان: بمعنیٔ سوغات۔ (پ)

نوازش کردن: نواختن۔

نوان: بمعنیٔ خرامان است[۱]، اما خواہندہ بدان رفتار کہ از روی ناز و ادا باشد، و بجنبیدن شاخہای نہال از باد ماند۔ چون این حالت را در عربی تمایل گویند، اگر لرزان نیز گفتہ باشد روا باشد، خواہی لرزہ ترجمۂ تمایل باشد، خواہی نتیجۂ خوف یا غضب۔ (فش، ق)

نوحہ: مویہ، شیون۔

نورالانوار: سپیدستان۔

نورد: ملفوفت۔ (دہ نظم)

۱۔ سراج بفتح واو و با الف کشیدہ و رای مہملہ مفتوح و الف و نون۔

۲۔ لغت فرس: ۳۸۰، بمعنیٔ جنبیدن بر خود مانند جہودان روز شنبہ۔ دری کشا: ۶۱، بروزن روان حرکتی کہ طفلان در وقت خواندن کنند و عزیمت خوانان ہنگام عزیمت خواندن۔

نویقاہر: خوره۔

نَوَشتن: بفتحِ واو، نوشت، نوشته، نوردد، نوردنده، نورد۔ مصدرِ مضارعی نوردیدن۔ (پ، فق، ق)

نِوِشتن: بکسرِ واو، نوشت، نوشته، نویسد، نویسنده، نویس در بعضی مصدر بجای واو یا نیز آید، یعنی نبشتن۔(پ، فق، ق)

نوشیدن: پیتا۔ (فق)

نوید[1]: بنونِ مفتوح و یای مجهول، لغتی است فارسی بمعنیٔ خبرِ خوش، مرادفِ مژده، و نبید بدلِ نوید است۔ (فق، ق)

نویم: بروزنِ نسیم، محض۔ (د، قغ)

نه: ترجمۂ تسعه است۔ (فق، ق)

نهادن: نهاد، نهاده، نهد، نهنده، نه۔ (پ)

نهفتن[2]: نهفت، نهفته۔ و این را مضارع نباشد۔ (پ)

نهنبن[3]: سرپوش۔ (س)

۱۔ انجمن آرا میں بنونِ مضموم لکھا ہے۔

۲۔ سراج: بکسرِ اول و ضمِ دوم بمعنیٔ پنہان کردن۔ لیکن مشہور بفتحِ اول است!

۳۔ لغتِ فرس: ۳۹۱ کے مصحح نے بکسرِ نون و فتحِ ہا د باضبط کیا ہے۔ لیکن رشیدی اور انجمن آرا میں بفتحتین و سکونِ نون و فتحِ بای تازی اور سراج میں بفتحِ اول بقیہ مثلِ رشیدی مندرج ہے۔

نہیب: لفظِ عربی۔ (خ)

نَی: بانسلی۔ (ق)

نیا: بنونِ مفتوح، جد و پدر را گویند۔ و نیاگان جمع[1] آنست بمعنی اجداد۔ (پ، د، ق، م)

نیاز: ترجمۂ احتیاج و مراد فیہ عجز است۔ (ش، ق)

نیام: میان (ق)

نیایش: افد ستائی۔

نیّر: آفت، آفتاب۔ ایت، خر، خرشید، ستارۂ روز، شمس، مہر، ھور، سورج

نیرو[2]: زور۔ نیرو و نیرویش: نیرو و تقدیر و نیرو حال (د، ق)

نیستی: بہر دو تحتانی یائے مجہول، بمعنی نبودن۔ (د)

نیسو: نشتر۔

نیش: ڈنک۔ (ق)

نیشتر: نشتر۔

۱۔ انجمن آرا، رشیدی، سراج، دری کشا: ۸۹ اور لطائف فرس: ۸۸ میں بالکسر اول بمعنی جد لکھا ہے۔ اور نیاگان کو دری کشا میں لفظ عربی بتایا ہے۔

۲۔ رشیدی، اور دری کشا: ۶۰ میں بکسر نون و یائے معروف قرار دیا ہے اور سراج میں یا اور واو دونوں کو مجہول بتایا ہے۔

نیک : بخشش۔
نیم : بمعنیٔ اندک۔ (آ)

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "نیم گناہ، نیم نگاہ، نیم ناز" یہ روزمرۂ اہلِ زبان ہے۔ نیم بمعنیٔ اندک، ورنہ گناہ کا آدھا، نگاہ کی ادھواڑ، اور ناز کا آدھا یہ مہملات میں ہے۔ ان چیزوں کا مناصفہ کیا"۔ (آ)

و

و: ائمۂ فن لغت برین معنی اتفاق دارند که ما قبلِ واوِ معدوله مکسور نمی باشد مگر در دو جا: یکی در لفظِ خویش، دوم در لفظِ خویله - (فش، ق)

واژه: لفظ - (فش، ن)

واگویه: چہچا - (د، فغ، تظ)

والا: در لفظِ والا معنیٔ رفعت ملحوظ است. لیکن خدمت و رتبت و شان و آستان و جاہ و نگاه را بوالائی ستایند نه در و دیوار و سرو چنار را - چون والا آستان نویسند، از آستان پایه و مقام مراد باشد، نه دهلیز و سنگ در که هنگامِ درآمدن و برآمدن از خانه، پای یا پای افزار برآن نهند - (فش، ق)

وُجود: فرتاش -

وچو: بواوِ مفتوح و جیم پارسیٔ مفتوح، فتوی را گویند -

ہر آینہ "دچرگر" فتوی دہندہ را نامندہ لاجرم "دچرگر"
ترجمۂ مفتی می تواند بود[1]۔ (فش، ق)

وحی: فرتاش، پرتاب۔

وخشور: بواوِ مفتوح، بخای زدہ وشین مضموم و واوِ معروف
بروزنِ منشور، بمعنیٔ ایلچی عموماً و بمعنیٔ پیغمبر خصوصاً،
ترجمۂ رسول۔ (پ، فش، ق، م)

وراروذ: ترجمۂ ماوراءُالنّہر است۔ (فش، ق)

وَرْتیج: بوزنِ زریخ[2]۔ در فارسی اسمِ مرغیست اور پودنہ
کو چکا سا تر۔ (فش، ق)

وَرْدَنہ: بواو و دالِ مفتوح، بیلن است بو حدۂ مکسورہ
و تحتانی مجہول۔ (فش، ق)

ورزہ: برزہ۔

ورزیدن: ورزید، ورزیدہ، ورزد، ورزندہ، ورز۔ (پ)

۱- رشیدی و سراج نے اس لفظ کو بے اصل بتایا ہے اور انجمن آرای ناصری میں سرے سے داخلِ لغات ہی نہیں کیا گیا۔ اس صورت میں یہ امکان ہے کہ قدیم فارسی کا لغت ہو، اور میرزا صاحب نے کسی پارسی عالم سے دریافت کرکے دچرگر کے معنی فتوی نگار لکھے۔

۲- سراج اللغة میں لکھا ہے کہ "بوزنِ تدریج و بعض بیای مجہول گفتہ اند"

وزن: تقطیعِ شعر۔ (ص)

وزیدن: وزید، وزیدہ، وزد، وزندہ، وز۔ (پ)

ویران: لغتِ فارسی الاصل۔ دیراند مزید علیہ نثار ومارکترت مرت (ع)

ویران شدنِ خانہ: آستان برخاستن۔

ویژہ: بواوِ مکسور و یای تحتانیِ مجہول وزای فارسیِ مفتوح لفظِ فارسیِ قدیم است بمعنیِ خاصہ و خلاصہ و خاص و خالص و پاک و پاکیزہ، و بجای خصوصاً و علی الخصوص نیز مستعمل می شود۔ ویژگان: خاصان۔ (آ، بُ، د، پ، فتن، ق، م)

وَساطت: میانجی گری۔ توسط۔[1]

وَسَط: فرہنگاخ، درمیان۔

وُضو: آبدست۔

وعدہ کردن: شپ درمیان دادن

وَقارہ: آسا، اروند، اورنگ۔

۱۔ یہاں ترتیب غلط ہو گئی ہے۔ آخری پانچ لفظ شروع صفحہ کے ۲ لفظوں کے بعد آنا چاہیے تھے۔ عرشی۔

ہ

خاگ : بروایتی ضعیف بیضۂ مرغ را گویند و چون تبدیل
ہای ہوز بکاف تازی شائع چنانچہ ستوہ و ستوگ، خاگ نیز می توان
گفت۔ و خاگینہ ازین اسم مرکب توان دانست۔ (ق)

ہراسیدن : ترسیدن و لرزیدن۔ (ق)

ہرگز : ابداً۔

ہمیشہ : بر دوام، ہمیشگی، ثبات و تقرر۔ (ق)

---

۱ - دیوان گفتار [illegible]

۲ - ایضاً : ہمیشہ بفتح اول و سکون را و مہملہ و نون و تحتانی معروف، شامل، تعین و
قرارداد۔ لیکن سراج میں بوزن "میز" لکھا ہے اور ہمیشہ کو بفتح میم و یای
مجہول قرار دیا ہے۔ اس سے میرزا صاحب کی تائید ہوتی ہے

ہزار: ہزار: منگ -

ہزارہ: بلبل را گویند۔ و ہزار دستان و ہزار آوا نیز نامند۔ و

ہزار داستان نگویند مگر سوقیان و فرومایگان و کودکان

دستان بمعنیٰ آواز خوش ست و داستان بمعنیٰ افسانہ -

بلبل نوا میزند، افسانہ نمی گوید۔ ہر آیینہ ہزار دستان

است، نہ ہزار داستان - (فش، ق)

ہزار ہزار: لاکھ۔ (د)

ہشتو: بہای مفتوح و تای مضموم و واوِ معروف، بمعنیٰ معترف،

اقرار کنندہ، و خستو بجا نیز آید۔ (سبد، م)

ہشت: آٹھ - (قن)

ہشتن: بکسر ہای ہوز، ہشت، ہشتہ، ہلد، ہلیدہ، ہل - (پ)

ہفتا: بمعنیٔ کارگاہِ جولاہ یا بمعنیٔ شانۂ جولاہ - (تیغ)

ہفتاد: سات - (قن)

ہفتہ: فارسی است۔ و اسبوع عربی و ہندی اٹھوارہ - (فش، ق)

ہفدہ: عددی است مرکب از دہ و ہفت - (فش، ق)

ہفجوش: اسم طعام - (تیغ)

ہفہف: بمعنیٔ آواز سگ - (تیغ)

همه: ترجمهٔ تمام است۔ یکی از پرورش آموختگانِ قتیل در کلکته بمن گفت: "اوستاد اسمِ مفرد را بعد لفظِ همه مستحق جائز نمی شمارد" پاسخ گزاردم که همه روز و همه شب و همه عالم و همه جا در کلامِ گرانمایگان هزارها دیده ایم۔ حافظ علیه الرحمه راست:

گر من آلوده دامنم چه عجب   همه عالم گواهِ عصمت اوست

سعدی رحمة الله علیه راست:

بجهان خرم از آنم که جهان خرم ازوست   عاشقم بر همه عالم که همه عالم ازوست

محمد حسین نظیری نیشاپوری که مینو نشیمنش باد، می سراید:

چو سگان از آن بکویت همه شب فتاده خاکم
که هوای صید دارم نه خیالِ پاسبانی

دیگری گوید:

همه جا خانهٔ عشق است، چه مسجد، چه کنشت   (قش، ق)

همارہ: مخففِ همواره۔ (س، کا)

همراه: همدم، رفیق۔

همسیرا[1]: بمعنی ترجمه۔ (قش، ق)

۱- دری کشا: بفتح اول و سکون میم و سین مهمله و تحتانی معروف، ترجمه و تفسیر

ہمگر: بہای مفتوحہ) جولاہہ۔ و آن را پای بات نیز گویند۔ (پ)
ہمنام: آداش، سمّی۔
ہمیدون: احال۔ (د، قط)
ہمیشہ: سدا۔ (د، آ، فش، ق)
ہندوانہ: تربز۔ (فن)
ہنوز ہنگام فرمانروائی ستارۂ روز نگذشتہ بود: یعنی رب الشاقۃ آفتاب بود۔ (د)
ہودل: بہای مضموم و دالِ مفتوح[1]، رصد۔ (د)
ہودل بند: منجم، ہودل بندان: رصد نویسان۔ (د، نغ)
ہور: بہای ہوز مضموم و واوِ معروف[2]۔ اسمِ آفتاب، سورج (د، نغ، م)
ہویدا: جہر، آشکار، ممودار۔

۱۔ سراج میں بروزنِ مقبل اور انجمن آرا میں بضم با و کسرۂ دال اور دری کشا میں بواو مجہول لکھا ہے۔

۲۔ دری کشا: ہور سے معلوم ہوتا ہے کہ بواو مجہول بھی شعرا نے باندھا ہے، مگر افصح معروف ہے۔ انجمن آرا سے بھی اس دعوا کی تائید ہوتی ہے۔ رشیدی اور سراج نے صرف بواوِ مجہول ہی لکھا ہے۔

ہیر بد: اور موبد آتش کدے کے پجاری کو کہتے ہیں۔ (آ)
ہَیُون: بہای مفتوح و یای مضموم، شتر سواری و اسپ را گویند۔ و الف و نون از بہر جمع آرند۔ (م)
ہیئت: یا ڈ نڈ، صورت۔

ی

ی ۔ تحتانی[1] جس طرح پر ہے، جزوِ کلمہ:

ہمای بر سرِ مرغان از آن شرف دارد

ای سرنامۂ نامِ تو عقلِ گرہ کشای را

یہ ساری غزل اور مثل اس کے جہاں یای تحتانی ہے جزوِ کلمہ ہے۔ اس پر ہمزہ لکھنا گویا عقل کو گالی دینا ہے۔ دوسری تحتانی مضاف ہے۔ صرف اضافت کا کسرہ ہے، ہمزہ وہاں بھی مخل ہے، جیسے آسیای چرخ، یای آشنای قدیم۔ توصیفی، اضافی، بیانی، کسی طرح کا کسرہ ہو، ہمزہ نہیں چاہتا۔ فدای تو شوم، رہنمای تو شوم، یہ بھی

1. یای وحدت کہو، توصیف کہو، یای تعظیم کہو، جس طرح کہو مجہول آئیگی۔ (غس)

اسی قبیل سے ہے۔

تیسری دو طرح پر ہے، یای مصدری اور وہ معروف ہوگی؛ دوسری یای توحید و تنکیر، وہ مجہول ہوگی[1]۔ مثلاً مصدری: آشنائی۔ یہاں ہمزہ ضرور، بلکہ ہمزہ نہ لکھنا عقل کا قصور۔ توحیدی: آشنائے، یعنی ایک آشنا یا کوئی آشنا۔ یہاں جب تک ہمزہ نہ لکھو گے، دانا نہ کہاؤ گے۔

خستہ، بستہ... ہزار لفظ ہیں کہ اُن کے آگے جب یای توحید آتی ہے، تو اس کی علامت کے واسطے ہمزہ لکھ دیتے ہیں۔ زرہ، گرہ، کلاہ، شاہ... ایسے الفاظ کے آگے اگر تحتانی آتی ہے، تو زرہے، گرہے، کلاہے، شاہے... لکھ دیتے ہیں۔ (آ، خ)

پازہ: و آن را دست برنجن نیز گویند۔ و آن پیرایہ ایست کہ زنان بدست افگنند۔ و ہندی آن کڑا۔ دیپ (قتیل)

پا زند[2]: بمعنی ہیئت و صورت است۔ (فش، ق، م)

۱۔ ایک اور خط میں میرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "یای وحدت کہو، توصیف کہو، یای تعظیم کہو، جس طرح کہو، مجہول آئے گی" (خ)

۲۔ سراج میں "بزای معجمہ بوزن پابند" لکھا ہے۔

یاس: ناامیدی۔ (فن)

یافتن: پانا، یافت، یافتہ، یابد، یابندہ، یاب۔ (پ، فن)

یام: ڈاک۔ (د)

یاہو سرای: فقیر۔ (آ)

یخچہ: ژالہ، تگرگ۔

یخشی: در ترکی بمعنی نیک می آید۔ (فش، ق)

یخنی: ذخیرہ۔ (د)

ید: دست، ہاتھ۔

یزدان: اللہ، خدا۔ (فن)

یزنہ: بہنوئی[1] (فن)

یوز: صد، چیتا۔ (آ، فن، ق)

یوغ: بمعنی چوبی کہ بر گردن گاو نہند۔ و آن را در ہندی جوا گویند۔ (فن، ق)

۱۔ سراج میں لکھا ہے کہ "بفتح و سکون دوم و نون مفتوح، شوہر خواہر و این اکثر استعمال اہل توران است۔"

۲۔ لغت فرس ص ۲۲۹ میں جو مثالیں نقل کی ہیں، ان سے واو معروف ثابت ہوتا ہے۔ رشیدی میں صاف واو مجہول لکھا ہے۔

یوم: روز، دن۔ (قن)
ییلاق: بہ دو یای تحتانی، لفظِ ترکی است، بمعنیٔ مقامی کہ
در تابستان برا اقامتِ فوج از چوب و علف و نی سازند
تا تموز در انجا گزرد۔ و مقابلِ آن قشلاق است بمعنیٔ
لشکرگاہ زمستان۔ (قش، ق)

حصّہ دوم

اردو

آ

آج: امروز۔
آٹھ: ہشت
آٹا: آرد۔
آچار: ریچار، ریچال۔
آخر: سپری۔
آدھا: نصف۔
آرسی: آئینہ۔
آزمانا: آزمودن
آس: امید
آسرا: پناہ
آسمان: چرخ، سپہر، فلک، گردون۔
آگ: آتش، آذر، نار۔
آم: انبہ
آمین: تزاج

آنا: آمدن۔
آن تان: بعض لوگ آن بان بولتے ہیں۔ مگر فقیر کے نزدیک آن تان صحیح ہے۔ اور یہی فصیح ہے۔ (آ)
آندھی: صرصر۔
آنکھ: چشم

ا

ابابیل: پرستک، پرستوک۔
اُپلا: پاچک، عوشاک
اُٹھ: برخیز
اُٹھائی گیرا: اُچکّا، بردا و بدو (رہزن)
اُٹھوارہ: اُسبوع، ہفتہ
اجازت لینا: پدرود، دستوری رخصت

اُچکّا: اُٹھائی گیرا، بردار و ببرد

اَچھا: خوب، فروہیدہ، نیک

اچھوتا: ناپسودہ

اَدّھا: آدہ

ارگن: ارغنون، ارغن

ادھر: شاغل

اڑواڑ: پاویر

اژدہا: اژدر

استاد: ادب آموز

استھان: تکیۂ فقیر، محل و مقام، نشیمن۔

اشرفی: درست۔

اشنان: غسل

اُگنا: دمیدن

الاپ: پیشرو

الگنی: رجہ، رزہ، فدک۔

اُلّو: بوم، کول، مردِ احمق

امامن: امام کے مشتقات میں سے زنہار نہیں۔ امام کا متعلق، اگر مذکر ہے، تو امامی اور اگر مونث ہے، تو امامن۔ (آ، خ)

اَمر: نامیرندہ

انّا: دائی، دایہ، دھائی، مُرضعہ

اناج: غلہ۔

انجان: نادان۔

اندرابن: شرنگ، حنظل

اِنصاف: داد۔ انصاف کی تعریف کرنے والا: دادستانی

انگارہ: اخگر

انگڑائی: خمیازہ

انگیا: ساماکچہ

اونٹ: احمق، نادان۔

اوجِ بیان سے گرنا: عاجز آنا (غ س)

اوجڑ: خراب، خرابہ، ویران، ویرانہ

اوزار: آلہ، افزار

اوس: شبنم

اول: نوا

اولا: تگرگ، سنگچہ

اونٹ: اشتر

اونگھنا: غنودن

ایسا خدا: خدائے

اینٹ: خشت

ب

باجا: ساز

باجرا: جاورس

باس: سکونت

باسی: دینہ، دوشینہ

باغبان: کدیور

باگ: جلو، عنان

باگ ڈور: پالا آہنگ، پالہنگ

بانا: پود

بانجھ: استرون، سترون، عقیمہ

باندھنا: بستن

بانسلی: نے

باؤ: باد

باہر: بدر

بپھر: تندرو

بجلی: آذرگشسپ، برق

بچھو: عقرب، کژدم

بچھونا: بستر

بخشش: جود

بدلی: ابر

برا: بد، دژم، زشت، نژند، نکوہیدہ

برتن: آوند، ظرف

بڑبڑانا: ژکیدن، سخنہای زیر لبی

بستی: آبادچہ

بسولا: تیشہ

بغل: آغوش، کنار

بکری: گوسپند

بلا: بتیارہ

بلبل: میرے نزدیک مونث ہے۔ جمع اس کی بلبلیں۔ طوطی بولتا ہے، بلبل بولتی ہے۔ (آ)

بلی: گربہ

بنانا: ساختن

بند: فراز

بنتو: بانو، خاتون

بنولا: پنبہ دانہ

بورا: اشبان

بوڑھا: پیر، سالخوردہ

بونا: کاشتن، کشتن

پیوند: بند، بندہ

بہنوئی: یزنہ

بہو: بیو، عروس

بی بی: کدبانو

بیتاب: پرافشان

بے پروا: غنی

بیچین: نعل در آتش، بے آرام

بیحد: بیشمار، بیمر۔

بیس: بست، تومان

بیشمار: بیحد، بیمر

بیگن: بادنجان

بیل: بیارہ

بیلن: وردنہ

بھ

بھاٹ: بادخوان، بادفروش

بھاڑ: گلخن

بھاگ : بخت

بھاگ : بگریز

بھاگنا : رمیدن

بھائی : برادر

بھڑ : زنبور

بھوت : بتیارہ

بھوم : بوم

بھونچال : زمین لرز

بھیڑ : میش

بھیڑیا : گرگ

بھینچنا : افشردن، فشردن، بزور در آغوش کشیدن، بشکنجہ کشیدن۔

بھینس : گاومیش

پ

پاتی : مکتوب

پاخانہ : آبشتنگاہ، آبشتنگہ، بیت الخلاء، پاجایہ، مستراح

پاڑہ : تالار

پاگل : کالیوہ

پاگل پن : کالیوگی

پانا : یافتن، پاؤں : پا، ہم۔(غ)

پانو : پای، پیغل

پانی : آب، ماد

پاو : ربع

پتا : برگ

پتلی : مردمک

پتلی چپاتی : تُنُکا۔ (آ)

پتھر : سنگ۔

پچاس : پنجاہ

پچھم : غرب۔

پچھوا ہوا : بادِ برین

پر : بمعنی لیکن لفظاً مشترک ہے

اور یہ اس کا مخفف ہے۔ اس میں شاید کسی کو کلام نہ ہو۔ کوئی اور لکھے یا نہ لکھے میرے اردو کے دیوان میں سو دو سو جگہ یہ لفظ آیا ہوگا

(پ)

پردادا: جد پدر، پدر جد

پڑیا: چکسہ

پکھال: خیک

پکھاورج: مندل

پگڑی: دستار

پلک: مژگان

پلید: ریمن

پناہ: زنہار

پنجرہ: قفس

پنڈلی: ساق

پوپھٹنا: فلق، چاک صبح

پوت: پسر

پوجنا: پرستش

پوچھنا: پرسش

پودینہ: نزہ

پوربا: شرق، خاور

پوری: اشار

پوست کے ڈوڈے: قبۂ خشخاش۔

پولہ: مشمل

پونی: پاغند

پہاڑ: کوہ

پہاڑی: کوہچہ

پپیہا: سابر

پیالہ: ساتگین

پیٹ: شکم

پیشانی: جبین

پینا: نوشیدن

پیوسی: پلہ

پیوند: پینہ

پھ

پھاڑنا: دریدن، فشاریدن

فتریدن، فتالیدن، تفلیدن

پھانسی: چاتو

پھاوڑا: بیل

پھر: باز

پھرکی: بادفر، بادفرہ، فرفر

پھرنا: گشتن

پھلکی یا پھلکا: تنہا بمعنی محض

ہے۔ ہلکی پھلکی، ہلکا پھلکا یہ

آئے تو درست، ورنہ لغو

اور یہ جو پھلکا پتلی چپاتی

کو کہتے ہیں، یہ دوسرا لغت

ہے۔ پھلکے کبھی کوئی نہ بولے گا

پانی وانی، حقہ وقہ یوں کہیں

گے۔ نرا وانی اور وقہ نہ کہیں گے

ہلکا پھلکا، ہلکی پھلکی کہیں گے

سبک چیز کو۔ نرا پھلکا یا نری

پھلکی نہ کہیں گے۔ (آ)

پھول: گل

ت

تاج: افسر، گرزن۔

تارہ: اختر

تاریخ نگار: کردار گزار

تاریخ نگاری: کردار گزاری۔

تالاب: آبگیر، تال

تال سری: تالنگ، دائرہ

تالو: کام

تانا: تار

تانبا: مس

تبرک: پرشاد، فرشاد

تپسیا: تپاس، ریاضت

ترائی: زمین نمناک

تربز: ہندوانہ

ترپھڑانا¹: تپیدن

تصویر: تندیسہ

تعویذ: پنام، لکاہہ

تکلا: دوک

تل: کنجد

تلوار: پالارک، تیغ

تن تن تنانا: اصواتِ تار

تندرستی: دوروزی

تواہ: تابہ

توجہ: گرایش

توشک: آگند، جنیت، حشو نہالی

تولنا: سختن، سنجیدن

تیئیں: لفظ متروک اور مردود، قبیح، غیر فصیح²۔

تیس: سی

ٹ

ٹھگلی: پینہ، پیوند

۱۔ میرزا صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "ترپھڑانا ترجمۂ تپیدن کا املا یوں ہے، 'تڑپھڑانا' - بائے فارسی اور رائے کے درمیان ہائے مخلوط انشاءاللہ ضرور ہے" (غ)

۲۔ اسی سلسلے میں میرزا صاحب لکھتے ہیں: "یہ پنجاب کی بولی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے لڑکپن میں ایک اصیل ہمارے ہاں نوکر تھی، وہ تیئیں بولتی تھی، قوی بیبیاں اور لونڈیاں اس پر ہنستی تھیں" (غ)

ٹھوڑا: کم

ٹھیلی: کیسہ

ٹ

ٹپکنا: چکیدن

ٹخنا: شتالنگ، کعب

ٹوکرا: سبد

ٹونٹی: انبوبہ، لولہ

ٹہنی: شاخ

ٹیلہ: پیغولہ

ٹھ

ٹھرّا: ناہو، دُرد

ٹھلیا: سبو

ٹھوڑی: ذقن، زنخ

ج

جاگنا: بیدار بودن

جال: دام

جان: رَوان

جانا: رفتن، شدن

جانماز: سجادہ، مصلی

جچّا: زچہ

جفا: کے مونث ہونے میں اہلِ
دہلی و لکھنؤ کو باہم اتفاق
ہے کبھی کوئی نہ کہے گا کہ جفا
کیا۔ ہاں ہنگامے ہیں، جہاں ان
بولتے ہیں کہ ہستی کیا! اگر جفا
کو مذکر کہیں تو کہیں، ورنہ
ستم و ظلم مذکر اور بیداد
جفا مونث ہے بے شبہہ (عودِ ہندی)

جلد: زود۔ بہت جلد: زود زود

جلنا: سوختن

جماہی: آسا، دہان درہ،
فازہ، تشاؤب، تمطی۔

جمع کرنا: الفغتن، اندوختن
جنتری: شنفشاہنگ
جنگل: بیابان، دشت، صحرا
جوا: یوغ
جوار: ذُرّت
جوان: بُرنا
جورو: زوجہ
جولاہہ: بافندہ، پای باف، جولہ، جولاہ، حائک، ہکر
جوہر: بجیم مفتوح خونریزی خاص کہ در ہند رواج دارد و آن کشتنِ زنان و فرزندان است۔ (فش، ق)
جوہڑ: آبگیر
جی: روح، حیات
جینا: زیستن

جھ

جھاڑنا: رُفتن
جھانجن: خلخال
جھانجھ: چلب، جلاجل، سنج
جھروکا: تابسار
جُھرّی: آژنگ
جھڑکی: سرزنش
جھکڑ: بادِ تندِ گرد انگیز
جھنجھنا: اغلگندہ
جھولا: ادرگ، مرضِ فالج
جھولی: زنبیل

چ

چاٹنا: لیسیدن
چال: رفتار
چالیس: چہل

چاند : ماہ

چاند گہن : گرفتنِ ماہ

چاندی : سیم

چاہنا : خواستن

چُپ : خاموش

چِتا : سِتان

چٹکی : نشکنج

چچا : اودر، عم

چچڑی : تارو

چربی : پیہ

چرچا : واگویہ

چڑیا : گنجشک

چکور : کبک

چکی : آس، آسیا

چل : صیغۂ امر

چلبچی : سیلاب چین

چمکنا : تافتن

چور : دزد

چوک : چارسو

چولھا : اجاغ، دیگدان

چونا : آژہ

چوہا : موش

چیچک رو : آبلہ خورد

چیرنا : شگافتن

چیل : خاد، زغن، غلیواژ

چیونٹی : مور

چھ

چھاتی : سینہ

چھاگل : چگل

چھالا : آبلہ

چھالیا : فوفل

چھانو : سایہ

چھپر : خانۂ کاہ، کازہ، کوخ، کومہ

چھت: آسمانہ، سقف

چھٹی کی شادی: زاچ سور

چھچھورا: سبکسر

چھرّا: ساچمہ

چھلّا: سپیچ

چھلنی: پرویزن، غربال چھنی لفظ غریب ہے۔ نہ اہل دہلی کے زبان زد نہ گوش زد غربال کو چھلنی کہتے ہیں۔ (آ، قن)

چھوکری: دختر۔

چھونا: پسودن، لمس

چھوا ہوا: پسودہ

چھید: رخنہ، روزن

چھینکا: آونگ

ح

حالت: گونہ

حجام: گرا، موی سرتراش

حد: سومہ

حرص: آز

حکم: فرازمان، فرگفت

حکیم: پزشک، طبیب

حوض: برکہ

خ

خاکا: انگارہ، بیرنگ، طرح، گردہ

خاوند: شوی

خبر: مونث ہے بہ اتفاق، مگر کاغذ اخبار، اس کو تم خود سمجھ لو کہ تمھارا دل کیا قبول کرتا ہے۔ میں تو مذکر کہوں گا یعنی اخبار آیا۔ (آ)۔

خرام: مذکر، رفتار، مونث۔ (آ)

خزادہ : خداوندزادہ کا مخفف
ہے۔ لیکن فارسی، عربی
نہیں۔ اردو کا روزمرہ تھا
خزادہ، خزادی مراد تھے
صاحبزادہ اور صاحبزادی
ہے۔ مگر فی زمانہ متروک
ہے۔ (خ)

خُسر : سسر، پدرزن، بغایب
اضافت۔

خفا ہونا : رنجیدن

خِلعت : سراپا۔ میرے نزدیک
خلعت مذکر ہے۔ (آ)

خوبانی : مشمش

خوشی : سور، کشتی

خوگیر : آدرم، تکلتو، نمدزین

خیر خیرات : ارزانش

خیلا : احمق، ناہموار

د

داڑھی : ریش

دالان : ایوان

دانت : دندان

داتون : دانت مانجھنے کا آلہ،
مسواک

دائی : آنا، دایہ، مرضعہ

دائی جنائی : پاداچ، پیش
نشین، قابلہ

دخل : بار

درانتی : داس

درخواست : درخواہ

درمیان : فرہنگاخ، وسط

دریا : بحر، گر

دسپنا : انبر، انبور

دمچی : پاردم

دِن: روز، یوم

دنیا: گیتی، گیہان

دو چار ہونا: یعنی مقابل ہونے
کے جب درست ہوتا ہے
کہ دان کے آگے واو بھی ہو
تاکہ تثنیہ پیدا ہو اور آنکھوں
کا چار ہونا ثابت ہو جائے
(شیفتہ)

دودھ: شیر

دوڑنا: تاختن

دوست: صحابی

دولہ: نوشہ

دہی: ترجمہ جغرات، مذکر ہے

دیباچہ: نمودگاہ

دیکھنا: دیدن

دیوانِ خاص: دیوانخانہ

دھ

دھاگا: رشتہ

دھانگ: مصرع چار دوا دار

دھائی: دائی، دایہ، مرضعہ، انّا

دھبّا: داغ

دھپّا: سیلی

دھر: در ہندی صیغۂ امر است

دُھنیا: ندّاف

دھواں: دود

ڈ

ڈاک: یام

ڈالنا: انداختن

ڈانک: قوّہ

ڈرنا: ترسیدن، ہراسیدن۔

ڈکار: آرُغ، آروغ، جُشاء

ڈنک: نیش

ڈول: دول

ڈھ

ڈھونڈھنا: جُستن

ر

رات: شب، لیل

راگ: نغمہ

رانگ: ارزیر

رائی: سپندان

ریختا: لفظ ہندی الاصل ریختہ ہے بہای مضمرہ۔ بعض مذکر بولتے ہیں، بعض مونث۔ ریختہ میرے نزدیک مذکر ہے۔ یعنی ریختہ آیا۔ لیکن جمع میں کیا کروں گا؟ ناچار مونث بولنا پڑے گا۔ یعنی ریختیں آئیں۔ (آ، خ)

رخصت: اجازت، پدرود، دستوری، گسیل

رُدہ: رده، صف

رعب میں آنا: شکوہیدن

رفتار: مونث اور خرام مذکر ہے۔ رفتار کی تانیث کو خرام کی سند ٹھہرانا قیاس مع الفارق ہے۔ (آ)

رکھنا: داشتن

رنج: آزرنگ

رنگ: لون

روٹی: نان

روزہ: صوم

روزہ کھولنا: افطار

روزینہ: رستاد

روشنی: شید

رومال: آبچین

رونق: بارنامہ

روئی: پنبہ

ز

زلف : طرہ

زمین : ارض، بوم، مرز

زمیندار : کشاورز

زندگانی : حیات

زورہ : تیرہ

س

ساتھ : ہمنشیں

سادھو : پارسا

ساز : ستام

ساگ : ترہ

سانچا : قالب، کالبد

سانس : میرے نزدیک مذکر ہے۔ لیکن اگر کوئی مؤنث لکھے گا، تو میں اس کو منع نہیں کر سکتا۔ خود سانس کو مؤنث نہ لکھوں گا۔ (خ، ع)

سبب : جہت

سپید : برابر، شوہ

سترا بہترا : ترجمۂ پیر خرف (خ)

ستو : پست، سویق

سچا : چیشتہ

سرپرست : مربی، غمخوار

سزاوار : آبسند

سرمہ : کحل

سروہی : تیغ ہندی

سڑک : راستہ

سست : تنبل، کاہل

سسر : پدر زن، خسر

سلائی : میل

سنار : زرگر

سننا : شنیدن

سنیاسی: سامان، قلندر

سوا: بیرون

سوت: انباغ

سورج: آفتاب، ابیت، اختر روز، خورشید، ستارۂ روز شمس، نیر اعظم، مہر، ہور

سورج کی کرن: خطوطِ شعاعی شعاع

سوغات: ارمغان، رہ آورد، نوراہان، لوزبان -

سوکن: انباغ

سونا: خفتن

سونا: زر

سونگھنا: شنیدن

سہہ: بعضی از [illegible]

سینا: دوختن

سینہ: [illegible]

ش

شامیانہ: کلہ

شدت: اشتلم

شراب: می

شراب پینے والا: میگسار

شطرنجی: زیلو

شہد: انگبین، عسل

شہرت: بلند آوازہ گشتن

شہنائی: سورنائی

ص

صافی: لای پالا

صفت: فروزہ

ط

طرفداری: سوگیری

طعنہ : پیغارہ

ظ

ظلم : ستم
ظلم کی برائی کرنیوالا : ستم نکوہ
ظلم سے ہاتھ اٹھانا : اس سے دست بردار ہونا اور اس کو ترک کرنا ہے - (ن)

ع

عرش : سہم، طارم سہم، فلک سہم
عمارت : سہبت، شمار
عیب : آہو

غ

غصہ : خشم
غلام : رہی

ف

فریاد : مونث ہے - فریاد کرنی چاہیے - فریاد کرنا انگریزی بولی ہے - (آ)
فریب : کول
فصیل : بادو
فق : فارسی لغت نہیں ہوسکتا عربی بھی نہیں - روزمرۂ اردو ہے، جیسا کہ میر حسن لکھتا ہے : کہ رستم جسے دیکھ ہو جائے فق - شعرای حال کے کلام میں نظر نہیں آتا - (آ)
فکر : مونث ہے - (آ)
فہرست : اسیاہہ

ق

قاصد: برید

قاعدہ: برنسبت، بر نہاد، دستور، قانون

قبرستان: دخمہ، گورگاہ

قلم: خامہ، قلم، دہی، خامت ان کا بھی یہی حال ہے کوئی مونث، کوئی مذکر بولتا ہے۔ میرے نزدیک دہی اور خامت مذکر ہے اور قلم مشترک چاہو مذکر کہو، چاہو مونث کہو

قیامت: رستخیز

قیامت کی مثل: رستخیز اندازہ

ک

کاتنا: رشتن

کاٹنا: بریدن

کال: قحط، نانِ شبیرین

کالا پانی: در ہند زنانِ اراذل مثل جولاہہ وگا ذر وغیرہم کہ در نوعِ خود دیندار و پارسا باشند، از بردنِ نامِ شراب پرہیز کنند و کالا پانی گویند۔ (دفش)

کام بگاڑنا: آبی کردنِ کار

کان: گوش

کانٹا: خار

کب: کے

کپڑا: جامہ

کتا: سگ

کچھوا: باخہ، سگ پشت، کشف

کدال: کلند

کراتا: یہ بیرونجات کی بولی ہے

کروانا یہ فصیح ہے۔ (غ)

کرسی: طارم ہشتم

کرن: شعاع

کڑا: دستینہ، یارہ

کراڑا: ساحل اور کراڑے کا کنارہ، لب ساحل

ککڑی: خیار

کل کی رات: دوش

کندن: زر بی غش

کندھا: دوش

کنگھی: شانہ

کنواں: چاہ

کنیاں: خوشہ، سنبلہ

کوتوال: شبگرد، شحنۂ عسس

کوٹھا: بام

کوٹھی: کندو

کودنا: جستن

کوڑا: تازیانہ

کوس: کروہ

کولا: جفتہ

کولا مٹکاتا ہوا: جفتہ گرداں

کونپل: شاک، شاخ نورستہ

کہانی: فسانہ

کہر: تاریخ، نژم

کہنا: گفتن، سرودن

کہنی: آرنج، مرفق

کیا: چہ

کیا کہوں: چہ گویم

کیچڑ: لجن

کیکڑا: خرچنگ، سرطان

کیلا: موز

کیوڑہ: کندی کادی

کیوں: چرا

کھ

کھا: بخور

کھال: پوست

کھان: کان، معدن

کھانڈ: شکر، قند، کند

کھائی: خندق، کندہ

کھرا: سرہ

کھڑکی: دریچہ، غرفہ

کھلا: باز

کھودنا: شکافتن

کھو رہا ہوں: متعدی ہے۔ پوربیے اس کو لازمی جانتے ہیں۔ لازمی کھو گیا ہوں (آ، خ)

کھولنا: گشادن

کھیلنا: باختن

کھینچنا: کشیدن

گ

گارا: آژند

گاڑھنا یا ٹوکنا: پا افشردن، پا استوار کردن

گال: رخ

گانا: سرودن

گانو: روستا

گدھا: الاغ، خر

گرد پھرنا: طواف

گڑھا: مغاک

گزرنا: گزشتن

گل: بمعنی پھانسی، انگریزی لفظ ہے

گل تکیہ: لفظ مرکب ہے ہندی اور فارسی سے۔ گل تکیہ

گال، اور تکیہ بمعنی بالش
وہ چھوٹا گول تکیہ جو رخسار
کے تلے رکھیں، گل تکیہ کہلاتا
ہے۔ گل تکیہ وضع کیا ہوا
نور جہاں بیگم کا ہے۔ (خ)

گلشن: بعض کے نزدیک مونث
اور بعض کے نزدیک مذکر
ہے ..... البتہ مذکر مناسب
معلوم ہوتا ہے۔ (آ)

گاہری: بکاف مکسور بوزن
اکہری لغت ہندی الاصل
(س)

گلی ڈنڈا: چالیک

گودھنا: آژدن

گورکھ دھندا: ریسمان گرہ
در گرہ

گوشت: لحم

گوشے میں بیٹھ رہنا: اعتکاف

گول: مدور

گون: انباغ

گونگا: گنگ، لال

گہرا: ژرف، عمیق

گہنا: زیور

گیدڑ: شغال

گھ

گھاٹی: پیغولہ، گوشۂ از دشت
و صحرا

گھاس (خشک): کاہ

گھاس ہری: گیاہ

گھاو: جراحت، ریش، زخم

گھٹانا: کاستن

گھر: خانہ، کدہ

گھرانا: دودہ

گھنٹا لا : درا

گھوڑا : اسپ

گھونسلا : آشیانہ

ل

لانا : آوردن

لائق : ازدر

لتہ : پارہ، لخت

لڑائی : جنگ، حرب، آورد

لڑکا : طفل، ریدہ، ریدک

لڑنا : جنگیدن

لفظ : واژہ

لگ جانا : ...دان

لو : شعلہ

لوا : تیہو

لوری : نانو

لومڑی : روباہ

لوہا : آہن، حدید

لہر : کوہہ، موج

لہسن : سیر

لیکن : پن

م

مارنا : زدن

مالدار : آبشد

ماں : مادر

مانجھنا : زدودن

مانگ : بطلب

مبارکباد : تہنیت، چشم روشنی

مٹکا : خم

مٹی : خاک

مٹی کا گھر : کازہ، کوخ، آلگوہہ

مٹھی : مشت

مجرم : تیرہ مند

مچھر: پشہ
مچھلی: حوت، ماہی
مچھی: بوسہ، قبلہ
محبت: مہر
محلہ: برزن
مسّا: آژخ، ثؤلول
مشکی: شبدیز
مصری: تبرزد
مُٹھی: آرش
مقدر: مذکر اور تقدیر مونث
کون کہے گا: فلانے کی مقدر
اچھی ہے؟ کون کہے گا
کہ دیکھیے کیا تقدیر دکھاتی ہے؟
یہ مسئلہ صاف ہے مذبذب
نہیں۔ کوئی بھی مقدر کو
مونث نہ کہتا ہوگا۔ (خ)
مکڑی: جولا، عنکبوت، کارتنا

کلاش۔
مکھی: مگس
ملیدہ: چنگالی، مالیدہ
ممولا: سرخچہ، صعوہ، کراک
منگل: بہرام روز، سہ شنبہ
موت: مرگ
موتی پرونیوالا: گوہر آمای
مور: طاؤس
مورخ: کردار گزار
مول: بہا، قیمت، نرخ
مولی: ترب
مونچھ: بروت، سبلت
مہر: تمغا
میاں: (لفظ تعظیم و در محل لطف و شفقت زنان در فرزندان را نیز گویند و معلم خواجہ سرایان نیز ہست در زبان شوہران را و یاران آقایان را ہم گویند دہلی (ق))
میراث: مردہ ریگ، مردری
مینڈھا: برّہ، حمل
میں: من

بھنگی : پشک

ن

ناامیدی : یاس
نافرمانی : سرپیچیدن، سرکشیدن
گردن پیچیدن دکشیدن
ناک : بینی
نالا : سیل
نام : اسم
ناتا : جد فاسد
نبی : مرسل، پیمبر
نبیا : نبی بخش کا مخفف (آ، ح)
نتھنا : پرّہ
نٹ : بند باز، رسن باز،
ریسمان باز
نچوڑنا : آب گرفتن، افشردن
فشردن

نرخ : بہا، قیمت
نصیحت : اندرز، پند
نقارہ : تبیر، تبیرہ، طبل، کادس
کوس
نقدی : خردہ
نکل جانا : بدر زدن
نگاہ : دشت
نگہبان : حارس
نماز : صلوٰۃ
نمک حرام : کور نمک
نوجوان : برنا
نوشہ : اسم دولھا کا (آ)
نوکر : جاگی خوار
نہار منھ : ناشتا
نہر : جو
نئی چیز : جدید
نیک بختی : سعادت

نیو کا گھر کھودنا: بنا بر آب رسیدن

نیولا: راسو

و

والا: بالف در آخر، مالک، خداوند۔ (فش)

وبا: مرگِ سرخ

وہم: سیمراد

وے: یہ گنوار و بولی ہے۔ وہ یہ ٹھیٹ اردو ہے۔ (ن غ)

ھ

ہاتھ: دست، ید

ہاتھ اٹھانا: دست بردار ہونا، ترک کرنا

ہاتھ دھلانے والا: آب دِہ دست

ہاتھی: پیل

ہچکی: زغنک، فواق

ہڈی: استخوان

ہرگز: آرنگ، از لابد

ہرن: آہو

ہُلّڑ: ہراہر

ہلکا پھلکا، ہلکی پھلکی: سبک

ہمنام: آداش، سمی

ہنڈکی: سفتہ

ہتھیلی: پرگر

ہنسنا: خندیدن

ہنہنانا: شیہہ، صہیل

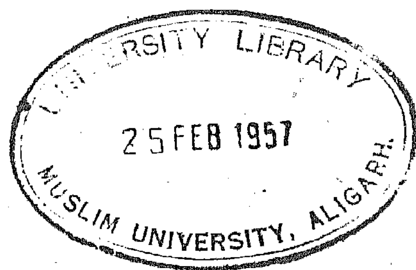
ہوجا: بشو، کن

ہونٹ: لب

ہینگ: انگوزہ

تم والحمد للہ

اشاریہ



منیجر اشاعت خانہ، رامپور، نے ناظم برقی پریس
رامپور میں چھپوا کر شائع کی